هو الفتاح العليم

مالی اراکم رافعی ایدیکم کانها
اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ
(مسلم شریف)

نور الصباح

في ترك رفع اليدين بعد الإفتتاح

تالیف

مناظر اسلام
مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی
سابق استاذ الحدیث نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

ناشر

جامعہ اسلامیہ حبیب العلوم بلال آباد ڈیرہ اسماعیل خان

نام کتاب ——— نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح

مُصنّف ——— مولانا حافظ حبیب اللہ ڈیروی

سرورق ——— سید انور حسین نفیس رقم مدظلہ

کتابت ——— محمد امان اللہ قادری

تعداد ——— ایک ہزار

مطبع ———

ناشر ———

قیمت ———

طبع سوم مع ترمیم و اضافہ ۱۴۲۱ھ، ستمبر ۲۰۰۰ء

ملنے کے پتے

— ناظم ادارہ نشر و اشاعت نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

— مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور

— مکتبہ مدنیہ اردو بازار لاہور

— مکتبہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی

— مکتبہ اسحاقیہ جونا مارکیٹ کراچی

فہرست مضامین

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد جب سے دنیا میں مخلوق چلی آرہی ہے اُسی وقت سے اختلافات بھی ساتھ ساتھ چلے آرہے ہیں اسی ایک امر سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ابھی انسانوں میں سے ایک بھی دنیا سے رخصت نہیں ہوا تھا کہ ہابیل و قابیل کا جھگڑا اور اختلاف اٹھ کھڑا ہوا اُس وقت سے تاہنوز اختلافات چلے آرہے ہیں اور تا قیامت رہیں گے اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول سے قبل اختلافات مٹ جائیں گے تو وہ یقیناً وہم کا شکار ہے ان اختلافات میں سے ایک مذہبی اور مسلکی اختلاف بھی ہے جو دیگر اختلافات کی بنسبت زیادہ مذموم ہے اس لیے کہ مذہب تو اتفاق و اتحاد اور یگانگت کا درس اور سبق دیتا ہے نہ کہ اختلاف و تحزّب اور تشتّت کا مگر افسوس کہ یہ سب کچھ دُنیا میں رونما ہوا اور اب بھی موجود ہے اور جاری و ساری رہے گا بلکہ احادیث کے پیشِ نظر ہر آنے والا دن اپنے اندر نئے حوادثات اور جدید فتنے اور تازہ بتازہ اختلافات و نزاعات لے کر آئے گا اور فتنوں میں کسی قسم کی کمی کی توقع بالکل عبث ہے، کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ مسلمان جو جملہ فتنوں سے الگ تھلگ رہ کر اپنی منزل کی طرف

رواں دواں ہیں سے

ستارے جس کی گردِ راہ ہوں وہ کارواں تو ہے
پڑے ہے چرخِ نیلی فام سے منزل مسلماں کی

مذہبی اختلافات اصولاً دو قسم کے ہیں ایک عقائد و اصول کے دوسرے اعمال و فروع کے اوّل قسم کے اختلافات بہر حال و بہر کیف مذموم اور زہر قاتل ہیں علم و دیانت کے ساتھ ہوں یا لاعلمی اور نیک نیتی سے زہر کو اگر کوئی شخص زہر سمجھ کر کھائے تب بھی اس کا اثر مرتب ہوگا اور اگر بے خبری میں لے کھانڈ یا چورن سمجھ کر استعمال کرے عالم اسباب میں پھر بھی اس کا اثر ضرور مرتب ہوگا اس لیے اصولی اور عقیدہ کے اختلاف میں علم و دیانت اور اجتہاد و قیاس کوئی چیز اس کی قباحت و شناعت میں کمی پیدا نہیں کرتی اور ایسے اصولی اختلافات جن میں ضروریاتِ دین میں سے کسی امر کا انکار یا تاویل ہو یقیناً کفر اور قطعاً باعث ملامت و گرفت ہے رہے فروعی اختلافات تو اِن میں خاصی تفصیل ہے جس کے لیے دفتر کے دفتر بھی ناکافی ہیں اس کا نہایت ہی مختصر الفاظ میں خلاصہ یہ ہے کہ اگر فروعی اختلاف ناشی عن دلیل ہو اور اختلاف کرنے والا مجتہد ہو اور اس کی دیانت و عدالت اور تقویٰ و ورع مسلّم ہو اور اختلاف میں بھی حظِّ نفس اور اپنی خواہش کی پیروی میں نہ ہو اور نہ تن آسانی کے لیے اپنے نفس کے لیے سہولت مطلوب ہو تو ایسا مجتہد خطا کی صورت میں بھی صرف معذور ہی نہیں ہوگا بلکہ صحیح احادیث کی روشنی میں ماجور بھی ہوگا اور اگر اختلاف کرنے والا اجتہاد و تفقہ کی کشتی کا پتوار سوار ہو اور اختلاف میں حظِّ نفس اور تن آسانی بھی ملحوظ ہو تو اس کے قبیح و مذموم ہونے میں رتی بھر شک نہیں ہے اور جو احادیث و دلائل ٹرائے اور قیاس کی مذمت میں وارد ہیں وہ سب اسی صورت سے وابستہ اور متعلق ہیں لاشک فیہ سے

غوّاص کو مطلب ہے صدف سے کہ گہر سے؟
الفاظ کے پیچوں میں اُلجھتے نہیں دانا

ان فروعی اختلافات میں سے ایک مسئلہ رفع الیدین عند الرکوع و عند رفع الرأس

من الرکوع بھی ہے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم اور حضرات صحابہ کرام رضی کے مبارک عہد سے تا ہنوز چلا آ رہا ہے اور دنیائے اسلام میں کہیں اس کے مثبت اور کہیں اس کے منفی پہلو پر عمل ہو رہا ہے اگر اس اختلاف کو فرعی اختلاف کی حد تک ہی رہنے دیا جائے اور ہر فریق اپنے تحقیق و دانست کے مطابق جو پہلو اُسے حق اور صحیح نظر آئے اس پر عمل کرے اور دوسرے فریق کے لیے بھی گنجائش چھوڑے تو کبھی نزاع و جدال کی نوبت ہی نہیں آتی اور نہ آئے گی مگر نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ زمانۂ حال کے غیر مقلدین حضرات میں ایسے لوگوں کی کوئی کمی نہیں جو دیگر اختلافی مسائل کی طرح رفع یدین کے مسئلہ کو بھی حق و باطل کا معیار بنائے بیٹھے ہیں اور چند احادیث کے ظاہری الفاظ کو دیکھ کر یہ اٹل فیصلہ صادر کرتے ہیں کہ نماز صرف ہماری ہی ہے اور احناف وغیرہم حضرات کی نماز کوئی نماز نہیں اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ سُنت کے خلاف ہے اور اس پر ان کے بے شمار رسالے اور کتابیں اُردو زبان میں طبع ہو چکی ہیں اور ان کی جماعتی رنگ میں خوب نشر و اشاعت ہوتی ہے اور عوام جو اصل حقیقت سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں ان رسائل اور کتُب کو دیکھ کر غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں اگرچہ دیگر مسائل کی طرح مسئلۂ ترک رفع یدین پر بھی حضرات احناف وغیرہم نے بڑی ٹھوس اور علمی کتابیں لکھی ہیں مگر ایک تو وہ بیشتر عربی اور فارسی زبان میں ہیں پھر خالص علمی اور تحقیقی انداز میں ہیں عوام الناس ان سے استفادہ نہیں کر سکتے اور نہ وہ کتابیں ان کی دسترس میں ہیں اور دیگر مسائل کی طرح اس مسئلہ پر بعض اکابر نے اُردو میں بھی بعض کتابیں لکھی ہیں لیکن ایک تو وہ نایاب ہیں اور دوسرے ان میں بھی خاصا علمی انداز ہے جس سے عام اُردو خوان حضرات آسانی سے استفادہ نہیں کر سکتے کیونکہ خالص علمی اصطلاحات سے وہ ناواقف ہوتے ہیں اس سلسلہ میں عرصہ سے اس کی ضرورت شدّت سے محسوس کی جا رہی تھی اور بعض اکابر نے اس بارے میں راقم اثیم کو خطوط بھی لکھے کہ "احسن الکلام" کی طرز پر مسئلہ رفع یدین

وغیرہ پر بھی رفع اور ترک کے دلائل ضبط تحریر میں آجائیں تو عوام کو اس سے بے حد فائدہ ہوگا جس طرح کہ مسئلہ خلف الامام کے بارے میں فریق ثانی کا طلسم بفضلہٖ تعالیٰ اب ٹوٹ گیا ہے اور ان کی جارحانہ کارروائی اور چیلنج بازی اب بالکل ختم ہوگئی ہے، اب تو صرف احسن الکلام کے دلائل کے دفاع پر وہ مجبور ہے اور اس میں بلاوجہ محض الفاظ کے چکر سے کیڑے نکالتا ہے مگر عقلمند خدا داد عقل کے ذریعہ خوب سمجھتے ہیں کہ اس کارروائی سے کیا ہوسکتا ہے ؟ ؎

پیدا ہے فقط حلقۂ ارباب جنوں میں — وہ عقل کہ پا جاتی ہے شعلے کو شرر سے

راقم اثیم نے اس سلسلہ میں خاصا مواد جمع کیا ہے لیکن کثرتِ مشاغل اور علالت طبع کے پیش نظر تاہنوز ترتیب نہیں دی جاسکی اگر زندگی نے وفا کی تو انشاءاللہ العزیز اس کی تکمیل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ جزاء خیر عطاء فرمائے فاضل نوجوان۔ عالم اجل نکتہ رس۔ ذہین وفطین۔ وسیع النظر اور کثیر المطالعہ حضرت مولانا حافظ محمد حبیب اللہ صاحب دام مجدہم ڈیروی فاضل مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ کو جنہوں نے اس مسئلہ پر قلم اٹھایا اور اس کے مثبت اور منفی پہلو کو خوب اجاگر کیا ایسے مختصر رسالہ میں اتنے ٹھوس حوالے اور قیمتی مواد بہت کم کتابوں میں آپ کو یکجا مل سکے گا اس کتاب میں موصوف نے بعض غیر مقلدین حضرات کی تعصب کی بعض مثالیں اور حوالے بھی دیے ہیں جن سے ان حضرات کا غلو اور تعصب واضح سے واضح تر ہو جاتا ہے اور مسئلہ رفع یدین و ترک رفع الیدین کے بارے مسالک و مذاہب کی باحوالہ نشاندھی کی ہے اور غیر مقلدین حضرات کے دلائل کا تانا بانا بھی قارئین کرام کے سامنے رکھ دیا ہے اور طرفین کے دلائل باحوالہ اس میں درج کئے ہیں ہر منصف مزاج آدمی ان حوالوں کی روشنی میں اصل کتب کی طرف مراجعت کر کے بخوبی حقیقت کو پا سکتا ہے اور دل کی تسلی کر سکتا ہے، باقی امور تو قارئین کرام نے اور خصوصاً حضرات علماء عظام نے کتابوں میں پڑھے ہوں گے کہ مسئلہ رفع یدین کا درجہ فقہی طور پر کیا ہے ؟ آیا فرض واجب ہے یا

سنت و مستحب ؟ یا صرف جائز و مباح ہے ؟ اور یہ بھی کہ اس میں طرفین کا نزاع سُنّیت اور غیر سُنّیت یا استحباب و عدم استحباب کا ہے ؟ یا افضل و غیر افضل کا اختلاف ہے ؟ یا رفع الیدین عند الرکوع و عند رفع الرأس من الرکوع پہلے ہوتا تھا اور پھر منسوخ ہو گیا ہے جیسا کہ بعض حضرات کی یہ رائے ہے ؟ ان سب امور کے حوالے اس کتاب میں موجود ہیں فاضل مؤلف نے اس کتاب میں ایک مزید بات کی نشاندھی کی ہے جو خصوصاً علمار کرام کی توجہ کی مستحق ہے وہ یہ ہے کہ کتُب حدیث کی مستند کتابوں کی بعض روایتوں میں جو حضرت ابن عمرؓ سے مرفوعاً مروی ہیں ۔ واذا رکع واذا رفع رأسه من الرکوع کی جزاء مذکور نہیں مثلاً صحیح ابن خزیمہ اور ابوداؤد وغیرہ اور بعض میں یہ جزاء مذکور ہے رفعهما مثلاً بخاری و مسلم وغیرہ اور بعض میں یہ جزاء مذکور ہے لا یرفعهما مثلاً صحیح ابوعوانہ اور مسند حمیدی وغیرہ اور یہ صحیح ابوعوانہ وغیرہ کی حدیثیں بھی غیر مقلدین حضرات کے ہاں صحیح ہیں اور کتاب میں اس کے حوالے دیئے گئے ہیں تو اس واضح تعارض کے رفع کرنے کی ایک صورت تو یہ ہو سکتی ہے کہ اذا تعارضا تساقطا تو مناسب یہ ہے کہ دونوں فریق اس قسم کی روایات سے استدلال بالکل ترک کر دیں اور ان کے علاوہ دیگر احادیث کی طرف مراجعت کریں اور دوسری صورت یہ ہے کہ ان میں ایک کو راجح اور دوسری کو مرجوح قرار دیں اور علمی طور پر یہی پہلو اسلم رہے گا اب وجہ ترجیح کیا ہو ؟ ظاہری طور پر ایسی وجہ ہونی چاہیئے جو فریقین کی قدرے تسلی کا باعث ہو اور خود غیر مقلدین حضرات نے سجدہ کے وقت رفع الیدین کرنے اور نہ کرنے کی صحیح روایات میں ترجیح رفع یدین نہ کرنے کو دی ہے جیسا کہ کتاب ہی میں اس کے حوالے موجود ہیں اور ہمارا بھی اس پر صاد ہے تو رکوع کے وقت بھی رفع یدین کرنے اور نہ کرنے کی دونوں روایتوں میں کیوں نہ یہی طریق اختیار کر لیا جائے کہ نہ ہینگ لگے نہ پھٹکڑی اور یہ کہا جائے کہ رکوع کے وقت بھی رفع یدین نہ کیا جائے تا کہ اس صحیح روایت

پر بھی عمل ہو جائے جن میں لا یرفعہما آتا ہے اور نماز کے خشوع و خضوع پر بھی کوئی زد نہ پڑے اور خود اپنی پسند کی ہوئی توجیہ بھی رائیگاں نہ جائے اور اقل درجہ یہ ہے کہ رفع یدین کرنے پر مطلقاً اصرار نہ کیا جائے کبھی رفع الیدین کر لیں اور کبھی چھوڑ دیں خصوصاً جب کہ اس حدیث کے مرکزی راوی حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ کے دونوں پہلو رفع و ترک رفع مروی ہیں جس کے حوالے کتاب میں مذکور ہیں اور فاضل مؤلف کا یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ اگر لا یرفعہما کی صحیح حدیث ترک کرنے والے اور اسی طرح سجدہ کے وقت رفع یدین کی صحیح روایات پر عمل نہ کرنے والے نیز ہر اونچ اور نیچ میں اور ہر تکبیر کے وقت رفع الیدین کی روایات پر عمل نہ کرنے والے عامل بالحدیث ہونے سے خارج نہیں ہوتے تو پھر کیا وجہ ہے کہ عند الرکوع و عند رفع الرأس من الرکوع رفع یدین نہ کرنے والے ہی ترک حدیث کی وعید شدید کا مورد بنتے ہیں آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ اور ان کا یہ شعر بھی برمحل ہے کہ ؎

اہل گلشن کے لیے بھی باب گلشن بند ہے   اس قدر تنگ ظرف کوئی باغباں دیکھا نہیں

یہ کہنا تو مشکل ہے کہ اس مسئلہ پر یہ کتاب حرفِ آخر ہے لیکن بلاخوف تردید یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ یہ کتاب نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح۔ خالص علمی۔ معلومات افزا۔ اور پُرمغز حوالوں سے لبریز ہے جس میں اصل مسئلہ کے علاوہ اسماء الرجال اور باحوالہ اکابر علماء کی علمی اغلاط کو شگفتہ الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اور اہل السنت والجماعت کا یہ مسلک ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بغیر اصولی طور پر معصوم کوئی بھی نہیں ہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی چادر کے نیچے آ کر کوئی محفوظ ہو جائے تو معاملہ جدا ہے اور خطا و وہم تو انسان کا خاصہ ہے اس علمی تنقید سے اگر کوئی متعصب یا کوڑ مغز یہ نتیجہ اخذ کرے کہ اکابر علماء یا مسلّمہ شخصیتوں کی توہین و تنقیص کی گئی ہے

تو یہ بالکل غلط ہوگا اور بحمد اللہ تعالیٰ فاضل مؤلف نے کوئی بات حوالہ کے بغیر نہیں لکھی جو کچھ لکھا ہے باحوالہ لکھا ہے تاکہ اصل مأخذ دیکھا جا سکے یہ بات بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ اگر کتاب میں ادبی چاشنی یا لسانی چٹخارہ نظر نہ آئے تو نگاہ کو اس امر پر مرتکز رکھنا چاہیئے ــــــــــــ کہ اس کتاب میں بفضلہٖ تعالیٰ نرے حقائق ہیں اور ٹھوس حوالے ہیں اور فاضل مؤلف کو نہ تو اردو ادب سے کوئی خاص لگاؤ ہے اور نہ اس فن کے شاہسوار ہیں یوں سمجھئے کہ سادہ اردو میں بلکہ اپنی ٹھیٹ بولی میں انہوں نے خواص و عوام کی علمی ضیافت میں کوئی کمی نہیں کی کتاب کی کتابت و طباعت عمدہ ہے، اور اس گرانی کے زمانہ میں اس کی قیمت بھی زیادہ نہیں ہے خواص و عوام اور دینی مدارس کے طلبۂ عظام سے گذارش ہے کہ ایک دفعہ اس کتاب کا ضرور مطالعہ کریں تاکہ مسئلۂ زیرِ بحث کا مثبت اور منفی دونوں پہلو با دلائل اور باحوالہ سامنے آجائیں اور براہین کے لحاظ سے قوی پہلو ملحوظِ خاطر رکھ کر عمل کے لیے کوئی سبیل پیدا ہو جائے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فاضل مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے محنت شاقہ اور عرق ریزی سے یہ قیمتی جواہر پارے یکجا کر کے ہر شائق علم کے سامنے رکھ دیئے ہیں اللہ تعالیٰ یہ کتاب ان کے لیے صدقۂ جاریہ بنائے اور آخرت میں ان کو سمیت ہمارے سرخرو کرے آمین ثم آمین

وصلّی اللہ تعالیٰ علیٰ رسولہٖ خیر خلقہٖ خاتم الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وازواجہٖ وذریّتہٖ واتباعہٖ الیٰ یوم الدین آمین یارب العلمین ویاارحم الراحمین

احقر الناس ابوالزاہد محمد سرفراز خطیب جامع مسجد گکھڑ
وصدر مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

۴ رجب ۱۳۹۹ھ
۳۱ مئی ۱۹۷۹ء

اشتہار واجب الاظہار

محترم عبدالرشید صاحب انصاری اپنی کتاب الرسائل کے آخر میں نور الصباح کے بارے میں گلفشانی کر رہے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی جھوٹا تاثر دلا رہے ہیں کہ حبیب اللہ ڈیروی نے مجھ سے اٹھارہ صد (۱۸۰۰) روپیہ لے لیا ہے اور صحیح جواب نہیں دیا حالانکہ یہ افتراء ہے۔ تین سال سے تحریری گفتگو چلتی رہی ہے پہلے سوال کا جواب جاتا رہا، پھر عبدالرشید صاحب تسلی کے بعد تین (۳۰۰) سو روپیہ بھیجتے تھے اگر جواب صحیح نہ تھا تو آپ نے یہ رقم کیوں بھیجی ہے۔ اب انشاء اللہ ہم اصل تحریر شائع کریں گے۔

نوٹ: نور الصباح کے جو جوابات لکھے گئے ہیں انکا جواب انشاء اللہ تعالیٰ نور الصباح کے حصہ دوم میں عنقریب آ رہا ہے۔ انتظار فرمائیں۔

مقدمۃ الکتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام
علی سید المرسلین محمد وعلی آلہ و
اصحابہ اجمعین رب یسر ولا تعسر وتمم
بالخیر وبک نستعین اما بعد۔

برادرانِ اسلام آج جب کہ ہر طرف کفر و الحاد اور فسق و فجور پھیل چکا ہے اور پھیلتا جا رہا ہے اور فرق باطلہ مثلاً یہودی مرزائی رافضی پرویزی عیسائی خارجی دھریی وغیرہ حق اور اہلِ حق کے مٹانے کے درپے ہیں ایسے نازک حالات میں تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ آپس میں فروعی اختلافات چھوڑ کر متحد ہو کر ان فرق باطلہ کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ ہمارے بزرگانِ دیوبند کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم ہمیشہ خدمتِ اسلام کا یہ اہم فریضہ ادا کرتے رہتے ہیں اور فروعی اختلافات میں پھنسنے سے گریز کرتے رہتے ہیں مگر جب ان کو کسی فرعی مسئلہ کے متعلق مجبور کیا جائے تو پھر وہ مجبوراً برائے اظہار حق وتحصیلِ ثواب تحریراً و تقریراً اس کا وافی اور شافی جواب دیتے ہیں۔ جس کا صحیح جواب دینے سے اکثر مخالف عاجز ہو جاتے ہیں اس لیے ہم فروعی مسائل میں زور صرف کرنا مناسب نہیں سمجھتے

افسوس ہے کہ غیر مقلدین حضرات کا ہمیشہ زیادہ زور ہی فروعی مسائل کے بارے میں رہتا ہے اور مقلدین حضرات پر طرح طرح کے فتوے وہ لگاتے رہتے ہیں۔ مثلاً غیر مقلد عالم مولوی محمد صاحب دہلوی ایڈیٹر اخبار محمدی دہلی اپنے رسالہ سراج محمدی ص ۲۹ میں ایک سوال اور اس کا جواب یوں تحریر فرماتے ہیں سوال ۴۰ ____ کیا یہ صحیح ہے کہ جس وہابی کا باپ حنفی ہو کر مرا ہو وہ یہ دعا نہ پڑھے رب اغفرلی ولوالدتی جواب نمبر ۴ مشرکین کے لیے دعاء مغفرت ناجائز ہے الخ اور دلائل محمدی ص ۳۷ حصہ دوم میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔ خیر میرا مقصد یہ تھا کہ یہ (تقلید) یہودیت ہے اپنے امام کی رائے قیاس پر بھروسہ کر بیٹھنا اور دینی امور میں شخصی تقلید کو کوئی چیز سمجھنا اور آمین کی آواز سے چڑنا آھ بلفظہٖ۔ غیر مقلدین حضرات نے مدینہ منورہ میں ساڑھے تیرہ سو سال گذر جانے کے بعد ایک مکان کرایہ پر لے کر ایک مدرسہ قائم کیا جس کا نام علوم القرآن والحدیث رکھا گیا جس کے مدیر مولانا احمد سلفی دہلوی تھے اب غیر مقلدین حضرات کی اس مدرسہ کی تعلیم کے بارے آراء ملاحظہ ہوں، جس میں انہوں نے اس مدرسہ کی تعلیم کو اسلام کی صحیح تعلیم اور دوسرے مدارس اسلامیہ کی تعلیم کو غیر اسلامی تعلیم قرار دیا مولوی محمد صاحب غیر مقلد اخبار محمدی دہلی ص ۱۸ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۷ء میں لکھتے ہیں مدرسہ دار الحدیث واقع مدینہ طیبہ کی تعلیمات پر تبصرہ از عالیجناب حضرت عالم الامت محی السنۃ جامع العلوم مولانا عبد الجبیر صاحب امیر جماعت پٹنہ صوبہ بہار میں مدرسہ دار الحدیث واقع مدینہ طیبہ کو سنا کرتا تھا اس سال بفضلہٖ تعالیٰ اس دار الحدیث کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے میں نے جہاں تک یہاں کے حالات اور دار الحدیث کی خدمات کو دیکھا اور غور کیا تو میں خوشی سے لکھ رہا ہوں کہ کتاب و سنت کی صحیح معنی میں اشاعت کے لیے ایسے مرکز مقدس دیار رسول ﷺ اقدس میں اسی قسم کی دار الحدیث کی ضرورت تھی جس کے نصاب میں ٹھیٹھ اسلام کی تعلیم ہو (الی قولہ) مولانا احمد دہلوی مدیر دار الحدیث (الی قولہ) عبد الجبیر صادق پوری ڈاکخانہ گلزار باغ پٹنہ بہار مورخہ ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۴۵ھ

غیر مقلدین حضرات نے اس مدرسہ کے متعلق ایک روئیداد چھپوائی ہے جو کہ آٹھ صفحات کی ہے جس کا نام محمدی دہلی ہے اس کے صلہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۵ء میں ہے ما تحریر عالی جناب حاجی ا ے محمد حسین صاحب سوداگر داماد جناب عالی مولوی محمد صاحب ڈار ناظم اعلیٰ انجمن تنظیم گوجرانوالہ (الیٰ قولہ) افسوس کا مقام ہے کہ جس سرزمین سے رشد و ہدایت کا چشمہ پھوٹا اور تمام اطراف و اکناف دنیا کو سیراب کرتا ہوا پھیلا کل تک اس میں کوئی مدرسہ ایسا نہ تھا کہ جس میں ٹھیٹھ اسلام کی صحیح تعلیم ہوتی ہو اور عامل بالحدیث جماعت کے متعلق ہو الخ۔ اور محمدی دہلی صلے میں ہے جب کہ یہ دینی علمی قومی مدرسہ ایک ایسے عظیم الشان مقدس مرکز میں ہے جہاں دنیا بھر کی اسلامی جماعتیں جمع ہوتی ہیں جو مختلف مزاج مختلف طرق و مذاہب کے رنگ میں رنگی ہوئی ہوں تو ان کو سنت نبوی کے رنگ میں رنگنے کے لیے ایک ویسے ہی عظیم الشان دائرہ کی ضرورت ہے اور یہ اتنا بڑا دائرہ بلا ساتھ دیئے قوم کے انجام نہیں پا سکتا یالیتَ قومی یعلمون یہ ایک حقیقت ہے اور عین مقام و حال کے مناسب ہے کہ اس وقت ایسے موقعہ پر ایسی مقدس جگہ اور ایسے کام اور تبلیغ میں مدرسہ ہذا کا ہاتھ بٹانا اس کے کار خیر میں شمولیت حاصل کرنا گویا کہ جنگ بدر کے ثواب عظیم کی طرح نیکیوں سے مالا مال ہونا ہے اور ابتداء اسلام میں انصار مدینہ کی طرح ایک ایک کے بدلے لاکھوں در لاکھوں کے ثواب کبیر سے مشرف ہونا ہے واللہ الموفق آھ بلفظہ اور مولوی محمد صاحب دہلوی غیر مقلد لکھتے ہیں مسلمانو تمہیں یہ گھونٹ کیسے اتر گیا کہ حضورؐ کے سامنے اگر حضرت موسیٰؑ آجائیں تو ان کی پیروی کرنے والا تو گمراہ اور جہنمی اور حضورؐ کے بعد اگر حضرت ابو حنیفہؒ آجائیں تو ان کی تقلید کرنے والا گمراہ اور جہنمی نہیں تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى : ملت محمدی صلہ ۲۴ مؤلفہ میاں محمد بن ابراہیم جونا گڑھی دہلوی مقدس مدرسہ محمدیہ عربیہ و ایڈیٹر اخبار محمدی صدر دہلی ۲۰ جمادی الاخری ۱۳۵۷ھ۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ تعصب سے محفوظ رکھے۔ آمین یارب العالمین۔

قارئین کرام فاتحہ خلف الامام کے بارے ہمارے استاد محترم محقق وقت شیخ الحدیث ابوالزاہد مولانا محمد سرفراز خاں صاحب صفدر دام مجدھم نے احسن الکلام فی ترک القرأۃ خلف الامام لکھ کر غیر مقلدین حضرات کو پریشانی کے عالم میں مبتلا کر دیا ہے ۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء اور رفع الیدین کے بارے میں بندہ کی یہ کتاب حاضر خدمت ہے ۔

ع گر قبول افتد زہے عز و شرف ۔ اور مسئلہ آمین کے بارے مسودہ جمع کیا جا چکا ہے اظہار التحسین فی اخفاء التامین“ کے نام سے ادارہ نشر و اشاعت نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کی طرف سے شائع ہو چکی ہے

مولوی نور حسین صاحب گھرجاکھی غیر مقلد کا ایک متعصبانہ فتوےٰ ملاحظہ ہو

وہ قرۃ العینین فی اثبات رفع الیدین ص ۱، ۲ میں لکھتے ہیں کہ امام سبکیؒ نے رفع الیدین کے متعلق (۴۲) صحابہؓ سے روایات نقل کی ہیں اور تابعین اور تبع تابعین و ائمہ مجتہدین و محدثین کے نام لکھ کر از روئے دلائل ثابت کیا ہے کہ رفع یدین سنت مؤکدہ ہے بلکہ واجب ہے اور اس کے چھوڑنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے الخ بلفظہ ۔ قارئین کرام یہ فتویٰ کئی وجوہ سے مخدوش ہے اولاً تو اس لئے کہ رفع الیدین کسی مقام میں بھی واجب نہیں وثانیاً اس کے چھوڑنے سے نماز باطل نہیں ہوتی وثالثاً اتنی روایات اگر ثابت ہیں تو ان روایات سے رفع الیدین عند الافتتاح مراد ہے جس کے ہم قائل ہیں ۔ اگر گھرجاکھی صاحب کے بقول یہ رفع یدین رکوع وغیرہ کے وقت ہے اور اس کے چھوڑنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے تو پھر اس کی زد کہاں کہاں تک پہنچے گی احناف کا تو معاملہ ہی چھوڑیئے حضرات مالکیہ ، حضرات تبع تابعین ، حضرات جمہور تابعین ، حضرات جمہور صحابہؓ اس کی زد میں آئیں گے ۔ بلکہ خود سید عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اس زد سے محفوظ نہ رہیں گے ۔ معاذ اللہ تعالیٰ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ گھرجاکھی صاحب کا یہ فتویٰ ایسا ہے جیسے کوئی متعصب ضد کی بناء پر لفظ محرم کو مجرم اور لفظ دُعاء کو دغا پڑھ دے اسی موقعہ پر کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے ۔ ؎

ہم دُعا لکھتے رہے وہ دَغا پڑھتے رہے
ایک نقطہ نے ہمیں محرم سے مجرم کر دیا

گھرجاکھی صاحب کی خدمت میں ہم عرض کرتے ہیں کہ ؎

ٹھوکریں مت کھایئے چلیئے سنبھل کر دیکھکر | چال سب چلتے ہیں لیکن بندہ پرور دیکھکر

رفع الیدین میں نزاع کے مقام کا تعیّن

حضرات احناف اور حضرات مالکیہؒ فرماتے ہیں کہ رفع یدین ابتدار نماز میں سنّت ہے اس کے بعد رکوع[۱] کو جاتے ہوئے اور رکوع[۲] سے سر اٹھاتے ہوئے اور سجدتین[۳] کے درمیان اور پہلے تشہد[۴] سے فارغ ہونے کے بعد تیسری رکعت کی طرف کھڑے ہونے کے وقت ترک رفع یدین سنّت ہے اور غیر مقلدین حضرات وغیرہم فرماتے ہیں کہ رفع یدین مذکورہ بالا مقامات میں بین السجدتین کے سوا سنت ہے۔ اور بعض مقامات ایسے بھی جہاں رفع الیدین بالاتفاق مستحب ہے اور ان مقامات کی نشاندھی ایک شاعر یوں کرتا ہے۔

؎ رفع یدین نباید الا بهشت جا | بشنو تو اے برادر خوش طبع باذکا
عیدین[۱] و استلام[۲] قنوت[۳] است افتتاح[۴] | رمی الجمار[۵] و مروہ[۶] و عرفات[۷] با صفا[۸]

(بحوالہ حاشیہ ھدایہ اولین قلمی)

رفع الیدین عندالافتتاح واجب نہیں چہ جائیکہ دوسرے مقامات میں واجب ہو

علامہ کرمانیؒ شرح بخاری صہ ۱۰۲ ج ۵ میں فرماتے ہیں

اجمعت الامۃ علی استحباب رفع الیدین عند تکبیرۃ الاحرام واختلفوا فیما سواھا۔ الخ بلفظہٖ

امت مسلمہ کا رفع الیدین عند تکبیرۃ الاحرام کے مستحب ہونے پر اجماع ہے اس کے مابعد رفع الیدین کے استحباب میں اختلاف ہے۔

علامہ نوویؒ المتوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم صہ ۱۶۸ ج ۱ میں رفع یدین کو مستحب قرار دیتے ہیں نیز فرماتے ہیں۔

واجمعوا علی انہ لا یجب شیٔ من الرفع۔

محدثین حضرات کا اس بات پر اجماع ہے کہ رفع الیدین کسی مقام میں بھی واجب نہیں۔

علامہ شوکانی غیر مقلد نیل الاوطار صہ ۱۸۳ ج ۲ طبع مصر میں فرماتے ہیں کہ علامہ نوویؒ

اس اجماع کے نقل کرنے میں منفرد نہیں بلکہ دوسرے محدثینؒ نے بھی اس اجماع کو نقل کیا ہے جن میں ابنِ حزمؒ بھی ہیں آھ ملخصاً۔ علامہ ابن حزم ظاہریؒ المتوفی ۴۵۶ھ محلی ص۲۳۵ ج۴ و ص۸۸ج۴ میں رفع الیدین عندالرکوع وغیرہ کو مستحب قرار دیتے ہیں نہ کہ واجب علامہ ابن تیمیہؒ المتوفی ۷۲۸ھ فتاویٰ ص۲۷۶ ج۲۲ میں رفع الیدین کے اختلاف کو افضل اور غیرافضل پر محمول کرتے ہیں اور ان کے شاگرد علامہ ابن قیمؒ المتوفی ۷۵۱ھ زادالمعاد ص۷۰ ج۱ میں اس اختلاف کو مباح کے درجہ میں شمار کرتے ہیں بہرحال رفع الیدین بعد الافتتاح کے وجوب کا قول کسی محدث نے نہیں کیا۔

رفع الیدین کے چھوٹ جانے یا چھوڑ دینے سے نماز کا اعادہ لازم نہیں حضرت عطاؒ بن ابی رباحؒ کا فتویٰ ملاحظہ ہو	مصنف عبدالرزاق ص۷۱ ج۲ و ص۷۲

میں ہے۔

عبدالرزاق عن ابن جریج قال قلت لعطاء أرأیت ان نسیت ان اکبر بیدیّ فی بعض ذالک اعود للصلٰوۃ قال لا	ابن جریجؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاؒ سے پوچھا کہ بعض مقامات میں اگر میں رفع یدین کرنا بھول جاؤں تو اعادۂ نماز کروں آپ نے فرمایا کہ نہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا فتوی ملاحظہ ہو	بدائع الفوائد ص۹۰ ج۳ لابن القیم طبع مصر میں ہے۔

ابوداؤد قلت لاحمد افتتح الصلوٰۃ لم یرفع یدیہ ایعید قال لا حجتہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یعلمہ للاعرابی آھ بلفظہ	حضرت امام ابوداؤدؒ (جن کی سنن صحاح ستہ میں شمار کی جاتی ہے) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام احمدؒ بن حنبلؒ سے پوچھا کہ ایک آدمی نماز شروع کرتا ہے اور رفع یدین نہیں کرتا تو کیا وہ نماز کا اعادہ کرے تو آپ نے فرمایا کہ نہ کرے اس کی حجت اور دلیل یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعرابی (نماز خراب کرنے والے) کو رفع یدین کی

حضرت امام شافعیؒ کا فتویٰ ملاحظہ ہو

تعلیم نہیں دی (اگر رفع یدین واجب ہوتا تو آپ ضرور تعلیم دیتے کیونکہ آپ مقام تعلیم میں تھے) جس شخص نے رفع یدین ان تمام مقامات میں چھوڑ دیا ہو جہاں اسے کہا گیا ہے عمداً یا سہواً فرض نماز ہو یا نافلہ تو اس کی نماز درست ہے نہ اعادہ صلوٰۃ کی ضرورت ہے نہ سجدۂ سہو کی البتہ میں اس ترک رفع یدین کو ناپسند کرتا ہوں آھ ملخصاً کتاب الام ص۸۹ ج۱ و ص۹۰ ج۱ ص۹۱ ج۲ طبع مصر۔

سوال:۔ عندالافتتاح رفع یدین کو بعض حضرات واجب کہتے ہیں تو اجماع ثابت نہ ہوا۔

جواب ۱؎ علامہ شوکانیؒ نیل الاوطار ص۱۸۳ ج۲ میں فرماتے ہیں کہ جن حضرات نے عدم وجوب رفع یدین عندالافتتاح کے بارے اجماع نقل کیا ہے وہ اجماع ان کے زمانہ میں تھا **جواب** ۲؎ علامہ ابن عبدالبر مالکیؒ المتوفی ۴۶۳ھ فرماتے ہیں۔

وکل من نقل عنه الوجوب لا یبطل الصلوٰۃ بترکه الا فی روایة عن الاوزاعی والحمیدی وهو شذوذ وخطاءٌ ۔ بحوالہ نیل الفرقدین ص۱۳۔

کہ ہر وہ شخص جس سے وجوب رفع یدین منقول ہے اُس کے نزدیک رفع یدین کے چھوڑ دینے سے نماز باطل نہیں ہوتی مگر اوزاعیؒ اور حمیدیؒ کی ایک روایت میں ان کا یہ قول شاذ اور خطاء ہے

غیر مقلدین حضرات کا ایک دھوکہ اور غلط مبحث

غیر مقلدین حضرات فرماتے ہیں کہ رفع یدین عندالرکوع واجب ہے اور اس کے چھوڑنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اس سلسلہ میں وُہ بعض محدثین حضرات کا نام بھی لیتے ہیں۔ جواب یہ بالکل نرا دھوکہ ہے کیونکہ جن حضرات سے رفع یدین کے وجوب اور بطلان صلوٰۃ کا قول منقول ہے وہ عندالافتتاح ہے فقط اور یہ قول بھی شاذ و خطاء ہے۔ نیز حضرات احناف کے نزدیک رفع الیدین عندالافتتاح سنۃ مؤکدہ ہے اور وہ اس پر مکمل پابندی سے عمل کرتے ہیں علامہ شوکانیؒ غیر مقلد نیل الاوطار ص۱۸۳ ج۲ میں فرماتے ہیں۔

وحکی النووی ایضاً عن داؤد ایجابه

علامہ نوویؒ نے بھی داؤد ظاہری سے رفع یدین کا وجوب

عند تكبيرة الاحرام (الی قوله) قال الحافظ وممن قال بالوجوب ايضا الاوزاعی والحميدی شيخ البخاری وابن خزيمة من اصحابنا آه بلفظه۔

قول عند تکبیرۃ الاحرام نقل کیا ہے (الی قولہ) اور حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ وجوب کا قول اوزاعیؒ، حمیدیؒ کا ہے جو امام بخاریؒ کے استاد ہیں اور ابن خزیمہ کا بھی ہے جو کہ ہمارے اصحاب میں سے ہیں۔

علامہ[2] ابن حزم ظاہریؒ غیر مقلد محلی ج۲ ص۱۰۲ میں فرماتے ہیں۔

وقد روی ايجاب رفع اليدين فی التحرم للصلوٰة فرضا عن الاوزاعی وهو قول بعض من تقدم من اصحابنا آه

رفع یدین عند الاحرام نماز کے لیے امام اوزاعیؒ سے اس کا فرض ہونا روایت کیا گیا ہے اور ہمارے بعض اصحاب قدماء کا قول بھی یہی ہے۔

اس طرح علامہ ابن حزمؒ نے اپنا مسلک اس حوالے سے ایک ورق پہلے رفع الیدین عند الاحرام کے فرض و واجب ہونے کا بیان کیا ہے۔

علامہ[3] امیر یمانیؒ غیر مقلد سبل السلام ج۱ ص۱۰۱ طبع فاروقی دہلی و طبع مصر ج۱ ص۲۵۱ میں فرماتے ہیں۔

قال الموجبون قد ثبت الرفع عند تكبيرة الاحرام هذا الثبوت الابلغ

یعنی جب تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کا اتنا ثبوت ہے (کہ پچاس صحابہؓ روایت کرنے والے ہیں) تو اس مقام میں رفع یدین کے بارے بعض نے وجوب کا قول کیا ہے لیکن جمہور اس کے خلاف ہیں اور وہ اس کو سنت کہتے ہیں۔ (محصلہ)

قارئین کرام غیر مقلدین حضرات کے بزرگوں نے صاف لکھ دیا ہے کہ وجوب کا جھگڑا اگر بعض حضرات کا ہے تو وہ صرف عند الافتتاح ہے نہ کہ اس کے بعد۔

غیر مقلدین حضرات کا ایک اور دھوکہ

غیر مقلدین حضرات یہ دعویٰ بھی کرتے رہتے ہیں کہ رفع الیدین عند الرکوع پچاس صحابہؓ سے مروی ہے حالانکہ یہ بھی ان کی غلطی اور خوش فہمی ہے چنانچہ علامہ[1] شوکانیؒ غیر مقلد نیل الاوطار ج۲ ص۱۸۴ میں لکھتے ہیں۔

وجمع العراقی عدد من روی رفع الیدین	اور علامہ عراقیؒ نے ابتداءِ نماز میں رفع یدین کرنے
فی ابتداء الصلوٰۃ فبلغوا خمسین	والوں کی تعداد کا شمار کیا ہے جو پچاس صحابہؓ تک
صحابیا منہم العشرۃ المشھود	پہنچتی ہے جن میں حضرات عشرہ رضؓ مبشرہ
لھم بالجنۃ اھ بلفظہ	بھی ہیں۔

اور علامہ زیلعیؒ نے نصب الرایہ ص۳۱۹ ج۱ میں اور علامہ شمس الحق صاحبؒ غیر مقلد نے تعلیق المغنی ص۱۱۱ ج۱ میں ان پچاس صحابہؓ میں سے بعض کا ذکر کیا ہے اور انکے اسماء گرامی شمار کئے ہیں جن میں حضرت عبداللہؓ بن مسعود بھی ہیں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ رفع الیدین عندالافتتاح مراد ہے۔ علامہ امیر یمانیؒ غیر مقلد سبل السلام ص۱۰۱ ج۱ طبع فاروقی دہلی و طبع مصر ج۱ ص۲۵۰ میں فرماتے ہیں۔

انہٗ روی رفع الیدین فی اول الصلوٰۃ	ابتداءِ نماز میں رفع یدین کی روایت کرنے والے
خمسون صحابیًا منہم العشرۃ المشھود	پچاس صحابہؓ ہیں جن میں حضرات عشرہ مبشرہؓ
لھم بالجنۃ وروی البیھقی عن الحاکم	بھی ہیں اور امام بیہقیؒ نے امام حاکمؒ سے روایت
قال لا نعلم سنۃ اتفق علی روایتھا	کی ہے کہ ہم ایسی کوئی سنت نہیں جانتے جس
عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم	کو جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت
الخلفاء الاربعۃ ثم العشرۃ المشھود	کرنے پر حضرات خلفاء راشدینؓ پھر عشرہ مبشرہؓ
لھم بالجنۃ فمن بعدھم من	پھر ان کے بعد والے صحابہؓ باوجود دور دراز شہروں
الصحابۃ مع تفرقھم فی البلاد	میں بکھرنے کے متفق ہوں بغیر عندالافتتاح رفع
الشاسعۃ غیر ھذہ السنۃ قال	یدین کی سنت کے امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ یہ
البیھقی ھو کما قال استاذنا ابو عبداللّٰہ	بات ایسے ہی ہے جیسے کہ ہمارے استاد ابو عبداللہ
قال الموجبون قد ثبت الرفع عند	حاکم نے فرمائی ہے اور جو لوگ رفع یدین کو واجب
تکبیرۃ الاحرام ھذا الثبوت الی ان	کہتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب تکبیر تحریمہ کے
قال وقال غیرھم انہ سنۃ من	وقت رفع یدین کا اتنا مضبوط ثبوت ہے تو

سنن الصلوٰۃ وعلیہ الجمہور اھ الخ بلفظہ

پھر یہ اس مقام میں واجب ہونا چاہیے لیکن جمہور اس کے خلاف ہیں وہ فرماتے ہیں کہ یہ نماز کی سنتوں میں سے ہے الخ

حضرات :۔ غیر مقلدین حضرات کے بزرگوں کی عبارات سے کئی باتیں واضح طور پر ثابت ہوتیں۔ (۱) پچاس صحابہؓ روایت کرنے والے رفع الیدین عند افتتاح الصلوٰۃ کے ہیں نہ کہ اس کے علاوہ کے۔ (۲) امام حاکمؒ اور امام بیہقیؒ جس رفع الیدین کے بارے حضرات عشرہ مبشرہؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ کا اتفاق نقل کرتے ہیں وہ یہی ابتداء نماز میں رفع ہے نہ کہ کوئی اور (۳) رفع الیدین کے وجوب اور عدم وجوب کا اختلاف بھی اسی رفع الیدین کے بارے ہے جو عند افتتاح الصلوٰۃ ہے امید ہے غیر مقلدین حضرات اب کسی کو دھوکہ نہیں دیں گے کیونکہ ؎

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینہ کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

غیر مقلدین حضرات کے بزرگوں کا ترک رفع یدین کے بارے فیصلہ ملاحظہ ہو۔

(۱) علامہ ابن حزم ظاہریؒ غیر مقلد اپنی کتاب محلی صـ۸۸ ج ۴ میں حضرت ابن مسعودؓ کی روایت ترک رفع یدین کے بارے فرماتے ہیں۔

انّ ھذا الخبر صحیح

کہ بے شک یہ حدیث صحیح ہے۔

اور علامہ صاحب محلی صـ۲۳۵ ج ۴ میں فرماتے ہیں کہ رفع یدین اور ترک رفع یدین دونوں سنتہ ہیں کیونکہ دونوں طرف حدیثیں صحیح ہیں الخ ملخصاً (۲) علامہ احمد محمد شاکر رح غیر مقلد حاشیہ محلی صـ۸۸ج۴ میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث وھو حدیث صحیح" اور علامہ صاحب ہی شرح ترمذی صـ۴۱ ج ۲ میں فرماتے ہیں۔

وھذا الحدیث صححہ ابن حزم فی المحلی وغیرہٗ من الحفاظ وھو حدیث صحیح" وما قالوا فی تعلیلہ

اس حدیث کو ابن حزمؒ نے محلی میں اور دوسرے حفاظ حدیث نے صحیح کہا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے اور بعض لوگوں نے اس حدیث میں

ليس بعلة الخ بلفظہ — جو علتیں بیان کی ہیں وہ کوئی علت نہیں۔

(۳) مولانا عطاء اللہ صاحب غیر مقلد تعلیقات سلفیہ ص۱۲۳ ج ا طبع لاہور میں لکھتے ہیں۔

قوله ثم لم يعد قد تكلم ناس في ثبوت هذا الحديث والقوى انه ثابت من رواية عبد الله بن مسعود (الى قوله) ان الحديث ثابت آه بلفظہ	ثم لم يعد جملہ کے ثبوت کے بارے لوگوں نے کلام کیا ہے اور قوی بات یہ ہے کہ یہ حدیث بے شک صحیح اور ثابت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود کے طریق سے اور مولانا عطاء اللہ صاحب ہی تعلیقات ص۱۰۲ ج ا میں لکھتے ہیں کہ رفع الیدین اور ترک رفع الیدین دونوں سنت ہیں اور ص۱۲۶ ج ا میں فرماتے ہیں کہ دونوں ثابت ہیں۔

(۴) مولانا محمد خلیل ہراس غیر مقلد حاشیہ محلی ابن حزم ص۲۹۲ ج ۲ میں حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث کے بارے فرماتے ہیں وهو حديث صحيح۔ (۵) علامہ احمد محمد شاکرؒ غیر مقلد کے دو شاگرد جو غیر مقلد ہیں شرح السنۃ بغوی ص۲۴ ج ۳ طبع مصر کی تعلیقات میں علامہ شعیب الارناؤوط اور علامہ محمد زہیر الشاویش لکھتے ہیں وصححه غير واحد من الحفاظ وما قالوه في تعليله ليس بعلة آه بلفظہ۔ یہ بھی حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث کے بارے ہے اور اس کا ترجمہ گذر چکا ہے۔ (۶) جناب مرزا حیرت دہلوی صاحب غیر مقلد حیات طیبہ ص۲۴۵ میں لکھتے ہیں کہ مولانا شہید نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اگر کوئی شخص رفع یدین نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اگر کرے تو ثواب ہے کیونکہ طرفین کے دلائل اس مسئلہ میں قوی ہیں اس سے زیادہ فیصلہ کرنے والا اور کون منصف مزاج ہو سکتا ہے الخ بلفظہ (تنبیہ) حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ نے ابتداء میں رفع یدین کے بارے ایک رسالہ تنویر العینین لکھا تھا اور خود بھی اسے ثواب جان کر عمل کرتے تھے مگر آخری عمر میں رفع یدین کرنا چھوڑ دیا تھا اور ترک رفع یدین پر عمل کرتے تھے چنانچہ مولانا حافظ حکیم عبدالشکور صاحب مرزا پوریؒ فرماتے ہیں۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ تمام اہل عربی کتاب ان کو نہیں میرا یہ خیال کسی گمنام روایت والی حکایت پر نہیں بلکہ مولانا کرامت علی جونپوری کی عینی شہادت

پہ ہے وہ بہاہت یقین کیساتھ ذخیرہ کرامت صفحہ ۲۲۴ ج ۲ میں مولوی مخلص الرحمٰن کے پانچویں سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ تنویر العینین جو کتاب ہے سوا سمیں مولانا محمد اسماعیل مرحوم کے لکھے ہوئے چند ورق رفع یدین کی ترجیح میں (ہیں) اور بعد اسکے مولانا مرحوم نے اپنے مرشد حضرت سید احمد قدس سرہ کے سمجھانے سے اپنے قول سے رجوع کیا۔ یعنی رفع یدین کرنیکو چھوڑ دیا اور لامذہب (غیر مقلد) لوگوں نے تنویر العینین میں اپنی طرف سے بہت سی باتیں زیادہ کرکے لکھیں اور حضرت سید صاحب کے خلیفہ لوگوں کا عمل تنویر العینین پر نہیں بلکہ ان لوگوں نے اسکا رد لکھا ہے (التحقیق الجدید علی تصنیف الشہید مطبع مجیدی کانپور ص ۱۲ تا ص ۱۵ یکم جنوری ۱۹۳۱ء) (نوٹ) حضرت مولانا کرامت علی صاحب جونپوری حضرت سید احمد شہید بریلویؒ کے خلیفہ تھے اس لئے ان کی یہ شہادت بہت وزن رکھتی ہے۔

مذہب احنافؒ کی وضاحت و تفصیل

ہمارے حضرات فقہاء احنافؒ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رفع یدین رکوع وغیرہ کے وقت سنت نہیں بلکہ ترک رفع یدین سنت ہے لیکن اس میں اختلاف ہے۔ کہ رفع الیدین بعد الافتتاح کا کوئی ثبوت بھی ہے یا نہیں تو بعض حضرات عدم ثبوت کے قائل ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اگر رفع الیدین بعد الافتتاح ثابت ہوتا تو حضرات خلفاء راشدینؓ اور عشرہ مبشرہؓ اور دیگر صحابہؓ جو پچاس بتائے گئے ہیں ہرگز ترک رفع الیدین پر عمل نہ کرتے اور تابعینؒ کی کثیر جماعت بھی ترک رفع یدین پر عمل نہ کرتی چنانچہ حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ کے صاحبزادے حضرت عبادؒ اور حضرت امام ابراہیم نخعیؒ التابعی الجلیل رفع یدین بعد الافتتاح سے سختی کے ساتھ منع کرتے تھے اور علامہ امیر کاتب القانیؒ نے رفع الیدین کے بطلان پر رسالہ لکھا ہے اور حضرت مولانا حسین علی مرحوم المتوفی ۱۳۶۳ھ تحریرات حدیث ص ۳۹ میں فرماتے ہیں۔

ان الحنفیۃ لیسوا بقائلین بنسخ الرفع	احناف حضرات نسخ رفع الیدین کے قائل
بل ھم منکرون ثبوت الرفع عن	نہیں بلکہ ثبوت رفع الیدین عن النبی صلی اللہ علیہ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم اھ بلفظہ	وسلم کے منکر ہیں۔

اور تحریرات حدیث ص ۱۴ میں فرماتے ہیں۔

فلم یصح فی رفع الیدین شیئ الخ کہ رفع الیدین میں کوئی حدیث بھی صحیح ثابت نہیں۔

اور بعض حضرات نسخ رفع الیدین کے قائل ہیں چنانچہ امام طحاویؒ ملا علی قاریؒ حافظ ابن ہمامؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ رفع الیدین کا ثبوت تھا مگر بعد کو منسوخ ہوا کیونکہ جن حضرات صحابہؓ سے رفع الیدین کی روایات آئی ہیں انہیں سے پھر ترک رفع الیدین کی روایات بھی مروی ہیں اور عمل بھی ترک رفع الیدین کا ہے مثلاً حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ و حضرت علیؓ و حضرت ابوہریرہؓ و حضرت ابن عباسؓ وغیرہم نیز بعض حدیثوں کو غیر مقلدین حضرات خود منسوخ مانتے ہیں جیسے رفع الیدین بین السجدتین تو جو دلائل وہ اس رفع الیدین بین السجدتین کی منسوخیت کے قائم کرتے ہیں وہی دلائل رفع الیدین عندالرکوع وغیرہ کی منسوخیت کے احناف حضرات کی طرف سے سمجھ لیں :- قیاس کن ز گلستان من بہار مرا :- اور بعض حضرات راجح و مرجوح کا قول کرتے ہیں کہ چونکہ رفع الیدین اور ترک دونوں مروی ہیں مگر ترک حالت نماز کے زیادہ مناسب ہے اس لیے ترک رفع الیدین راجح اور افضل ہے اور چونکہ رفع الیدین عندالافتتاح قوی دلائل سے ثابت ہے حتیٰ کہ پچاس صحابہؓ اس کے راوی ہیں۔ جیساکہ علامہ شوکانیؒ اور علامہ امیر یمانیؒ کے حوالہ سے یہ بیان ہو چکا ہے لہذا وہ محل نزاع سے خارج ہے۔ علامہ سید محمد انور شاہ صاحبؒ فیض الباری ص۲۹۶ ج ۲ میں فرماتے ہیں۔

جواز اقتداء الحنفی بالشافعی فی مسائل رفع الیدین والتامین اھ ملخصاً کہ شافعی مسلک والے امام کے پیچھے جو نماز میں رفع الیدین اور آمین بالجہر کرتا ہو حنفی کی نماز جائز ہے۔

اور حضرت امام شافعیؒ جب حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی قبر کی زیارت کے لیے پہنچے تو وہاں نمازوں میں رفع الیدین چھوڑ دیا تھا کسی نے امام شافعیؒ سے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا۔

استحیاءً من صاحب ھذا القبر اس قبر والے سے حیاء آتی ہے۔

حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ تکمیل الاذھان ص۱۵۷ میں اس واقعہ کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں مُشْعِرٌ لعدم التاکید کہ یہ واقعہ اس بات کا مشعر ہے

کہ رفع الیدین عند الرکوع وغیرہ امام شافعیؒ کے ہاں مؤکد نہ تھا۔ مؤلف کتاب ہذا کے ہاں راجح اور مرجوح کا مسلک پسندیدہ ہے اور اسی کے مطابق دلائل قائم کئے جائیں گے اللہ تعالےٰ تعصب اور تعسف سے محفوظ فرماوے آمین وھو الموفق والمعین۔

غیر مقلدین حضرات کا ایک اور دھوکہ وہ فرماتے ہیں کہ حضرات احناف کے بعض بزرگ جو رفع یدین اور آمین کے قائلین کے پیچھے نماز جائز قرار دیتے ہیں اس سے مذہب اہل حدیث کی حقانیت اور ان کے دلائل کی مضبوطی ثابت ہوتی ہے نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ غیر مقلدین حضرات کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے۔

جواب ۱ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحبؒ کے حوالہ سے ابھی گذرا ہے کہ اس سے شافعی مسلک والے مقلد مراد ہیں نہ کہ غیر مقلدین حضرات۔ جواب ۲ جو غیر مقلدین حضرات ائمہ اربعہؒ کے مقلدین کو مشرک اور کافر کہتے ہیں ایسے متعصبین کے پیچھے نماز ہرگز جائز نہیں ہے۔ کیونکہ صحیح حدیث کے مطابق مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہوجاتا ہے اور کافر کی اقتداء میں نماز درست نہیں ہے۔ جواب ۳۔ یہ مسائل فروعی ہیں ان میں کسی کے دلائل کمزور ہونے کے باوجود اس کے پیچھے نماز جائز ہے جس کی واضح دلیل امت کا تعامل ہے۔

الباب الاوّل

ترکِ رفع الیدین کے قائلین حضرات صحابہ کرامؓ تو بے شمار ہیں جیسا کہ امام ترمذی رح کے حوالے سے آئے گا اور جن سے بأسَند ترک رفع الیدین کے عمل کا ذکر ہے اُن کے آثار مرفوعات کے بعد ذکر کیے جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ اور مرفوعات میں بھی ان کا تذکرہ ہے حضرت امام ابو حنیفہؒ ترک رفع الیدین پر عمل کرتے تھے اور اس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی سُنّت قرار دیتے تھے اور رفع الیدین کرنے والے کو منع فرماتے تھے۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ لسان المیزان صہ ۳۲۲ ج ۶ میں لکھتے ہیں۔

وقال قتیبة سمعت ابا مقاتل	قتیبہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو مقاتل سے کہتے
یقول صلّیت الی جنب ابی حنیفة	ہوئے سُنا کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ کے پہلو
فکنت ارفع یدی فلما سلّم قال یا ابا	میں نماز پڑھی اور میں رفع یدین کرتا رہا جب
مقاتل لعلک من اصحاب المراوح	امام ابو حنیفہؒ نے سلام پھیرا تو کہا کہ اے ابو مقاتل
الخ بلفظہ	شاید کہ تو بھی پنکھوں والوں سے ہے۔

امام شافعیؒ کے اُستاد حضرت امام محمدؒ بھی ترکِ رفع الیدین پر عمل کرتے تھے چنانچہ امام محمدؒ مؤطا صہ ۹۰ میں فرماتے ہیں کہ ابتداء نماز میں رفع الیدین کرے۔

ثم لا یرفع فی شئی من الصلوٰۃ وفی ذالک آثار کثیرۃ"	پھر نماز کے کسی حصہ میں بھی رفع یدین نہ کرے اور اس ترک رفع الیدین کے بارے آثار صحابہؓ اور تابعینؒ بہت ہیں)

حضرت امام شافعیؒ کے استاد حضرت امام وکیعؒ بھی ترک رفع الیدین کرتے تھے

بحوالہ جزء رفع الیدین للامام البخاریؒ ص۲۳ طبع لاہور حضرت امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری میں حضرت امام وکیعؒ سے کافی روایات لی ہیں یہ بالاتفاق ثقہ فی الحدیث ہیں مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوریؒ غیر مقلد امام وکیعؒ کو ان الفاظ میں یاد کرتے ہیں۔

احد الائمۃ الاعلام ثقۃ حافظ عابد من کبار التاسعۃ تحفۃ الاحوذی ص۱۲۴/ج۲ و ص۱۳۱/ج۲۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے استاد حضرت امام ابو یوسفؒ بھی ترک رفع الیدین پر عمل کرتے تھے

طحاوی ص۱۱۲/ج۱۔ حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحبؒ العرف الشذی ص۴۸۷ طبع رحیمیہ دیوبند میں لکھتے ہیں۔

وروی عن احمدؒ بن حنبلؒ کان یقول ما وقع علیہ اجتماع ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد لایسمع خلافہ فان ابا حنیفۃ اقیسہم وابا یوسف اعلمہم بالآثار ومحمد اعلمہم بالعربیۃ آھ بلفظہ	حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے روایت کی گئی ہے وہ فرماتے تھے کہ جس مسئلہ پر امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ متفق ہو جائیں تو اس کے خلاف کوئی بات نہ سنی جائے کیونکہ امام ابو حنیفہؒ قیاس کے زیادہ ماہر ہیں اور امام ابو یوسفؒ روایت حدیث کے زیادہ عالم ہیں اور امام محمدؒ عربی زبان کے زیادہ عالم ہیں اور ترک رفع الیدین پر یہ سب حضرات بحمداللہ تعالیٰ متفق ہیں۔

امام ابراہیم بن یوسف الماکیانیؒ بھی رفع الیدین نہ کرتے تھے

(فوائد بھیتہ مولانا عبدالحی لکھنویؒ) حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں اُن کی توثیق امام نسائیؒ وغیرہ سے نقل کی ہے۔ بحوالہ بسط الیدین ص۴۶۔

حضرت امام حسن بن صالح بن حیؒ بھی ترک رفع یدین کرتے تھے

بحوالہ التعلیق الممجد ص۹۱ یہ امام حسنؒ ثقہ ہیں حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور ملک الحفاظ امام یحییٰ بن معینؒ اور امام ابو حاتمؒ اور امام ابو زرعہؒ وغیرہم انکو ثقہ ثبت حجۃ قرار دیتے ہیں تذکرۃ الحفاظ ص۲۰۱ ج۱ وتہذیب التہذیب ص۲۸۵ ج۲ حافظ ابن حجرؒ تقریب میں فرماتے ہیں صدوق"

محدث اسحق بن ابی اسرائیل بھی ترک رفع الیدین پر عمل کرتے تھے

سنن دار قطنی ص۱۱۱ ج۱ حضرت امام شافعیؒ اور محدث اسحق بن ابی اسرائیلؒ ایک ہی سال میں پیدا ہوئے ہیں یعنی ان کا سن ولادت ایک ہے اور محدث اسحقؒ کی وفات ۲۴۶ھ میں ہوئی ہے اور وہ ثقہ ہیں (میزان الاعتدال)

حضرت امام حسن بن زیادؒ اور حضرت امام زفرؒ بھی رفع الیدین نہ کرتے تھے

انوار المحمود شرح ابی داؤد ص۲۵۸ ج۱

حضرت امام مغیرہؒ بھی رفع الیدین نہ کرتے تھے

حافظ ابن حجرؒ تقریب ص۲۵۲ میں فرماتے ہیں مغیرۃ بن شبل الکوفی ثقۃ" اور حضرت امام مغیرہؒ حضرت امام ابراہیم نخعیؒ کے شاگرد ہیں اور انہوں نے ترک رفع الیدین اپنے استاد سے سیکھا ہے دیکھئے ابن ابی شیبہ ص۱۵۹ ج۱ و ص۱۶۰ ج۱۔

فقہاء کا ترک رفع الیدین پر اجماع

حضرت امام طحاویؒ المتوفی ۳۲۱ھ اپنی کتاب شرح معانی الآثار ص۱۱۲ ج۱ طبع رحیمیہ دیوبند میں فرماتے ہیں۔

ولقد حدثنی ابن ابی داؤد قال حدثنا احمد بن یونس قال حدثنا ابوبکر بن عیاش قال ما رأیت فقیھا قط یفعلہ یرفع یدیہ فی غیر التکبیرۃ الاولی اھ بلفظہ

حضرت امام ابوبکر بن عیاشؒ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی فقیہ کو بھی تکبیرہ اُولیٰ کے سوا رفع الیدین کرتا نہیں دیکھا۔

اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں اس کے پہلے راوی امام طحاویؒ کے استاد ابن ابی داؤدؒ ابراہیم بن ابی داؤد الاسدی ابو اسحاق برلسیؒ ہیں۔ ان کی وفات ۲۷۲ھ میں ہوئی یاقوت حمویؒ کہتے ہیں کہ وہ ثقہ اور حافظ تھے امام سمعانیؒ ان کو ثقہ اور من حفاظ الحدیث کہتے ہیں۔ ابن حجرؒ ان کو من الحفاظ المکثرین کہتے ہیں (محصلہ امانی الاحبار ص۱۲ ج۱) اور دوسرے راوی احمد بن یونسؒ یہ امام بخاریؒ کے استاد ہیں اور صحیح بخاری کے مرکزی راوی ہیں مثلاً دیکھئے بخاری ص۲۳۲ ج۱ و ص۲۶۳ ج۱ و ص۲۷۴ ج۱ و ص۶۵۵ ج۲ و ص۷۲۵ ج۲ و ص۹۵۴ ج۲ و ص۹۸۶ ج۲ و ص۱۱۱۸ ج۲ اور تیسرے راوی خود حضرت ابو بکر بن عیاشؒ ہیں جن کی وفات ۱۹۳ھ میں ہوئی اور وہ صحیح بخاری کے راوی ہیں ان کی توثیق حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے اثر میں بیان ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

اہل کوفہ کا ترک رفع الیدین پر اجماع

اس کی پہلی دلیل۔

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں۔

وبه يقول غير واحد من اهل العلم من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم والتابعين وهو قول سفيان واهل الكوفة۔

اور اسی ترک رفع الیدین کے قائل تو بے شمار صحابہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بے شمار تابعینؒ ہیں اور امام سفیان ثوریؒ اور تمام اہل کوفہ کا مسلک بھی یہی ہے۔

(سنن ترمذی ص۳۵ ج۱)

سوال:۔ امام ترمذیؒ نے جو اہل الکوفۃ فرمایا ہے اس میں نہ تو انہوں نے جمیع کا لفظ کہا ہے نہ بعض کا بلکہ اس اہل الکوفہ سے صرف امام ابو حنیفہؒ مراد ہیں۔

جواب:۔ مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوریؒ غیر مقلد مقدمۃ تحفۃ الاحوذی ص۲۰۹ میں لکھتے ہیں

قلت الصحيح ان الترمذي اراد باهل الكوفة من كان فيها من اهل

میں (مبارکپوری) کہتا ہوں کہ صحیح بات یہ ہے کہ امام ترمذیؒ کی مراد اہل الکوفہ سے ہر وہ

العلم كالامام ابی حنیفة والسفیانین	اہل علم ہے جو اس میں رہتا ہو جیسے امام ابو حنیفہؒ
وغیرھم واراد بیعض اھل الکوفة	اور سفیان ثوریؒ اور سفیان بن عیینہؒ وغیرہم اور
بعضھم ولم یُرد باھل الکوفة	اور بعض اھل الکوفۃ سے مراد بعض اہل
او ببعض اھل الکوفة الامام	علم ہیں اور اھل الکوفۃ اور بعض
ابی حنیفة وحدهٗ آھ بلفظہٖ	اھل الکوفۃ سے امام ترمذیؒ کی مراد صرف امام ابو حنیفہؒ ہی نہیں ہے ۔

اس کی دوسری دلیل :۔ مولانا عبدالحی لکھنویؒ التعلیق الممجد ص۹۱ میں لکھتے ہیں ۔

وھو قول ابی حنیفة و وافقه فی	ترک رفع الیدین پہلی مرتبہ کے سوا حضرت امام
عدم الرفع الا مرة الثوری والحسن	ابو حنیفہؒ کا فرمان ہے اور آپ کی موافقت
بن حی وسائر فقهاء الکوفة قدیما	ترک رفع الیدین میں حضرت سفیان ثوریؒ اور
وحدیثا . الخ	حضرت حسن بن حیؒ اور تمام فقہاءؒ کوفہ متقدمین اور متاخرین نے کی ہے ۔

اور انوار المحمود شرح ابی داؤد ص۲۵۸ ج۱ میں ہے ۔

وسائر فقهاء الکوفة والعراق قدیما	کہ تمام فقہاء کوفہ و عراق متقدمین اور متاخرین
وحدیثا ۔	نے ترک رفع الیدین اختیار کیا ہے ۔

قارئین کرام امام ابو حنیفہؒ سے متقدمین فقہاء تو صحابہؓ اور تابعین کبارؒ ہی ہیں معلوم ہوا کہ حضرات صحابہؓ کے دور میں اہل کوفہ کا ترک رفع الیدین پر اجماع و اتفاق تھا والحمد للہ علی ذالك

اس کی تیسری دلیل :۔ حافظ ابن رشد مالکیؒ المتوفی ۵۹۵ھ بدایة المجتہد ص۸۹ ج۱ طبع مصر میں لکھتے ہیں ۔

فذهب اھل الکوفة ابوحنیفة	اہل کوفہ حضرت امام ابو حنیفہؒ و حضرت سفیان
وسفیان الثوری وسائر فقهائھم	ثوریؒ اور تمام فقہاءؒ اس بات کی طرف گئے

الی انہ لا یرفع المصلّی یدیہ الا عند تکبیرۃ الاحرام الخ	ہیں کہ نمازی تکبیرہ احرام کے بعد رفع الیدین نہ کرے۔

اسکی چوتھی دلیل: امام محمد بن نصر مروزیؒ المتوفی ۲۹۴ھ فرماتے ہیں۔

لا نعلم مصرا من الامصار ترکوا باجمعہم رفع الیدین عند الخفض و الرفع الا اھل الکوفۃ الخ	تمام شہروں میں سے کسی شہر کے متعلق ہمیں علم نہیں کہ ان کے بسنے والوں نے اجماعاً سر جھکاتے اور سر اٹھاتے وقت رفع الیدین چھوڑ دیا ہو مگر اہل کوفہ کہ وہ سب ترک رفع الیدین کرتے ہیں)

بحوالہ تعلیقات سلفیہ ص ۱۰۳ ج ۱ لمولوی عطاء اللہ صاحب غیر مقلد والتعلیق الممجدّ ص ۹۱ (بحوالہ استذکار لابن عبدالبر)

وشرح احیاء العلوم بحوالہ نیل الفرقدین ص ۶۶

قارئین کرام امام محمد بن نصر مروزیؒ کی عبارت سے ثابت ہوا کہ اہل کوفہ ترک رفع الیدین پر متفق ہیں کوئی کوفی بھی رفع الیدین کرنے والا نہیں لیکن دوسرے شہروں میں سب کا اتفاق ترک رفع الیدین پر نہیں بعض رفع الیدین کرنے والے بھی موجود ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ کی ایک عبارت میں تین بڑی غلطیاں ملاحظہ ہوں	فتح الباری شرح صحیح البخاری ص ۱۸۲ ج ۲ طبع مصر میں ہے۔

وقال محمد بن نصر المروزیؒ اجمع علماء الامصار علی مشروعیۃ ذالک الا اھل الکوفۃ وقال ابن عبد البر لم یروِ واحد عن مالک ترک الرفع فیھما الا ابن القاسم والذی نأخذ بہ الرفع لحدیث ابن عمرؓ اھ بلفظہٖ	اور محمد بن نصر مروزیؒ نے کہا ہے کہ تمام شہروں کے علماء کا رفع الیدین پر اجماع ہے مگر اہل کوفہ (کہ ان میں ترک رفع الیدین کرنے والے بھی بعض موجود ہیں) اور ابن عبدالبرؒ نے کہا ہے کہ امام مالک سے ترک رفع الیدین عند الرکوع وبعد الرکوع کسی نے بھی روایت نہیں کیا مگر ابن القاسمؒ نے اور ہم جس پر عمل کرتے ہیں وہ رفع الیدین ہے بوجہ حدیث ابن عمرؓ کے۔

غلطی اوّل :- محمد بن نصر مروزیؒ کی عبارت کو حافظ ابن حجرؒ نے بالکل اُلٹ بیان کیا ہے چنانچہ اس ترجمہ میں اور اوپر محمد بن نصر مروزیؒ کی صحیح عبارت میں معمولی سی نظر کرنے سے آپ نے معلوم کر لیا ہوگا مگر بعض غیر مقلدین حضرات نے اس غلط عبارت کو اپنی تصنیفات میں لکھ مارا یا تو ان کے قِلّت تدبر و علم کی نشانی ہے یا تعصب کی چنانچہ علاّمہ قاضی شوکانیؒ نے الدراری المضیئہ میں (بحوالہ نیل الفرقدین ص۶۶) اور مولوی نورحسین صاحب گرجاکھی نے قرۃ العینین ص۶۷ میں پیش کیا ہے۔

دوسری غلطی :- حافظ ابن حجرؒ نے علاّمہ ابن عبدالبر مالکیؒ کا مذہب رفع الیدین بیان کیا ہے حالانکہ وہ تمہید شرح مؤطا مالک میں فرماتے ہیں کہ میں رفع الیدین نہیں کرتا بحوالہ الجوہر النقی فی الرد علی البیہقی ص۱۳۶ ج۱ طبع حیدر آباد دکن :-

حافظ ابن حجرؒ کی اس غلطی کا اصل سبب علاّمہ ابن عبدالبر مالکیؒ نے محمد بن عبداللہ ابن عبدالحکمؒ کا قول پیش کیا ہے کہ ابن عبدالحکم نے فرمایا کہ میں رفع الیدین کرتا ہوں حافظ ابن حجرؒ نے سمجھا کہ ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں کہ میں رفع الیدین کرتا ہوں حالانکہ یہ ابن عبدالحکمؒ کا قول ہے چنانچہ علاّمہ زرقانیؒ نے شرح موطا ص۱۴۳ ج۱ میں اور علاّمہ شوکانی غیر مقلد نے نیل الاوطار ص۶۹ ج۲ میں ابن عبدالحکمؒ کا قول پیش کیا ہے اور شرح تقریب ص۲۵۴ ج۲ میں (بحوالہ معارف السنن ص۴۵۵ ج۲) بھی ابن عبدالحکمؒ کا قول پیش کیا گیا ہے :-

تیسری غلطی :- کہ ابن عبدالبرؒ نے فرمایا کہ امام مالکؒ سے ترک رفع الیدین ابن القاسمؒ کے سوا کسی ایک نے بھی روایت نہیں کیا یہ بھی حافظ ابن حجرؒ کی غلطی ہے کیونکہ یہ قول بھی ابن عبدالحکمؒ کا ہے نہ کہ ابن عبدالبرؒ کا دیکھئے شرح ترمذی علاّمہ محمد شاکرؒ وغیرہ

حافظ ابن حجرؒ کی ایک عبارت میں ایک اور غلطی حافظ ابن حجرؒ فتح الباری ص۱۷۴ ج۲ میں لکھتے ہیں۔

لم ار للمالکیۃ دلیلاً علی ترک — کہ میں نے مالکیہ حضرات کے ہاں ترک رفع الیدین

رفع الیدین الّا روایۃ ابن القاسمؒ — کرنے کی کوئی دلیل نہیں پائی مگر ابن القاسم مالکیؒ کی روایت (جو انہوں نے امام مالکؒ سے رفع الیدین چھوڑنے کی بیان کی ہے)

حافظ ابن حجرؒ کا مقصد یہ ہے کہ امام مالکؒ سے ترک رفع الیدین ابن القاسمؒ کے سوا اور شاگرد نقل نہیں کرتے مالکیہؒ کی غلطی ہے کہ صرف ابن القاسمؒ کی روایت کی بنا پر رفع الیدین انہوں نے چھوڑ دیا ہے لیکن حافظ ابن حجرؒ کی یہ بات غلط ہے اور کئی وجوہ سے اس کا جواب دیا جا سکتا ہے الجواب الاول حضرت امام مالکؒ کا مذہب ترک رفع الیدین ہے تو پھر مالکیہؒ کیسے ترک رفع الیدین پر عمل نہ کریں چنانچہ علامہ ماردینیؒ الجوہر النقی ص ۱۳۶ ج ۲ میں لکھتے ہیں۔

وفی شرح مسلم للقرطبی وھو مشہور مذھب مالک۔ — کہ علامہ قرطبیؒ شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ ترک رفع الیدین امام مالکؒ کا مشہور مذہب ہے۔

اور علامہ محمد صدیق نجیب آبادیؒ شرح ابوداؤد ص ۲۵۸ ج ۱ میں لکھتے ہیں۔

وھو المشھور من مذھب مالک کہ امام مالکؒ کا مذہب ترک رفع الیدین مشہور ہے اور علامہ ابن رشد مالکیؒ ہدایۃ المجتہد ص ۸۷ ج ۱ میں فرماتے ہیں وھو مذھب مالک

الجواب الثانی:۔ حضرت امام مالکؒ کے طریق سے صحیح حدیثیں ترک الیدین کی مروی ہیں جیساکہ انکا تذکرہ باب ثانی میں دلائل کی بحث میں انشاء اللہ تعالیٰ ہوگا جن کی بناء پر امام مالکؒ نے رفع الیدین چھوڑا ہے اور آپ کی اقتداء میں مالکیہ حضرات نے رفع یدین چھوڑا ہے حافظ ابن حجرؒ کا مالکیہؒ پر ناراض ہونا اچھا نہیں ہے۔

الجواب الثالث:۔ ابن قاسمؒ امام مالکؒ سے ترک رفع الیدین کی روایت میں منفرد نہیں بلکہ امام مالکؒ سے ترک رفع الیدین اور تلامذہ بھی روایت کرتے ہیں امام ابن وہبؒ بھی امام مالکؒ سے ترک رفع الیدین روایت کرتے ہیں دیکھئے مالکیہ کی بڑی معتبر کتاب مدونہ کبریٰ ص ۷۱ ج ۱ امام شافعیؒ بھی امام مالکؒ سے ترک رفع الیدین روایت کرتے ہیں مبانی الاخبار

شرح معانی الآثار للعلامۃ بدر الدین عینیؒ (بحوالہ نیل الفرقدین ص۲۶) بصرہ کی ایک جماعت نے امام مالکؒ سے ترک رفع الیدین روایت کیا ہے چنانچہ قاضی ابوبکر ابن العربی المالکیؒ المتوفی ۵۴۳ھ عارضۃ الاحوذی شرح الترمذی ص۵۸ ج۲ طبع مصر از ہر میں فرماتے ہیں۔

الثانی انہ یرفع فی تکبیرۃ الاحرام قالہ مالک فی مشہور روایۃ البصریین و ابوحنیفۃ الخ

دوسرا مذہب یہ ہے کہ رفع الیدین صرف تکبیر تحریمہ میں کیا جائے امام مالکؒ نے بصریین کی مشہور روایت میں یہی کہا ہے اور امام ابوحنیفہؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔

اور علامہ ابن دقیق العیدؒ المالکی الشافعی المتوفی ۷۰۲ھ احکام الاحکام ص۲۲۰ ج۱ طبع مصر میں فرماتے ہیں۔

والوحنیفۃ لایری الرفع فی غیر الافتتاح وھو المشہور عند اصحاب مالک والمعمول بہ عند المتأخرین منھم آھ بلفظہ

امام ابوحنیفہؒ افتتاح کے سوا رفع الیدین کے قائل نہیں اور امام مالکؒ کے اصحاب متقدمین میں بھی یہی مشہور ہے اور متأخرین کا تو یہ معمول ہو چکا ہے۔

قارئین کرام ان عبارات سے ثابت ہوا کہ ترک رفع الیدین امام مالکؒ سے روایت کرنے میں ابن القاسمؒ متفرد نہیں بلکہ دوسرے بھی اُن کے ہمنوا ہیں ؎

نہ تنہا من دریں میخانہ مستم — جنید و شبلی و عطار شد مست

الجواب الرابع :- اگر بالفرض والتسلیم ابن القاسمؒ ترک رفع الیدین کی روایت کرنے میں امام مالکؒ سے متفرد بھی ہوں تب بھی مالکیہ اور غیر مالکیہ کے ہاں ان کی بات کافی وزنی ہے چنانچہ علامہ نوویؒ شرح مسلم ص۱۲۸ ج۱ میں اور علامہ کرمانیؒ شرح بخاری ص۱۰۷ ج۵ میں اور علامہ اُبیؒ شرح مسلم ص۱۴۴ ج۲ میں ابن قاسمؒ کی روایت ترک رفع الیدین عن مالک کے بارے فرماتے ہیں۔ وھو اشہر الروایات عن مالک کہ تمام روایات سے زیادہ مشہور روایت ہے امام مالکؒ سے حضرت علامہ حافظ ابن حجرؒ خود تحریر فرماتے ہیں۔

اعتمادھم فی الاحکام والفتوی

مالکیہؒ کے ہاں اعتماد اور دارومدار احکام اور فتاوی

علی ما رواہ ابن القاسم عن مالك سواء وافق ما فی الموطا ام لا وقد جمع بعض المغاربة كتابا فيما خالف فيه المالكية نصوص الموطا كالرفع عند الركوع والاعتدال آھ بلفظہ (تعجیل المنفعۃ ص۴ طبع دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

میں اس روایت پر ہوتا ہے جو ابن القاسمؒ امام مالکؒ سے روایت کریں چاہے وہ روایت مؤطا امام مالکؒ کے موافق ہو یا نہ ہو حالانکہ بعض اہل مغرب نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں انہوں نے بتایا ہے کہ مالکیہؒ نے مؤطا مالک کی بعض نصوص کی مخالفت کی ہے مثلاً رفع الیدین عند الرکوع اور اعتدال میں۔

یہ عجیب بات ہے کہ حافظ ابن حجرؒ اعتراض بھی خود کرتے ہیں اور جواب بھی خود دیتے ہیں۔

الجواب الخامس:۔ امام مالکؒ نے ترک رفع الیدین پر عمل اس لیے کیا کہ آپ کے زمانہ میں اہل مدینہ منورہ کا ترک رفع الیدین پر اجماع تھا اور آپ کا یہ اصول ہے کہ اہل مدینہ منورہ غلط کام پر مجتمع نہیں ہو سکتے چنانچہ علامہ شبیر احمد صاحب عثمانیؒ فتح الملہم ص۱۱ ج۲ میں لکھتے ہیں کہ ابن رشد مالکیؒ نے بدایۃ المجتہد میں لکھا ہے۔

ان مالکاً رجح ترک الرفع لموافقۃ عمل اھل المدینۃ آھ بلفظہ

امام مالکؒ نے ترک رفع الیدین کو اس لیے ترجیح دی تاکہ عمل اہل مدینہ منورہ کے موافق ہو جائے۔

اور حافظ ابن قیمؒ بدائع الفوائد ص۳۲ ج۴ میں لکھتے ہیں۔

من اصول مالك اتباع عمل المدینۃ وان خالف الحدیث الخ

امام مالکؒ کے اصول میں سے ہے کہ اتباع عمل اہل مدینہ منورہ کیا جائے اگرچہ حدیث کے خلاف بھی ہو جائے

قارئین کرام ان عبارات سے کئی باتیں ثابت ہوئیں (۱) امام مالکؒ ہمیشہ ترک رفع الیدین پر عمل کرتے تھے (۲) اہل مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً کا امام مالکؒ کے زمانہ میں ترک رفع الیدین پر اجماع تھا (۳) اہل مدینہ منورہ کسی غلطی پر متفق نہیں ہو سکتے بحمد اللہ امام مالکؒ کا عمل اہل مدینہ منورہ کے بھی موافق ہو گیا اور احادیث نبویہ پر بھی عمل ہو گیا جو

ترک رفع الیدین میں صریح ہیں۔ ع پسند اپنی اپنی مزاج اپنا اپنا

الجواب السادس :۔ علامہ زرقانی مالکیؒ نے شرح مؤطا ص۱۴۳ ج۱ میں امام اصیلیؒ سے نقل کیا ہے کہ نافعؒ رفع الیدین کی روایت کو ابن عمرؓ تک موقوف بیان کرتے ہیں اور سالمؒ مرفوع بیان کرتے ہیں اور یہ حدیث اُن چار حدیثوں میں سے ایک ہے جن میں نافعؒ اور سالمؒ کا اختلاف مشہور ہے جب سالمؒ اور نافعؒ نے اس کے مرفوع اور موقوف ہونے میں جھگڑا کیا تو امام مالکؒ نے اس حدیث کو چھوڑ کر ترک رفع الیدین کی روایات پر عمل کیا کیونکہ اصل حکم یہی ہے کہ نماز کو افعال سے بچایا جائے الخ ملخصاً۔ بہرحال ان دلائل سے ثابت ہوا کہ امام مالکؒ ترک رفع الیدین کرتے تھے اور آپ کی اقتداء میں مالکیہ حضرات بھی اس پر عمل کرتے ہیں لہذا حافظ ابن حجرؒ کا اعتراض غلط ثابت ہوا۔ حضرت علامہ عبدالرحمٰن الجزائریؒ الفقہ علی المذاہب الاربعہ ص۲۵۰ ج۱ میں لکھتے ہیں۔

المالکیۃ قالوا رفع الیدین حذو المنکبین عند تکبیرۃ الاحرام مندوب وفیما عدا ذالک مکروہ اھ	مالکیہ حضراتؒ نے فرمایا ہے کہ رفع الیدین کا ندھوں کے برابر تکبیر تحریمہ کے وقت مستحب ہے اور اس کے علاوہ مکروہ ہے۔

اور علامہ ابوالبرکات محمد بن احمد الدردیرؒ المالکی الشرح الصغیر علی اقرب المسالک الی مذہب الامام المالک ص۳۲۳ ج۱ و ص۳۲۴ میں فرماتے ہیں۔

وندب رفع الیدین (الی) مع الاحرام ای عندہ لا عند رکوع ولا رفع منہ ولا عند قیام من اثنتین وندبہ الشافعی اھ	مستحب ہے رفع الیدین احرام کے وقت یعنی صرف تکبیر تحریمہ کے وقت نہ تو رکوع کے وقت مستحب ہے اور نہ رکوع سے سر اٹھانے کے وقت اور نہ دو رکعتوں سے اٹھنے کے وقت اور امام شافعیؒ نے ان مقامات میں مستحب قرار دیا ہے۔

قارئین کرام۔ یہ ہے حضرات مالکیہ کا مسلک جس کو انہوں نے اپنی کتابوں میں صاف

طور پر بیان کردیا ہے کہ رفع یدین تکبیر تحریمہ کے سوا مکروہ ہے

حضرت سفیان ثوریؒ بھی ترک رفع الیدین کرتے تھے

ملاحظہ ہو سنن ترمذی ص۳۵ ج ۱ و جزء رفع الیدین للبخاریؒ ص۲۳ طبع لاہور

اور مولانا میر محمد ابراہیمؒ سیالکوٹی غیر مقلد تاریخ اہل حدیث ص۷۷ ۲ میں الملل والنحل ص۴۵ ج ۲ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ مجتہدین امت دو گروہوں میں بندھیں تیسرا کوئی گروہ شمار نہیں کیا جاتا اصحاب الرائے اور اصحاب حدیث حضرات امام مالکؒ اور ان کے اصحاب اور سفیان ثوریؒ اور ان کے اصحاب اصحاب حدیث میں شمار ہیں الخ ملخصاً۔ اور حضرت سفیان ثوریؒ کے مذہب کو قبول کرنے والے بھی بے شمار لوگ ہیں علامہ سمعانیؒ کتاب الانساب ورق ۲۹۹ میں السفیانی کی شرح قائم کرتے ہیں پھر اس کے تحت لکھتے ہیں۔

هذه النسبة لجماعة على مذهب سفيان الثوري وهم عدد كثيرون لا يحصون الخ	سفیانی یہ نسبت اس جماعت کے لیے ہے جو حضرت سفیان ثوریؒ کے مذہب پر چلنے والی ہے اور ان کی تعداد شمار سے باہر ہے۔

بقول مولانا میر صاحب سیالکوٹی غیر مقلد حضرت امام مالکؒ اور مالکیہؒ اور حضرت سفیان ثوریؒ اور سفیانیہؒ سب حضرات اہل حدیث ہیں۔ اور بحمداللہ سب حضرات ترک رفع الیدین کرتے ہیں۔

حضرت ابراہیم نخعیؒ جلیل القدر تابعی بھی ترک رفع الیدین کرتے تھے

اور رفع الیدین کرنے والے کو منع کرتے تھے چنانچہ امام ابوبکر بن ابی شیبہؒ استاد امام بخاریؒ اپنے مصنف ج۱ ص۱۵۹ میں لکھتے ہیں۔

حدثنا هشيم قال اخبرنا حصين و مغيرة عن ابراهيم انه كان يقول	ان دونوں روایتوں کا مطلب یہ ہے کہ محدث حصینؒ اور محدث مغیرہؒ فرماتے ہیں کہ

امام ترمذیؒ اور مولانا عبدالرحمن صاحب مبارکپوریؒ غیر مقلد فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے ایک سو بیس ۱۲۰ صحابہؓ کرام کی ملاقات کا شرف پایا ہے سنن ترمذی ص ۱۸۳ ج ۲ و تحفۃ الاحوذی ص ۱۴۳ ج ۱۔ اور علامہ نوویؒ شرح مسلم ص ۶ ج ۱ و ص ۷ میں فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمنؒ من اجل التابعین تھے اور عبداللہ بن حارثؓ نے فرمایا کہ مجھے علم نہیں کہ عورتوں نے (اپنے دور میں) عبدالرحمن جیسا کوئی اور جنا ہو (یعنی بقول ان کے یہ اپنی نظیر آپ تھے) اور عبدالملک بن عمیرؒ نے فرمایا کہ میں نے عبدالرحمنؒ بن ابی لیلیٰ کو ایک جماعت میں حدیثیں سناتے ہوئے دیکھا جس میں حضرات صحابہ کرام بھی موجود تھے اُن میں براءؓ بن عازب بھی تھے یہ سب حضرات حدیثیں سن رہے تھے۔ اور خاموش تھے اور مولانا عبدالرحمن صاحب مبارکپوریؒ فرماتے ہیں

سمع اباہ وخلقا کثیرا من الصحابۃ الخ تحفۃ الاحوذی ص ۲۴۸ ج ۲ کہ حضرت عبدالرحمنؒ نے اپنے باپ حضرت ابولیلیٰ صحابیؓ سے اور دیگر بہت سے صحابہؓ سے سماع کیا ہے۔

قارئین کرام اتنا بڑا تابعی ترک رفع الیدین پر عمل تب کر سکتا ہے کہ حضرات صحابہؓ میں یہی رائج ہو۔

قاضی شوکانیؒ غیر مقلد کی ایک سخت غلطی

وہ نیل الاوطار ص ۲۷۵ ج ۱ میں فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمنؒ بن ابی لیلیٰ نے حضرت علیؓ سے نہیں سنا لیکن علامہ شوکانیؒ کی یہ سخت غلطی ہے کیونکہ وہ خود فرماتے ہیں سَمِعْتُ علیاؓ وحدثنا علیؓ واخبرنا علیؓ دیکھئے مختلف کتب حدیث بخاری ص ۲۳۲ ج ۱ و ص ۵۲۵ ج ۱ ومسلم ص ۲۲۴ ج ۱ والبوداؤد ص ۱۷۱ ج ۲ ومسند حمیدی ص ۲۴ ج ۱ ومسند احمد ص ۹۵ ج ۱ و ص ۹۴ ج ۱ و ص ۱۱۱ ج ۱ و ص ۱۱۸ ج ۱ و ص ۱۲۳ ج ۱ و ص ۱۳۶ ج ۱۔ اور امام ترمذیؒ سنن ترمذی ص ۱۲۹ ج ۲ ص ۱۸۳ ج ۲ میں فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کی وفات سے چھ سال پہلے پیدا ہوا ہے اور حضرت عمرؓ کو دیکھا اور ان سے روایت بھی کی ہے اور صحیح مسلم ص ۲۴۴ ج ۱ میں ہے کہ

کہ حضرت عبدالرحمٰنؒ نے حضرت عمرؓ سے روایت کو یاد رکھا ہے اور حضرت علیؓ کے ساتھ رہے ہیں۔ اور مسند احمد ص۲۸ ج۱ میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰنؒ نے فرمایا کہ میں حضرت عمرؓ کے پاس تھا جب ایک شخص نے شوال کے چاند کی گواہی دی۔ علامہ احمد محمد شاکرؒ غیر مقلد شرح ترمذی ص۱۹۵ ج۱ طبع مصر میں فرماتے ہیں۔ کہ شوکانیؒ کی یہ خطاء ہے کیونکہ حضرت علیؓ کی وفات کے وقت عبدالرحمٰنؒ کی عمر ۲۳ سال تھی تو پھر انہوں نے حضرت علیؓ سے کیوں نہیں سُنا؟ الخ ملخصاً۔

حضرت امام شعبیؒ بھی ترک رفع الیدین کرتے تھے

امام بخاریؒ کے اُستاد حافظ ابوبکر بن ابی شیبہؒ اپنے مصنف ص۱۵۹ ج۱ میں لکھتے ہیں

عن اشعث عن الشعبی انہ کان یرفع یدیہ فی اوّل التکبیرۃ ثم لا یرفعھما۔

حضرت امام شعبیؒ پہلی تکبیر میں رفع الیدین کرتے پھر اس کے بعد نہ کرتے تھے۔

صاحب مشکوٰۃؒ اکمال ص۱۶ میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام شعبیؒ نے پانچ سَو حضرات صحابہؓ سے ملاقات کی ہے اور مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوریؒ غیر مقلد تحفۃ الاحوذی ص۱۸۹ ج۲ میں فرماتے ہیں کہ امام شعبیؒ کا نام عامر بن شراحیل ہے اور یہ کوفی ہیں۔ ثقۃٌ، مشہورٌ، فقیہٌ، فاضلٌ اور انہوں نے خود کہا ہے کہ میں نے پانچ سو صحابہؓ کو دیکھا ہے اور تحفۃ الاحوذی ص۲۲۵ ج۲ میں فرماتے ہیں کہ امام شعبیؒ مشہور فقیہ ہیں امام مکحولؒ کا کہنا ہے کہ میں نے شعبیؒ سے زیادہ فقیہ کوئی نہیں دیکھا وہ ثقہ اور فاضل ہیں (المتوفی ۱۰۳ھ) اور نواب صدیق حسن خانؒ نزل الابرار ص۲۶۵ میں لکھتے ہیں کہ شعبیؒ تابعی کبیر ہیں حجاج بن یوسف نے ظلماً شہید کیا تھا اور امام نوویؒ شرح مسلم ص۱۴ ج۱ میں لکھتے ہیں کہ امام شعبیؒ حضرت عمرؓ کی خلافت کے چھ سال گذر جانے کے بعد پیدا ہوئے ہیں عظیم القدر اور جلیل امام تھے۔ تفسیر حدیث فقہ مغازی عبادت سب کے جامع تھے اور حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ خدا کی قسم شعبیؒ کثیر العلم عظیم الحلم اور قدیم السلم من الاسلام بمکان تھے۔ اور صحیح بخاری ص۱۰۷۹ ج۲ د

مسند احمد ص ۸۴ ج ۲ میں ہے کہ حضرت امام شعبیؒ فرماتے ہیں۔

قاعدت ابن عمرؓ قریبًا من سنتین اوسنة ونصف	میں حضرت ابن عمرؓ کے پاس دو سال یا ڈیڑھ سال بیٹھا رہا (یعنی پڑھتا رہا)

اور سنن الکبریٰ بیہقی ص ۲۲۳ ج ۹ و مسند احمد ص ۱۵۷ ج ۱ میں ہے کہ میں پورے دو سال حضرت ابن عمرؓ کی مجلس میں رہا قارئین کرام معلوم ہوا کہ ترک رفع الیدین حضراتِ صحابہؓ کا معمول تھا جس کے باعث حضرت امام شعبیؒ نے بھی اس پر عمل کیا ہے۔

حضرت قیس بن ابی حازمؒ التابعی بھی رفع الیدین نہ کرتے تھے

امام بخاریؒ کے استاد حافظ ابوبکر بن ابی شیبہؒ مصنف ص ۱۶۰ ج ۱ میں لکھتے ہیں۔

حدثنا یحیی بن سعید عن اسماعیل قال کان قیس یرفع یدیه اول مایدخل فی الصلوۃ ثم لا یرفعهما	حضرت قیسؒ نماز کی ابتداء میں رفع الیدین کرتے اس کے بعد نہ کرتے تھے

حضرت امام مسلمؒ نے صحیح مسلم ص ۲۴ ج ۱ میں لکھا ہے کہ حضرت قیسؒ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا زمانہ پایا ہے اور تاریخ بغداد ص ۴۵۲ ج ۱۲ طبع مصر میں ہے کہ جاہلیت کا زمانہ پایا ہے اور جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعت کرنے کے لیے آئے مگر آپ کو نہ پا سکے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وفات پا چکے تھے۔ امام نوویؒ شرح مسلم ص ۹ ج ۱ میں لکھتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ تابعین میں ابوعثمان نہدیؒ اور قیس بن ابی حازمؒ سے بڑھ کر کسی کی شان ہو۔ مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوریؒ تحفۃ الاحوذی ص ۳۰ ج ۲ میں لکھتے ہیں قیس بن ابی حازم البجلی الکوفی ثقة من الثانية۔

علامہ سید محمد انور شاہ صاحبؒ کا منکرین ترک رفع یدین کو چیلنج

فیض الباری ص ۲۳۲ ج ۲ میں لکھتے ہیں (جس کا خلاصہ یہ ہے) کہ

حضرت قیس افضل التابعین ہیں اور بقول بعض ان کے سوا کسی تابعی نے بھی حضرات عشرہ

مبشرہؓ کو نہیں دیکھا اور ان کا مذہب بھی ترک رفع الیدین ہے اگر ترک رفع الیدین بالکل معدوم ہوتا اور اس کا کوئی ثبوت نہ ہوتا تو یہ بڑی ہستی جس نے اَجِلّہ صحابہؓ کو دیکھا ہے ہرگز ترک رفع الیدین کو پسند نہ کرتی حالانکہ حق یہی ہے اور اس کا مٹانا قیامت تک ممکن نہیں گرچہ منکرین ایڑی چوٹی کا زور لگائیں کیونکہ یہ سنّت نبوی ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک زندہ رہے گی الخ

حضرت اسودؒ بن یزیدؒ التابعی اور حضرت علقمہؒ التابعی دونوں ترک رفع الیدین کرتے تھے | حضرت امام بخاریؒ کے استاد حافظ ابوبکر بن ابی شیبہؒ مصنف ص ۱۹۰ ج ۱ میں لکھتے ہیں۔

عن جابر عن الاسود و علقمۃ انھما کان یرفعان ایدیھما اذا افتتحا ثم لا یعودان.

حضرت اسودؒ اور حضرت علقمہؒ افتتاح صلوٰۃ کے وقت رفع الیدین کرتے تھے پھر اس کے بعد رفع الیدین کے لیے نہ لوٹتے تھے۔

مقدمہ نصب الرایہ ص ۳۱ میں ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن مسعود فرمایا کرتے تھے کہ بعض چیزوں کو میں نہیں جانتا تھا مگر علقمہؒ جانتا ہے اور علامہ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ ص ۴۵ ج ۱ میں لکھتے ہیں کہ قابوسؒ نے اپنے والد کو کہا کہ کیا بات ہے کہ آپ علقمہ بن قیسؒ سے احادیث نبویہ پوچھتے ہیں اور خود صحابہ کرامؓ سے کیوں دریافت نہیں کرتے باپ نے جواباً کہا کہ اے بیٹے صحابہؓ کرام بھی علقمہؒ سے مسائل پوچھتے ہیں کیونکہ اس کی حضرت عائشہؓ، حضرت عمرؓ حضرت ابوالدرداءؓ اور حضرت زیدؓ کے پاس آمد و رفت رہتی تھی جس کی وجہ سے علقمہؒ نے تمام شہروں کے صحابہؓ کا علم حاصل کر لیا ہے الخ اور حضرت اسودؒ بھی بہت بڑے تابعی ہیں۔ حضرت علقمہؒ کی طرح انہوں نے بھی حضرت عائشہؓ، حضرت عمرؓ حضرت ابن مسعودؓ، حضرت علیؓ سے سماعت اور روایتِ حدیث کی ہے اور تاریخ بغداد ص ۲۹۸ ج ۱۲ و اکمال ص ۳۵ میں ہے کہ امام شعبیؒ فرماتے ہیں۔

ان کان اھل بیت خلقوا للجنۃ فھم ھؤلاء الاسود و علقمۃ و

اگر کوئی گھرانہ (صحابہؓ کے بعد) جنت کے لیے پیدا کیا گیا ہے تو وہ یہ لوگ ہیں اسودؒ، علقمہؒ

مسروق آھ — اور مسروقؒ ۔

حضرت مسروقؒ بھی بہت جلیل القدر تابعی ہیں اور حضرت عبداللہؓ بن مسعود اور حضرت علیؓ کے اصحاب میں سے ہیں اور ترک رفع الیدین کرتے ہیں کیونکہ حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت علیؓ کے تمام اصحاب رفع الیدین نہ کرتے تھے جس کا بیان آرہا ہے۔

لطیفہ :۔ غیر مقلدین حضرات فرماتے ہیں کہ ترک رفع الیدین پر عمل کرنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے اور حضرات اسودؒ و علقمہؒ و مسروقؒ ترک رفع الیدین کرتے تھے تو بقول غیر مقلدین حضرات ان کی نماز بھی باطل ہوئی (معاذ اللہ تعالیٰ) اور بقول امام شعبیؒ کے جنت کے گھرانے یہی لوگ ہیں پھر غیر مقلدین کا قول کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ غیر مقلدین حضرات کو ہدایت دے (آمین)

حضرت خیثمہؒ التابعی بھی رفع الیدین نہ کرتے تھے

امام بخاریؒ کے استاد حافظ ابوبکر بن ابی شیبہؒ اپنے مصنف ص۱۶۰ ج۱ میں لکھتے ہیں۔

عن الحجاج عن طلحة عن خيثمة وابراهيم قال كانا لا يرفعان ايديهم الا بدء الصلوة آھ	حضرت خیثمہؒ اور حضرت ابراہیم نخعیؒ دونوں رفع الیدین نہ کرتے تھے مگر ابتداء نماز میں حضرت ابراہیمؒ کا ذکر پہلے ہو چکا ہے

حضرت خیثمہؒ جلیل القدر تابعی ہیں اور آپ کا شمار بھی اصحاب علیؓ اور ابن مسعودؓ میں ہوتا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ تقریب التہذیب میں آپ کو ثقہ قرار دیتے ہیں۔

حضرت ابواسحاق سبیعی التابعی بھی رفع الیدین نہ کرتے تھے

امام بخاریؒ کے استاد حافظ ابوبکر بن ابی شیبہؒ مصنف ص۱۶۰ ج۱ میں لکھتے ہیں کہ عبدالملک بن بحرؒ فرماتے ہیں میں نے شعبیؒ اور ابراہیمؒ اور ابواسحاقؒ کو دیکھا کہ وہ رفع الیدین نہ کرتے تھے مگر افتتاح صلوۃ کے وقت علامہ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ ص۱۰۸ ج۱ میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابواسحاقؒ نے حضرت علیؓ کو دیکھا ہے اور جمعۃ المبارک کا خطبہ بھی ان کی زبان

مبارک سے سنا ہے اور حافظ ابن حجرؒ تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ جمعۃ المبارک کی نماز بھی آپ کے پیچھے ادا کی ہے امام نوویؒ شرح مسلم ص۹ ج۱ میں لکھتے ہیں کہ ابو اسحاق سبیعیؒ ہمدانی کوفی بڑے تابعی ہیں۔ امام عجلیؒ نے فرمایا کہ ابو اسحاقؒ نے اڑتیس ۳۸ صحابہؓ سے سُنا ہے (لیکن) علی بن المدینیؒ (استاد امام بخاریؒ) فرماتے ہیں کہ ابو اسحاقؒ نے ستر یا اسی ۸۰ ایسے حضرات صحابہؓ سے روایت کی ہے کہ ابو اسحٰقؒ کے علاوہ (اس زمانے میں) اور کسی تابعی نے ان سے روایت نہیں کی قارئین کرام اگر حضرات صحابہؓ میں رفع الیدین کا عمل ہوتا تو حضرت ابو اسحاقؒ ہرگز ترک رفع الیدین نہ کرتے۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے لڑکے حضرت عبادؒ کا فتویٰ ملاحظہ ہو | بسط الیدین ص۵۳ میں ہے۔

وفی المواھب اللطیفۃ واخرجہ البیھقی فی خلافیاتہ عن الحاکم بسندہ الی حفص بن غیاث عن محمد بن ابی یحیی قال صلیت الی جنب عباد بن عبد اللہ بن الزبیر فجعلت ارفع یدی فی کل رفع و وضع قال یا ابن اخی رأیتک ترفع فی کل رفع وخفض وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ فی اول صلوۃ ثم لم یرفعھما فی شیٔ حتی یفرغ

اھ

محمد بن ابی یحییؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبادؒ کے پہلو میں نماز پڑھی اور میں ہر اونچ نیچ میں رفع الیدین کرتا رہا حضرت عبادؒ نے فرمایا اے میرے بھتیجے تو ہر اونچ نیچ میں رفع الیدین کرتا ہے حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ابتداء نماز میں ہی رفع الیدین کرتے تھے اس کے بعد نماز میں کہیں بھی رفع الیدین نہ کرتے تھے حتیٰ کہ نماز سے فارغ ہو جاتے۔ آھ

حضرت عبادؒ بہت بڑے تابعی ہیں خصوصاً حضرت عائشہؓ سے روایات لیتے ہیں جیسے کہ صحاح ستہ وغیرہ میں ان کی روایات موجود ہیں اور ان کا فتویٰ ترک رفع الیدین کی

سند جید ہے اور حضرت عبادؓ کی مرسل حدیث باب ثانی میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ وہاں اس کی مکمل بحث ہوگی۔

حضرت علیؓ کے اصحاب اور حضرت عبداللہؓ بن مسعود کے اصحاب کا ترک رفع الیدین پر اجماع تھا

امام بخاریؒ کے استاد حافظ ابوبکر بن ابی شیبہؒ مصنف ص۱۵۹ ج۱ میں لکھتے ہیں۔

عن ابی اسحاق قال کان اصحاب عبد اللّٰہ و اصحاب علیؓ لا یرفعون ایدیھم الا فی افتتاح الصلوۃ قال وکیعؒ ثم لا یعودون آھ

حضرت ابو اسحٰق تابعیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ اور حضرت علیؓ کے ساتھی (عام ہے کہ صحابہ ہوں یا تابعینؒ) رفع الیدین افتتاح صلوٰۃ کے سوا نہ کرتے تھے حضرت امام وکیعؒ فرماتے ہیں کہ پھر نماز میں رفع الیدین کے لیے نہ لوٹتے تھے۔

قارئین کرام اس اثر کی سند بھی صحیح ہے علامہ ماردینیؒ الجوہر النقی ص۱۳۶ ج۱ میں لکھتے ہیں وھذا ایضاً سند صحیح جلیل" اور ص۱۴۰ ج۱ میں لکھتے ہیں بسند صحیح عن اصحاب علی و عبد اللّٰہ وناھیك بھم۔

ناظرین کرام حضرت علیؓ کے شاگرد اور حضرت عبداللہؓ کے شاگرد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کی تعداد کتنی تھی؟ ویسے بعض کے اسماء مقدمہ نصب الرایہ ص۳۱ تا ۴۲ میں مذکور ہیں جو کہ بڑے علماء اور حفاظ حدیث تھے۔

کوفہ کا شہر دین اور علم کا مرکز تھا

اور وہ حضرت عمرؓ کے حکم سے تعمیر کیا گیا۔ نووی شرح المسلم ص۱۸۵ ج۱ و مقدمہ نصب الرایہ وغیرہ اور جب کوفہ کے لیے معلم دین کی ضرورت پڑی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کوفہ کے لیے میں ابن مسعودؓ کو روانہ کر رہا ہوں قسم بخدا میں اپنی ذات پر ابن مسعودؓ کو ترجیح دیتا ہوں طبقات ابن سعد ص۷ ج۶ اور جب حضرت علیؓ کوفہ تشریف لائے اور حضرت ابن مسعودؓ کی تعلیم اور متعلمین کو دیکھا تو بے ساختہ بول اٹھے۔

اصحاب عبد اللّٰہ سُرج ھٰذہ القریۃ

حضرت عبداللہؓ کے شاگرد تو اسی بستی

طبقات ابن سعد ص ۴ ج ۶ کے چراغ ہیں۔

حضرت علیؓ نے پھر کوفہ میں دین کی اشاعت کی تو وہ نورٌ علی نور ہو گیا یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہؓ و حضرت علیؓ کو ترک رفع الیدین کرتے دیکھ کر تمام لوگوں نے ترک رفع الیدین پر عمل کیا اور اسے سنّت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم اور سنت صحابہؓ سمجھا اور حضرت امام ابوحنیفہؒ جو بعد میں آئے انہوں نے ترک رفع الیدین کی وجہ پوچھی تو اس وقت کے محدثین نے بسلسلہ سند حضرت علیؓ و عبداللہؓ سے مرفوع روایات بیان کیں جس کے باعث امام ابوحنیفہؒ نے بھی اس پر عمل کیا اور حضرت امام ابوحنیفہؒ اس ترک رفع الیدین میں تنہا اور اکیلے نہیں ہیں بے شمار دیگر حضرات بھی اس مسئلہ میں ان کے ساتھ ہیں جن میں سے بعض حضرات کے نام اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ ؎

نہ تنہا من دریں میخانہ مستم　　　جنید و شبلی و عطار ہم مست

الباب الثانی

ترک رفع الیدین کے بعض دلائل کا بیان

دلیل ۱ مستخرج صحیح ابوعوانہ ص ۹۰ ج ۲ طبع حیدرآباد دکن میں ہے۔

حدثنا عبد الله بن ایوب المخزومی وسعدان بن نصر وشعیب بن عمرو فی آخرین قالوا حدثنا سفیان بن عیینة عن الزهری عن سالم عن ابیه قال رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا افتتح الصلوة رفع یدیه حتی یحاذی بهما وقال بعضهم حذو منكبیه واذا اراد ان یركع وبعد ما یرفع رأسه من الركوع لا یرفعهما وقال بعضهم ولا یرفع بین السجدتین والمعنی واحد اه بلفظه

محدث ابوعوانہؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن ایوب مخزومیؒ اور سعدان بن نصرؒ اور شعیب بن عمروؒ تینوں نے حدیث بیان کی اور انہوں نے فرمایا کہ ہم سے سفیان بن عیینہؒ نے حدیث بیان کی انہوں نے زہریؒ سے اور انہوں نے سالمؒ سے اور وہ اپنے باپ ابن عمرؓ سے روایت کی اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے کندھوں کے برابر اور جب ارادہ کرتے کہ رکوع کریں اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد تو آپ رفع یدین نہ کرتے اور بعض راویوں نے کہا ہے کہ آپ سجدتین میں بھی رفع یدین نہ کرتے مطلب سب راویوں کی روایت کا ایک ہی ہے

مستخرج صحیح ابوعوانہ کا تعارف

اس کتاب کے مصنف محدث ابوعوانہ رحمہ یعقوب بن اسحٰق اسفرائنی المتوفی ۳۱۶ھ ہیں ان کی کتاب ہذا بھی عند المحدثین صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی طرح صحیح ہے علامہ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ ص۲ ج۳ میں اس کتاب کو الصحیح المسند کہتے ہیں اور ص۳/ج۳ میں لکھتے ہیں کہ ابوعوانہؒ الحافظ الثقۃ الکبیرؒ ہیں اور علامہ تاج الدین سبکیؒ نے طبقات الشافعیۃ الکبری ص۳۲۱/ج۲ تا ص۳۲۲ میں ان کے فضائل و مناقب بیان کئے ہیں اور کنز العمال ص۳/ج۱ میں ہے کہ ابوعوانہ کی تمام حدیثیں صحیح ہیں اور امام سیوطیؒ تدریب الراوی ص۵۵ میں صحیح ابوعوانہ کو صحیح کتابوں میں شمار کرتے ہیں اور مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوریؒ غیر مقلد تحقیق الکلام ص۱۱۸/ج۲ میں لکھتے ہیں کہ اور حافظ ابوعوانہؒ کی سند کا بھی صحیح ہونا ظاہر ہے کیونکہ انہوں نے اپنے صحیح میں صحت کا التزام کیا ہے حافظ عبداللہ صاحب روپڑی غیر مقلد اپنی کتاب رفع یدین اور آمین کے ص۲۲ میں لکھتے ہیں برخلاف ان کتابوں کے جن میں صحت کی شرط ہے ان اکیلی اکیلی کو صحیح کہتے ہیں جیسے صحیح بخاری صحیح مسلم صحیح ابن حبان۔ صحیح ابوعوانہ، صحیح ابوالسکن وغیرہ وغیرہ۔ اور اس طرح صحیح ابن خزیمہ ہے چنانچہ علامہ زیلعیؒ کی عبارت میں ابھی گزرا پس ان بزرگوں کا اپنی کتابوں میں کسی حدیث کو لانا اور سکوت کرنا یہی صحیح کہنا ہے ورنہ صحت کی شرط کا فائدہ کیا الخ۔

اور روپڑی صاحب اسی رسالہ کے ص۱۲۳ میں لکھتے ہیں اور جن مصنفین نے اپنی کتب میں صحت کی شرط کی ہے ان کی کتابوں میں کسی حدیث کا ہونا صحت کے لیے کافی ہے جیسے کتاب ابن خزیمہ اور ایسے ہی کسی حدیث کا ان کتابوں میں ہونا جو بخاری مسلم پر بطور تخریج لکھی گئی ہیں صحت کے لیے کافی ہے۔ جیسے کتاب ابی عوانہ الاسفرائنی اور کتاب ابی بکر اسماعیلی اور کتاب ابی بکر برقانی وغیرہ یہ محدثین بخاری مسلم کی احادیث کو اپنی اسانید سے روایت کرتے ہیں جن میں بخاری مسلم کا واسطہ نہیں ہوتا اور ان کا مقصد بخاری مسلم کی احادیث میں کمی بیشی کو بیان کرنا ہے مثلاً بخاری مسلم میں کوئی محذوف ہے

اس کو پورا کر دیا یا کوئی زیادتی بخاری مسلم سے رہ گئی جس سے مطلب حدیث کی وضاحت ہوتی ہو اس کو ذکر کر دیا الخ بلفظہٖ۔

قارئین کرام صحیح ابوعوانہ کی جب تمام حدیثیں محدثین کے ہاں صحیح ہیں تو یہ ترک رفع یدین کی حدیث صحیح ہونے کے ساتھ صریح بھی ہے۔

جناب روپڑی صاحب کی عبارت سے کئی باتیں ثابت ہوئیں (۱) صحیح ابوعوانہ ان کتابوں میں شمار ہے جن کی تمام حدیثیں صحیح ہیں (۲) صحیح ابوعوانہ کی سند وہی بخاری مسلم والی ہوتی ہے بس فرق اتنا ہوتا ہے کہ بخاری مسلم درمیان میں واسطہ نہیں ہوتا بلکہ وہ خود اپنی سند سے حدیث بیان کرتے ہیں (۳) صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بعض حدیثیں ایسی بھی ہیں جن میں الفاظ کی کمی بیشی ہے اور بعض الفاظ (محذوفات) ان میں مذکور نہیں ہیں جس کی وجہ سے مطلب حدیث کی وضاحت نہیں ہوتی (۴) اور ان مخرجین حضرات کا مقصد یہی ہے کہ اس کمی بیشی اور محذوف کو ذکر کر دیا جائے تاکہ مطلب حدیث واضح ہو جائے۔ قارئین کرام آپ حضرات نے جب یہ باتیں ذہن نشین کر لیں تو اب ہم آپ سے اس روایت میں جو حضرت ابن عمرؓ سے رفع الیدین میں پیش کی جاتی ہے عرض کرتے ہیں کہ بخاری وغیرہ میں جزاء یرفعہما ہے اور ابوعوانہ وغیرہ میں لا یرفعہما ہے اور ابوداؤد ج ۱ صفحہ ۱۰۴ میں روایت یوں ہے۔

رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا استفتح الصلوۃ رفع یدیہ حتی یحاذی منکبیہ واذا اراد ان یرکع وبعد ما یرفع رأسہ، من الرکوع (الی) ولا یرفع بین السجدتین یہاں اِذَا شرطیہ دو ہیں پہلا اذا استفتح الصلوۃ اور اس کی جزاء رفع یدیہ مذکور ہے اور دوسرے واذا اراد ان یرکع وبعد ما یرفع رأسہ من الرکوع ہے اور اس کی جزاء مذکور نہیں ہے بعض حضرات نے اس حدیث کو رفع الیدین کے باب میں ان الفاظ کے ساتھ لا کر یوں رفع یدین ثابت کیا (جیسے امام ابوداؤدؒ نے کہ دوسرے اذا کا بذریعہ واؤ عطف

ہے پہلے اذا پڑا اور اس کی جزاء رفع یدیہ ہے تو اس کی جزاء بھی رفع یدیہ بھی ہے بعض حضرات نے بذریعہ عطف یہ جزاء سمجھ کر اپنی طرف سے جزاء کے الفاظ بھی ذکر کر دیئے۔ چنانچہ بعض حضرات نے جزاء رفع یدیہ ذکر کر دی اور بعض حضرات نے واذا اراد ان یرکع فعل مثل ذالك ذکر کر دیا اور بعض حضرات نے اذا اراد ان یرکع کذالك رفعهما ذکر کر دیا حالانکہ جزاء اس طرح ہے جس طرح کہ صحیح ابو عوانہ میں ہے واذا اراد ان یرکع وبعد ما یرفع رأسه من الرکوع فلا یرفعهما اس جزاء محذوف کے ذکر کرنے سے مطلب حدیث کی پوری وضاحت ہو گئی کہ یہ حدیث ترک رفع الیدین میں واضح ہے اسے رفع یدین میں حتمی طور پر پیش کرنا صحیح نہیں ہے اور امام ابو عوانہؒ کی طرح امام بخاری کے استاد امام حمیدیؒ نے بھی اپنے مسند حمیدی میں جزاء محذوف کا ذکر کیا ہے جیسے کہ دلیل ۲ کے تحت اس کا ذکر آ رہا ہے اور حافظ عبداللہ صاحب روپڑی غیر مقلد کا زیادتی اور محذوف کے بارے ایک اور حوالہ بھی ملاحظہ کریں۔ وہ اپنی کتاب رفع الیدین اور آمین کے ص ۱۲۹ میں لکھتے ہیں اس طرح وہ روائیتیں بھی صحیح ہیں جو مستخرجات علی الصحیحین میں پائی جاتی ہیں جیسے کوئی زیادتی یا تتمہ کسی محذوف کا آھ بلفظہ۔

نیز اس حدیث (ترک رفع الیدین) کی سند تمام سندوں سے زیادہ صحیح ہے۔ چنانچہ حافظ عبداللہ روپڑی غیر مقلد رفع الیدین اور آمین کے ص ۶۴ میں لکھتے ہیں۔ دوم زہری سالم ابن عمر اصح الاسانید ہے یعنی سب سندوں سے زیادہ صحیح ہے ملاحظہ ہو شرح نخبہ اور رسالہ امیر علی حنفی التہذیب للتقریب ملحقہ تقریب التہذیب ص ۵ الخ بلفظہ۔

روپڑی صاحب کے فرمان کے مطابق جب یہ سب باتیں صحیح ہیں تو حضرت ابن عمرؓ سے حتمی طور پر رفع یدین کی روایت کا بالکل خاتمہ ہو گیا اور روپڑی صاحب کا یہ کہنا جو انہوں نے رفع یدین اور آمین کے ص ۶۵ میں لکھا ہے کہ محدثین نے قطع نظر اس سے کہ کسی کی فقاہت کی کمی بیشی میں بحث کریں اور رفع یدین کے متعلق روایات کی اتنی بھرمار کر دی کہ عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث قریب قریب تواتر تک پہنچا دی۔

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری ص۱۷۵ ج۲ میں لکھا ہے کہ پچاس صحابہ نے اس کو روایت کیا ہے (جن میں عشرہ بشرہ بھی ہیں) آھ بلفظہ بالکل غلط ہے

اولاً تو اس لیے کہ حضرت ابن عمرؓ سے جب یرفعہما ہی کی روایت ہی نہیں بلکہ لا یرفعہما کی بھی صحیح سند سے مروی ہے اور ان کا معمول بھی بعض اوقات ترک رفع یدین تھا تو مولانا روپڑی صاحب کا حضرت ابن عمرؓ سے رفع یدین کی روایت کو متواتر کہنا اور ان کی دوسری روایت لا یرفعہما کا ذکر تک نہ کرنا انصاف سے بعید ہے چونکہ مولانا روپڑی نے پہلے ہی سے تعصب کا شکار ہو کر یہ ٹھان لی ہے کہ رفع یدین ہی ثابت ہے نہ کہ ترک رفع یدین تو اس لیے ان سے پے بہ پے یہ غلطیاں سرزد ہوئی ہیں بقول شخصے

خشت اول چوں نہد معمار کج تا ثریا میرود دیوار کج

وثانیاً روپڑی صاحب کا پچاس صحابہؓ سے رفع الیدین ثابت کرنا دھوکہ ہے اور مقدمہ میں غیر مقلدین حضرات کا ایک اور دھوکہ کے عنوان کے تحت علامہ شوکانیؒ اور علامہ امیر یمانیؒ سے یہ بات گزر چکی ہے کہ ابتداء نماز کے وقت رفع الیدین جو متفق علیہ ہے اس کے پچاس صحابہؓ راوی ہیں اور عند الرکوع وغیرہ رفع الیدین کے نہ تو پچاس صحابہؓ راوی ہیں نہ عشرہ بشرہؓ۔ حافظ عبداللہ صاحب روپڑی کو ہم ان کی ہی عبارت یاد دلاتے ہیں وہ رفع یدین اور آمین کے ص۱۰۷ میں لکھتے ہیں اپنے مذہب کی پاسبانی کوئی بڑی چیز نہیں مگر تعصب کرنا اور دیانت داری کے خلاف قدم اٹھانا یہ مذہبی پاسبانی نہیں بلکہ خواہش نفسانی کی پاسبانی ہے آھ بلفظہ مگر روپڑی صاحب تمہیں عادت ہے بھول جانے کی۔ ع دیگراں را نصیحت خود را فضیحت۔

حافظ عبداللہ صاحب روپڑی سے ہم عرض کرتے ہیں ؎

آثار سحر کے پیدا ہیں اب رات کا جادو ٹوٹ چکا ظلمت کے بھیانک ہاتھوں سے تنویر کا دامن چھوٹ چکا

دلیل ۲: مستخرج صحیح ابو عوانہ ص۹۱ ج۲ میں ہے۔

حدثنا الصائغ بمکۃ قال حدثنا الحمیدی قال حدثنا	حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا

سفیان عن الزھری قال اخبرنی سالم عن ابیہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ آھ

اور پہلی حدیث کی طرح بیان فرمایا۔ آھ

پہلی حدیث میں رفع الیدین عند الافتتاح تھا اور اس کے بعد ترک رفع الیدین تھا اس حدیث میں بھی ویسے ہی ہے امام ابو عوانہؒ کے استاد الصائغؒ کا ذکر صحیح ابو عوانہ ص۹۵ ج۲ ص۱۳۳ ج۲ وص۲۲۷ ج۲ میں بھی اس طرح ہیں لیکن صحیح ابو عوانہ ص۹۷ ج۲ وص۱۲۴ ج۲ وص۱۸۵ ج۲ میں ان کا پورا نام محمد بن اسماعیل الصائغ ذکر کیا گیا ہے (المتوفی ۲۷۶ھ) اور وہ ثقہ ہیں اور الصائغؒ کے بعد حمیدیؒ کا ذکر آتا ہے جو امام بخاریؒ کے استاد ہیں جن کا نام عبداللہ بن زبیر ہے جو زبردست ثقہ ہیں اور حدیث کی کتاب مسند حمیدی کے مصنف ہیں اور یہ حدیث امام ابو عوانہؒ نے امام حمیدیؒ کے طریق سے ذکر کی ہے اور امام حمیدیؒ نے یہ حدیث ترک رفع الیدین کی اپنے مسند حمیدی میں بھی اسی سند کے ساتھ ذکر کی ہے چنانچہ حدیث ملاحظہ ہو۔

حدثنا الحمیدی قال حدثنا سفیان قال حدثنا الزھری قال اخبرنی سالم بن عبداللہ عن ابیہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ حذو منکبیہ واذا اراد ان یرکع وبعد ما یرفع رأسہ من الرکوع فلا یرفع ولا بین السجدتین

مسند حمیدی قلمی ص۱۹ جو خانقاہ سراجیہ کے کتب خانے میں موجود ہے اور اب مسند حمیدی چھپ بھی چکی ہے اور اس میں بھی یہ حدیث موجود ہے دیکھیے مسند حمیدی ص۲۷۷ ج۲ حدیث ۶۱۴ اور یہ حدیث بھی حضرت ابن عمرؓ سے ترک رفع الیدین کی واضح دلیل ہے اور پہلی حدیث کے متن کی طرح اس کا متن ہے اور اسی کی سند کی طرح سند ہے (تنبیہ) مسند حمیدی کے مطبوعہ نسخہ میں حدثنا سفیان کا جملہ چھوٹ گیا ہے حضرت مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی دامت برکاتہم مشتغ و محشی مسند حمیدی سے جب رابطہ قائم کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس کی صحیح سند یوں ہے حدثنا الحمیدی قال حدثنا

سفیان قال حدثنا الزہری الخ مسندی حمیدی کے نسخہ مکتبہ ظاہریہ اور اس کے ہندوستانی مخطوطات میں بھی یونہی ہے مطبوعہ نسخوں میں حروف جوڑنے والے کی غلطی سے قال حدثنا سفیان چھوٹ گیا ہے تصحیح اغلاط میں اس کو دینا چاہیئے تھا مگر سہواً رہ گیا۔ والسلام حبیب الرحمٰن الاعظمی بقلم خود پٹھان ٹولہ۔ مئو اعظم گڑھ ۱۵ اگست سنہ ۶۵ء۔ اور مولانا کا یہ گرامی نامہ ہمارے پاس محفوظ ہے۔

قارئین کرام! حضرت امام بخاریؒ وغیرہ نے حضرت ابن عمرؓ سے رفع یدین کی روایت میں اذا شرطیہ کی جزاء رفعہما کذالک الخ نقل کی ہے اور ان کے استاد محترم امام حمیدیؒ نے جن کے قول کو امام بخاریؒ بطور سند پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہو بخاری ج ۱ ص ۹۶ و ج ۲ ص ۹۴۵) اپنے مسند ج ۲ ص ۲۷۷ میں اور امام ابو عوانہؒ نے صحیح ابو عوانہ میں جزاء لا یرفعہما روایت کی ہے اور صحیح ابو عوانہ وغیرہ کی احادیث بھی صحیح ہیں کیونکہ ان کی کتاب بھی حدیث کی صحیح کتابوں میں شمار ہوتی ہے کما مرّ تو اب یا تو دونوں روایتوں سے استدلال ترک کر دیا جائے جیسا کہ اذا تعارضا تساقطا کا قاعدہ ہے اور یا ایک کو دوسری پر ترجیح دی جائے اور وجہ ترجیح یہ ہے کہ چونکہ نماز میں خشوع وخضوع اور سکون مطلوب ہے اور حضرت ابن عمرؓ سے فعلاً بھی ترک رفع یدین ثابت ہے اسلئے ترک رفع یدین کی روایت ہی کو ترجیح ہو گی اور دوسری جزاء کو بعض رواۃ کی غلطی اور وہم پر محمول کیا جائیگا مولوی محمد صاحب غیر مقلد جوناگڑھی عقیدہ محمدی ص ۷ ماہ ذوالحجہ ۱۳۵۲ھ میں لکھتے ہیں کہ کوئی انسان جس سے احکام شرع میں غلطی اور خطاء نہ ہوتی ہو سوائے پیغمبر کے الخ ہم جناب حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی اور ان کی جماعت سے درخواست کرتے ہیں کہ جب صحیح ابو عوانہ کی تمام حدیثیں صحیح ہیں تو ابو عوانہ نے اپنے مستخرج صحیح ابو عوانہ میں دو حدیثیں ایسی پیش کی ہیں جو صحیح ہونے کے ساتھ رفع الیدین نہ کرنے میں صریح بھی ہیں کیا آپ حضرات رفع الیدین چھوڑ دیں گے؟ یہ درخواست ہم نے اس بناء پر کی ہے کہ حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی اپنے رسالہ رفع یدین اور آمین کے ص ۱۵۲ میں فرماتے ہیں کہ ہم تو ایسے موقعہ پر ایک اصول جانتے ہیں کہ جب کسی مسئلہ کے متعلق صریح حدیث آجائے تو اس کو معمول بہ بنالیں اور اس کے مقابلے میں کسی کی نہ سنیں اھ بلفظہ اور اسی رسالہ کے ص ۴۶ میں لکھتے ہیں ہمیں تو ہماری حدیث تمہاری حدیث یہ تقسیم کا لفظ ہی مکروہ معلوم دیتا ہے کیونکہ صحیح سب کی ہے اور ضعیف کسی کی بھی نہیں کیونکہ مسلمان کی شان ہی اِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِيْ ہونی چاہیئے جس کے یہ معنی ہیں۔

مصور کھینچ وہ نقشہ کہ جس میں یہ ادائی ہو — ادھر حکم پیغمبر ہو اُدھر گردن جھکائی ہو ۔ آہ بلفظہٖ

ہم نے حافظ صاحب کا یہ زبانی جمع خرچ سُن لیا ہے بس اس پر عمل کرنے کی درخواست کرتے ہیں

بنتے ہو وفادار وفا کرکے دکھاؤ — کہنے کی وفا اور ہے کرنے کی وفا اور

غیر مقلدین حضرات کے عالم مولوی محمد صاحب دہلوی کا فرمان ملاحظہ ہو

دوستو میرے خیال سے تو میں نے مختصراً ان تینوں مسئلوں کو بالکل صاف کر دیا ہے اب اتنا اور بھی سُن رکھئے کہ کوئی حدیث ان کے خلاف نہیں اگر کوئی صاحب مدعی ہوں تو ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ اگر وہ رفع الیدین نہ کرنے کی یا منسوخ ہونے کی ایک حدیث بھی لائیں جو صریح صحیح اور مرفوع ہو جس پر کسی قسم کی جرح نہ ہو تو ہم حلفیہ اقرار کرتے ہیں کہ انہیں ایک سو روپیہ انعام دیں گے اور تحریری اقرار کریں گے کہ رفع یدین منسوخ ہے آہ بلفظہٖ دلائل محمدی ص ۹ حصہ اول ماہ شوال المکرم ۱۳۵۵ھ ۱۹۳۶ء مؤلفہ مولوی محمد صاحب غیر مقلد ایڈیٹر اخبار محمدی دہلی ۔

قارئین کرام ۔ مولوی محمد صاحب غیر مقلد نے جن شرائط کے ساتھ ترک رفع الیدین میں حدیث کا مطالبہ کیا تھا تو ایک کے بجائے دو حدیثیں پیش ہو چکی ہیں (۱) جو صریح بھی ہیں (۲) اور صحیح بھی ہیں کیونکہ صحیح ابو عوانہ کی تمام حدیثیں آپ کے ہاں صحیح ہیں (۳) مرفوع بھی ہیں (۴) کسی قسم کی جرح بھی موجود نہیں ۔ اب غیر مقلدین حضرات سے التماس ہے کہ رفع الیدین کو چھوڑ دیں اور انعام بھی ادا کریں اور حلفیہ طور پر ایک تحریری اقرار نامہ بھی اپنی اخباروں میں شائع کریں اگر مطالبہ پورا ہو جانے کے بعد بھی آپ اس پر عمل نہیں کریں گے تو لوگ سمجھ جائیں گے کہ ؎

جھوٹ کہنے سے جن کو عار نہیں — ان کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں

دلیل ۳ :- مالکیہ حضرات کی معتبر کتاب حدیث مدونہ کبریٰ ص ۷۱ ج ۱ میں ہے ۔

عن ابن وهب وابن القاسم عن مالك عن ابن شهاب عن سالم

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع الیدین

عن ابیہ انّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ اذا افتتح الصلوٰۃ۔ بحوالہ معارف السنن ص ۴۹۷ ج ۲

اپنے کاندھوں کے برابر اس وقت کرتے تھے جب نماز شروع کرتے تھے۔

مولانا محمد یوسف بنوریؒ ۔

یہ حدیث ترک رفع یدین کے دلائل میں مالکیہ حضرات نے پیش کی ہے اور ابن وہبؒ اور ابن القاسمؒ دونوں حضرت امام مالکؒ کے شاگرد اپنے استاد امام مالکؒ سے یہ روایت کرتے ہیں اس سے امام مالکؒ کے مذہب ترک رفع الیدین کا مزید ثبوت مل گیا ہے۔ **سوال** اس حدیث میں ترک رفع الیدین عند الرکوع وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں ہے

جواب جزاً کان یرفع مقدم ہے اور شرط اذا افتتح الصلوٰۃ مؤخر ہے اور ضابطہ مشہور ہے التقدیم ما حقہ التأخیر یفید الحصر تو عند الافتتاح رفع یدین کا حصر ہو گیا کہ مابعد رفع الیدین نہیں ہے اور حافظ ابن حجرؒ کا حملہ مالکیوں اور ابن القاسمؒ پر غلط ثابت ہوا (لطیفہ) حافظ ابن حجرؒ الشافعیؒ (المتوفی ۸۵۲ھ) اور علامہ بدر الدین عینیؒ (المتوفی ۸۵۵ھ) حنفی معاصر تھے ان کا آپس میں خوب مقابلہ اور مناظرہ ہوتا رہتا تھا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ابن حجرؒ عینیؒ کی مسجد میں تشریف لائے مسجد کا مینار دیکھ کر فرمایا قَدْ وَقَعَتْ عَلَیْہِ الْعَیْن اس کے دو معنے ہیں (۱) اس منار کو نظر لگ جانے کے باعث خرابی پیش آئی (۲) عینیؒ اس منار پر گرے ہیں اور منار خراب ہو گیا ہے۔

علامہ عینیؒ نے فوراً جواب دیا۔ لَا لَا بَلْ خَرِبَتِ الْحَجَرُ نہیں نہیں بلکہ پتھر خراب ہو گیا ہے اس کے بھی دو معنے ہیں (۱) منار کا پتھر خراب ہو گیا ہے۔ (۲) ابن حجرؒ کا باپ حجر خراب ہو گیا ہے ابن حجرؒ یہ جواب سن کر خاموش ہو گئے۔

دلیل ۱۴:۔ نصب الرایہ ص ۴۰۴ ج ۱ میں بحوالہ خلافیات بیہقی یہ حدیث نقل کی گئی ہے۔

عن عبد اللّٰہ بن عون الخراز ثنا مالک عن الزھری عن سالم عن ابن عمرؓ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین اس وقت کرتے جب

کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوٰۃ ثم لا یعود   شروع کرتے پھر رفع الیدین کرنے کے لیے نہ لوٹتے تھے۔

قارئین کرام یہ حدیث بھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ہے اور پہلی تین حدیثوں کیطرح ترک رفع الیدین میں واضح ہے اور سند کے لحاظ سے تو اصح الاسانید ہے جیسا کہ حافظ عبداللہ صاحب روپڑی غیر مقلد کے حوالہ سے گزر چکا ہے اور اس حدیث کے راوی بھی امام مالکؒ ہیں لیکن مدونہ کبری میں امام مالکؒ کے شاگرد ابن وہبؒ اور ابن القاسمؒ تھے جو نہایت ہی ثقہ تھے اور یہاں شاگرد عبداللہ بن عون الخراز ہیں جو زبردست ثقہ ہیں اور انکی توثیق پر سب حضرات محدثین متفق ہیں دیکھئے تقریب ۲۱۰ طبع دہلی و تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۳۴۹ تا ص ۳۵۰ اور اس حدیث کی سند اور متن کے الفاظ اس سے پہلی حدیث کے ساتھ ملتے جلتے ہیں البتہ اس حدیث میں ثم لا یعود کا جملہ زیادہ ہے جو اُس حصر کی تاکید ہے جو جار و مجرور کے مقدم کرنے کے باعث حاصل ہوئی ہے اگر یہ جملہ نہ بھی ہوتا پہلی حدیث کی طرح تب بھی رفع الیدین عند الافتتاح پر ہی بند تھا۔

اعتراض:۔ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ امام حاکمؒ نے فرمایا ہے کہ یہ روایت موضوع ہے کیونکہ ہم نے امام مالکؒ سے رفع الیدین کی روایت بیان کی ہے اور حافظ ابن حجرؒ تلخیص الجبیر میں فرماتے ہیں مقلوبٌ موضوعٌ۔

الجواب:۔ امام حاکمؒ کی یہ سخت غلطی ہے اور اس کے کئی جواب ہیں جواب نمبر ۱ جب اس حدیث کی سند صحیح ہے تو پھر موضوع کیسے؟ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں۔

اَلْاِسْنَادُ مِنَ الدِّیْنِ وَلَوْلَا الْاِسْنَادُ   اسنادِ حدیث دین میں سے ہے اگر سند نہ ہوتی

لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ   تو جس کے خیال میں جو بات آجاتی وہی کہہ دیتا۔

مقدمہ مسلم ص ۱۲ و سنن ترمذی ص ۲۳۶ ج ۲

اور جب سند ہوگی تو کسی کو غلط بات کرنے کی جرأت نہ ہوگی جیسے کہ امام حاکمؒ نے غلطی کی ہے جواب نمبر ۲ امام حاکمؒ کثیر الغلط ہیں مستدرک میں انہوں نے کافی غلطیاں کی ہیں

بعض دفعہ ضعیف بلکہ موضوع حدیث کو صحیح علی شرط الشیخین کہہ دیتے ہیں۔ علامہ ذہبیؒ نے اس لیے تلخیص المستدرک لکھ کر ان اغلاط کو ظاہر کیا ہے فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ بعض دفعہ علامہ ذہبیؒ اغلاط بیان کرتے کرتے تھک جاتے ہیں اور غصہ میں آکر امام حاکمؒ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ تجھے اے مؤلف حیاء نہیں آتی ایسی غلط باتیں کرتے ہو چنانچہ قاضی شوکانیؒ غیر مقلد الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ ص۴۹۶ میں ایک حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں۔

قال الحاكم هذا حديث صحيح الاسناد وقال الذهبي افما استحي الحاكم من الله يُصَحِّحُ مثل هذا وقال في تلخيص المستدرك هذا موضوع قبّح الله من وضعه وماكنت احسبُ ان الجهل بالحاكم يبلغ الى ان يُصَحِّحَ مثل هذا وهو مما افتراه يزيد بن يزيد البلوي آه بلفظه	امام حاکمؒ نے ایک حدیث کے بارے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے علامہ ذہبیؒ نے فرمایا کیا حاکم کو اللہ تعالیٰ سے حیاء نہیں آتی ایسی موضوع حدیث کی تصحیح کرتا ہے اور علامہ ذہبیؒ نے تلخیص المستدرک میں کہا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے اللہ تعالیٰ وضع کرنے والے کو ذلیل وخوار کرے مجھے یہ گمان نہ تھا کہ حاکم ایسی جہالت تک پہنچ جائیگا کہ ایسی موضوع حدیث کی تصحیح کرے گا حالانکہ یہ حدیث یزید بن یزید بلوی کا افتراء ہے۔

اور علامہ زیلعیؒ نصب الرایہ ص۳۵۱ ج۱ میں لکھتے ہیں۔ کہ علامہ ذہبیؒ نے کہا

اما استحي الحاكم يورد في كتابه مثل هذا الحديث الموضوع فانا اشهد بالله والله انه لكذب آه	کیا حاکم کو حیاء نہیں آتی کہ ایسی موضوع حدیث کو اپنی کتاب میں ذکر کرتا ہے میں (ذہبیؒ) خدا تعالیٰ کی قسم اٹھا کر گواہی دیتا ہوں کہ یہ جھوٹ ہے۔

اور علامہ ذہبیؒ تلخیص مستدرک مع المستدرک ص۹۰ ج۳ و ص۱۲۹ ج۴ میں امام حاکمؒ کو اسی قسم کے الفاظ استعمال کر کے سخت سست کہا ہے اگر امام حاکمؒ ایسی موضوع حدیثوں

کو صحیح کہنے میں غلطی کر سکتے ہیں تو یقین جانیے کہ صحیح حدیث کو موضوع کہنے کی غلطی بھی کر سکتے ہیں۔ اس میں حیرت کی کون سی بات ہے؟

لطیفہ :- مینار ایک راوی ہے جو کہ محدثینؒ کے ہاں رافضی اور کذّاب ہے امام حاکمؒ فرماتے ہیں

قد ادرک النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسمع منہ واللہ اعلم	میناؔ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پالیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا بھی ہے
مستدرک حاکم ص ۱۶۰ ج ۳ ۔	واللہ اعلم ۔

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں ۔

قلت ما قال ھذا بشرٌ سوی الحاکم وانما ذا تابعی ساقط وقال ابوحاتم کذّاب یکذب وقال ابن معین لیس بثقۃ (الی) اما استحیت ایھا المؤلف ان تورد ھذہ الا خلوقات من اقوال الطرقیۃ فیما یستدرک علی الشیخین ۔	میں (ذہبیؒ) کہتا ہوں کہ یہ بات سوا حاکم کے اور کسی بشر نے نہیں کی حالانکہ یہ (مینا) تابعی ہے جو ساقط العدالت ہے اور ابوحاتمؒ نے کہا ہے کہ کذاب ہے جھوٹ بولتا ہے اور ابنِ معینؒ نے کہا ہے کہ ثقہ نہیں ہے (الی) کیا اے مؤلف تجھے حیا نہیں آتی کہ ایسی جھوٹی باتوں کو ایسی سندوں سے مستدرک علی الشیخین میں
تلخیص المستدرک ص ۱۶۰ ج ۳	لاتے ہو ۔

اور حافظ ابن حجرؒ تقریب ص ۳۵۹ طبع دہلی میں لکھتے ہیں

میناء متروک ورمی بالرفض و کذبہ ابوحاتم من الثالثۃ ووھم الحاکم فجعل لہٗ صحبۃ واللہ اعلم ۔	میناء متروک الحدیث ہے اور رفض کی تہمت سے متّہم ہے اور ابوحاتمؒ نے اسے کذاب قرار دیا ہے اور امام حاکم ایسے وہم میں پڑے کہ اس کی صحابیّت ثابت کر ڈالی ۔ واللہ اعلم

قارئین کرام اگر امام حاکمؒ ترک رفع الیدین کی صحیح حدیث کو موضوع کہتے ہیں تو

اس میں حیرت نہیں ہے۔

جواب ۳: امام حاکمؒ کا اس حدیث کو اس بناء پر موضوع کہہ دینا کہ انہوں نے امام مالکؒ سے رفع الیدین روایت کیا ہے صحیح نہیں کیونکہ اگر مالکیہ حضرات یہی طریقہ اختیار کر کے امام حاکمؒ کی رفع الیدین عن مالک روایت کو موضوع کہہ دیں اس بناء پر کہ انہوں نے (جیسے ابن وہبؒ مالکی اور ابن القاسمؒ مالکی نے مدونہ کبری میں اور عبداللہ بن عون الخراز نے خلافیات بیہقی میں) امام مالکؒ سے ترک رفع الیدین کی روایت کی ہے تو امام حاکم اس کا کیا جواب دیں گے۔ انّ الظن لا یغنی من الحق شیئاً

جواب ۴ امام مالکؒ سے ترک رفع الیدین کی ایک روایت تو یہی ہے جو زیر بحث ہے دوسری اس سے پہلے مدونہ کبرٰی کے حوالہ سے گذر چکی ہے تیسری موطا امام محمد کے حوالہ سے آرہی ہے کیا ان سب کو موضوع سمجھا جائے گا بہتر تو یہ ہے کہ ان سب کو موضوع کہنے سے اس روایت کو ہی موضوع قرار دیا جائے جو امام حاکمؒ نے امام مالکؒ سے رفع الیدین کے متعلق بیان کی ہے۔

جواب ۵ امام مالکؒ کا مذہب ترک رفع الیدین ہے جیسا کہ باب اول میں اس کا ٹھوس حوالوں سے ثبوت پیش کیا گیا ہے امام حاکم ہی بتائیں کہ انہوں نے کس حدیث کی بناء پر ترک رفع الیدین کا مذہب اختیار کیا ہے کیا امام مالکؒ احادیث نبویہ کے زیادہ ماہر تھے یا (امام حاکمؒ) آپ زیادہ ماہر ہیں اس لیے علامہ سید محمد انور شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ

هذا حکم من الحاکم لا یکفی ولا یشفی۔ نیل الفرقدین ص۱۲۷ — حاکمؒ کا یہ حکم ناکافی اور غیر تسلی بخش ہے

باقی رہا حافظ ابن حجرؒ کا اس حدیث کو مقلوبؒ موضوعؒ کہنا تو یہ بھی کئی وجوہ سے غلط ہے اولاً تو اس لیے کہ سند جب صحیح ہے تو پھر یہ موضوع کیسے وثانیاً حضرت ابن عمرؓ سے رفع الیدین کی روایت ہی ثابت نہیں جیسے کہ دلیل ۱ کے تحت گذرا تو پھر اس ترک رفع الیدین کی روایت کو مقلوب کہنا

کیسے صحیح ہوا؟ وثالثاً امام مالکؒ سے ترک رفع الیدین کی صرف یہی روایت نہیں بلکہ اور روایات بھی ہیں۔ و رابعاً مستخرج صحیح ابو عوانہ اور مسند حمیدی کے حوالہ سے ترک رفع الیدین کی روایات حضرت ابن عمرؓ سے گذر چکی ہیں جو اس روایت کی تصحیح کا مزید ثبوت فراہم کرتی ہیں وخامساً امام شافعیؒ کی مدح میں تو حافظ ابن حجرؒ موضوع حدیث بیان کرنے سے دریغ نہیں کرتے اور پھر سکوت کر جاتے ہیں۔ بحوالہ مقدمہ نصب الرایہ ص۶۰ پتہ نہیں اس صحیح حدیث کو وہ موضوع کیوں کہتے ہیں شاید کہ ان کے امام کے مذہب کے خلاف ہے؟ اور حافظ ابن حجرؒ نے تلخیص الحبیر ص۱۸۱ و درایہ ص۸۵ میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت بیان کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عمر تک رفع الیدین کرتے رہے حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کو ذکر کر کے اس پر مہر سکوت لگائی ہے (بحوالہ رفع یدین و آمین) حالانکہ یہ حدیث موضوع ہے جیسا کہ اپنے مقام پر اس کی بحث آرہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ معلوم نہیں کہ حافظ ابن حجرؒ کے پاس حدیث پرکھنے کا کون سا آلہ ہے شاید کہ یہی ہو کہ جو حدیث موضوع ان کے امام کی مدح میں ہو اور ان کے مذہب کی تائید کرتی ہو تو وہاں بیان کرنیکے بعد خاموشی اختیار کر لیتے ہیں اور جو حدیث ان کے مذہب کے خلاف ہو اس پر کوئی نہ کوئی جرح کر ڈالتے ہیں اللہ تعالیٰ ہماری اور ان کی لغزشوں کو معاف فرما دے آمین۔ حافظ ابن حجرؒ کی یہ پانچویں غلطی ثابت ہوئی کیونکہ چار پہلے باب میں ذکر ہو چکی ہیں۔

(لطیفہ) حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب ص۱۹۸ ج۲ میں لکھتے ہیں کہ حجاج بن ارطاۃ کی ایک روایت بطور متابعت کے صحیح بخاری کتاب العتق میں موجود ہے حالانکہ صحیح بخاری ص۳۴۳ ج۱ میں وہ متابع حجاج بن حجاج اسلمی باھلی ہے اور بقول علامہ ذہبیؒ کے امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں کہیں بھی اس کی روایت متابعۃً ذکر نہیں کی البتہ امام مسلمؒ نے متابعۃً پیش کی ہے چنانچہ الفاظ اس طرح ہیں لم یخرج لہ البخاری وقرنہ مسلم باٰخر تذکرۃ الحفاظ ص۱۷۵ ج۱ :-

شیخ محمد عابد سندھیؒ محدث مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وکرامۃً کا فیصلہ ملاحظہ ہو

وہ مواہب لطیفہ شرح مسند ابی حنیفہ میں لکھتے ہیں۔

قلت تضعیف الحدیث لا یثبت بمجرد الحکم و انما یثبت ببیان وجوہ الطعن فیہ وحدیث ابن عمر الذی رواہ البیہقی فی خلافیاتہ رجالہ رجال الصحیح فما اری لہ ضعفاً بعد ذالک اللّٰھم الا ان یکون الراوی عن مالک مطعوناً لکن الاصل العدم فھذا الحدیث عندی صحیح لا محالۃ آھ

بحوالہ معارف السنن ص ۴۹۸ ج ۲

میں (عابد سندھیؒ) کہتا ہوں کہ حدیث کا ضعیف ہونا محض کسی کے حکم لگانے سے ہی ثابت نہیں ہوتا بلکہ اسباب جرح کے بیان کرنے سے ہوتا ہے اور یہ حدیث (ترک رفع یدین) کی جو امام بیہقیؒ نے خلافیات میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے اس کے رجال صحیح (بخاریؒ مسلم) کے ہیں پس اس حدیث کا ضعف مجھے نظر نہیں آتا مگر یہ کہ امام مالکؒ سے راوی مجروح ہو لیکن ایسا بھی نہیں پس یہ حدیث میرے نزدیک بالیقین صحیح ہے۔

شیخ محمد عابد سندھیؒ کا تعارف

علامہ احمد محمد شاکرؒ غیر مقلد مقدمہ شرح ترمذی ص ۱۳ میں ان کی تعریف ان الفاظ سے کرتے ہیں

العالم العظیم الشیخ محمد عابد السندی مُحَدِّثُ الْمَدِیْنَۃِ الْمُنَوَّرَۃِ فِی الْقَرْنِ الْمَاضِیْ اور مقدمہ شرح ترمذی ص ۱۴۰ میں لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ حافظ سید عبدالحی کتانیؒ نے اپنی کتاب فہرس الفہارس مطبوعہ فاس ۱۳۴۶ھ میں ان کی تعریف ان الفاظ سے کی ہے۔ شیخ شیوخنا محدث الحجاز ومسندہ عالم الحنفیۃ بہ الشیخ محمد عابد بن احمد بن علی السندی الانصاری المدنی الحنفی المتوفی بالمدینۃ المنورۃ ۱۲۵۷ھ الغرض حضرت ابن عمرؓ کی مذکورہ بالا چاروں احادیث اصح الاسانید ہیں۔

دلیل ۵: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا ۔

ترفع الایدی فی سبعة مواطن	رفع الیدین سات مقامات میں کیا جائے ۔
عند افتتاح الصلوٰة واستقبال	ابتداءِ نماز کے وقت ، بیت اللہ کی زیارت
البیت والصفا والمروة والموقفین	کے وقت ، صفا اور مروہ پہاڑی پر قیام کے وقت
والجمرتین (بحوالہ نصب الرایہ ص۳۹۱ ج۱)	وقوف عرفہ اور مزدلفہ کے وقت رمی الجمار کے وقت ۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ رفع الیدین صرف افتتاح صلوٰة کے وقت ہے نماز کے اندر رکوع سجود اور قیام الی الثالثہ کے وقت نہیں اور ہمارا مدعیٰ بھی اتنا ہی ہے اس روایت پر کئی داخلی اور خارجی اعتراضات کئے گئے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی سند میں محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ راوی ہے جو قوی نہیں ہے ۔

جواب :۔ بلاشبہ اس راوی پر بعض محدثین کرامؒ نے جرح کی ہے لیکن اس کو ثقہ کہنے والے بھی موجود ہیں امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں ثقة فی حفظه شئ ۔ (دارقطنی ص۴۶ ج۱) یعنی وہ ثقہ تھے البتہ ان کے حافظہ میں کچھ خرابی تھی علاّمہ ابن قیم حنبلیؒ بدائع الفوائد ص۱۲۳ ج۲ میں انکی ایک حدیث کے بارے محدثین کرامؒ سے فیصلہ یوں نقل کرتے ہیں قالوا ھذا اسناد صحیح ان کی مزید توثیق حضرت براءؓ بن عازبؓ کی حدیث ترک رفع الیدین میں بیان کی جائے گی بہرحال یہ حدیث بقول ابن قیمؒ صحیح ہے اور قابلِ احتجاج ۔ دوسرا اعتراض یہ ہے کہ یہ حدیث حضرت ابن عمرؓ پر موقوف ہے مرفوع نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اصول حدیث کے لحاظ سے اس کا مرفوع ہونا ہی مسلّم ہے اگر موقوف بھی ہو تو حکماً مرفوع ہے کیونکہ اس میں قیاس کا کیا دخل ہو سکتا ہے ؟ اگر یہ روایت موقوف بھی ہو تب بھی ہمارا استدلال صحیح ہے کما لایخفی ۔

دلیل ۶ :۔ حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

لا ترفع الایدی الّا فی سبع مواطن	رفع یدین نہ کیا جائے مگر سات مقامات میں

حین تفتتح الصلوٰۃ وحین یدخل مسجد الحرام فینظر الی البیت وحین یقوم علی الصفا وحین یقوم علی المروۃ وحین یقف مع الناس عشیۃ عرفۃ وبجمع والمقامین حین یرمی الجمرۃ ۔ معجم طبرانی (بحوالہ نزل الابرار ص۴۴) اور یہ روایت نصب الرایہ ج۱ ص۳۹ میں میں بھی موجود ہے۔

جب نماز شروع کی جائے اور جب مسجد حرام میں داخل ہوتے ہوئے بیت اللہ پر نظر پڑے اور جب صفا اور مروہ پہاڑی پر کھڑا ہو اور عرفہ میں بعد از زوال جب لوگوں کے ساتھ وقوف کرے اور مزدلفہ میں وقوف کے وقت اور جمرتین کی رمی کرتے وقت۔

غیر مقلدین حضرات کے رئیس المحققین نواب صدیق حسن خانؒ فرماتے ہیں۔

من حدیث ابن عباس بسند جید۔ نزل الابرار ص۴۴ اور علامہ عزیزی السراج المنیر شرح جامع الصغیر ج۲ ص۲۵۸ میں فرماتے ہیں حدیث صحیح (بحوالہ نیل الفرقدین ص۱۱۸)۔

قارئین کرام یہ حدیث صحیح ہے اور ترک رفع الیدین میں صریح بھی ہے اور اس میں منع بھی ہے کہ ان مقامات کے سوا نماز میں رفع الیدین نہ کیا جائے اب اگر کوئی رفع یدین عند الرکوع والسجود وعند القیام الی الثالثۃ کرے گا تو وہ ان احادیث کے پیش نظر ضرور نافرمانی کی زد میں آئے گا اللہ تعالیٰ ہمیں سنت نبویؐ کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے آمین اور غیر مقلدین حضرات کا یہ عذر لنگ بھی ختم ہو گیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعض اوقات رفع الیدین عند الرکوع وغیرہ کو چھوڑا ہے۔ برائے جواز اور آپ نے رفع الیدین عند الرکوع وغیرہ سے منع نہیں فرمایا غیر مقلدین حضرات اس حدیث میں دیکھ لیں کہ یہاں منع کیا گیا ہے اور حدیث بھی صحیح ہے خود ان کے نواب صاحبؒ فرماتے ہیں کہ سند اس کی جید یعنی کھری ہے امید ہے کہ غیر مقلدین حضرات اپنے وعدے کے مطابق رفع الیدین چھوڑ دیں گے۔

کانٹوں میں گر نہ ہو الجھنا   تھوڑا لکھا بہت سمجھنا

اعتراض :- اگر رفع الیدین ان سات مقامات میں سنت ہے تو پھر حضرات احناف رفع الیدین قنوت اور عیدین میں کیوں کرتے ہیں ؟

جواب :- رفع یدین قنوت اور عیدین میں حضرات احناف اس لیے کرتے ہیں کہ ان دو مقاموں میں ترک یا منع کی کوئی صریح اور صحیح روایت نہیں ہے بخلاف رکوع و سجود وغیرہ کے کہ ان مقامات میں ترک رفع یدین کی صحیح اور صریح روایات موجود ہیں مثلاً مستخرج صحیح ابوعوانہ میں دو حدیثیں ہیں مسند حمیدی میں ایک خلافیات بیہقی میں ایک یہ سب روایات ابن عمرؓ سے ہیں اور حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے چار حدیثیں اور حضرت براءؓ بن عازب سے دوؓ اور حضرت عبادؓ بن عبداللہ بن زبیر کی مرسل حدیثیں دوؓ حضرت جابرؓ بن سمرہ سے ایک وغیرھا یہ سب احادیث ترک رفع الیدین عند الرکوع وغیرہ میں صریح ہیں اور قنوت اور عیدین میں ایک بھی صحیح حدیث ایسی نہیں جس میں صراحتہً ترک رفع الیدین بیان کیا گیا ہو اس تشریح کے بعد اب خلاصۃ الکلام یہ ہے کہ جہاں ترک رفع الیدین روایات میں ذکر کیا گیا ہے تو اس ترک کا تعلق بھی ان ممنوع مقامات کے ساتھ ہوگا (جیسے رفع الیدین عند الرکوع والسجود وغیرہ) اور جس مقام میں رفع الیدین چھوڑنے کا ذکر کسی حدیث میں صراحتہً نہیں آیا (جیسے قنوت و عیدین) تو اس لاترفع الخ کی حدیث میں منع و ترک کا تعلق اُس کے ساتھ نہیں ہوگا یہی وجہ ہے کہ اس حدیث میں نماز کے بارے عند افتتاح الصلوۃ کی قید لگائی گئی ہے اگر رفع الیدین نماز میں عند الرکوع وغیرہ بھی ہوتا تو پھر عبارت اس طرح ہوتی لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن فی مواضع الصلوۃ الخ۔ امام ابن دقیق العیدؒ اپنی کتاب الامام میں وتر وغیرہ میں رفع الیدین کے متواتر اخبار سے ثبوت کا دعویٰ کرتے چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

وقد تواترت الاخبار بالرفع   ان مقامات کے علاوہ بھی متواتر اخبار سے

فی غیرھا کثیرًا منھا الاستسقاء	بکثرت رفع الیدین ثابت ہے مثلاً استسقاء
ودعاء النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ	میں اور نمازوں کے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم ورفعہ علیہ السلام	علیہ وسلم کا ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اور آپ کا اس
یدیہ فی الدعاء فی الصلوٰت وامرہ	بارے حکم کرنا اور فجر کی نماز میں قنوت کے وقت
بہ ورفع الیدین فی القنوت فی	اور وتر میں قنوت کے وقت ہاتھ اٹھانا ۔
صلوٰۃ الصبح والوتر اھ	

(بحوالہ نصب الرایہ ج ۱ ص ۳۹۱)

اس سے معلوم ہوا کہ وتر میں قنوت کے وقت ہاتھ اٹھانے کا ثبوت بقول امام ابن دقیق العید متواتر احادیث و اخبار سے ہے علاوہ ازیں حضرت ابن عباس رضؓ کی حدیث (جس میں لا ترفع الایدی الحدیث وارد ہے) کا مطلب یہ ہے کہ ان مقامات میں ہاتھ اٹھانا سنت مؤکدہ ہے بخلاف دیگر مقامات کے کہ ان میں رفع یدین مستحب ہے۔ چنانچہ البحر الرائق میں ہے ۔

ان المراد لا یرفع یدیہ علیٰ	یعنی مراد یہ ہے کہ سنت مؤکدہ سمجھ کر ہاتھ انہی
وجہ السنۃ المؤکدۃ اِلّا فی ھٰذہ	مقامات میں اٹھائے جائیں اور اس سے مطلقاً
المواضع ولیس مرادہ النفی مطلقاً	رفع یدین کی نفی مراد نہیں ہے ۔ کیونکہ دعا کے
لان رفع الایدی وقت الدعاء	وقت (اور اسی طرح قنوت وغیرہ میں)
(والقنوت وغیرھا) مستحب	ہاتھ اٹھانا مستحب ہے جیسا کہ تمام ممالک
کما علیہ المسلمون فی سائر البلاد	میں اس پر مسلمانوں کا عمل ہے علامہ عینی رح
وھکذا ذکرہ العینی فی شرح الھدایۃ	نے شرح ہدایہ میں ایسا ہی ذکر کیا ہے ۔

آہ (بذل المجہود ج ۲ ص ۲۸۳ و اعلاء السنن ج ۶ ص ۸۲)

الغرض قنوت وغیرہ میں رفع یدین تعامل اور توارث سے بھی ثابت ہے لہٰذا اصول حدیث کے اس قاعدہ کے مطابق عدد زائد کی نفی نہیں کرتا قنوت وغیرہ

ہیں ہاتھ اُٹھانا حدیث سبع مواطن کے خلاف نہیں اگر رکوع کو جاتے ہوئے اور اس طرح رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے اور بین السجدتین وغیرہ متنازع فیہا مقامات میں نہی کی صریح اور صحیح حدیثیں موجود نہ ہوتیں تو بلاشبہ ان میں بھی رفع یدین کیا جا سکتا تھا اور یہ بھی مستحب ہوتا۔ مگر ان مقامات میں نہی کی صحیح اور صریح روایات آپ باحوالہ پڑھ چکے ہیں اس لیے ان مقامات پر رفع یدین کرنا بہرحال نہی کی زد میں ہے ؎

الفاظ کے پیچوں میں اُلجھتے نہیں دانا
غوّاص کو مطلب ہے صدف سے کہ گہر سے؟

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا ایک تفسیری فتویٰ بھی ملاحظہ ہو | تفسیر عباسی ص ۲۶۷ پ ۱۸ قرآن مجید کی آیت الذین ھم فی صلوتھم خاشعون کی تفسیر یوں فرماتے ہیں۔

مخبتون متواضعون لا یلتفتون یمینا ولا شمالا ولا یرفعون ایدیھم فی الصلوۃ	عاجزی و انکساری کرنے والے جو دائیں اور بائیں نہیں دیکھتے اور نہ وہ نماز میں رفع یدین کرتے ہیں۔

قارئین کرام حضرت ابن عباسؓ کا یہ فتویٰ ان کی مرفوع روایت کے عین موافق ہے جس میں رفع الیدین سے منع کیا گیا ہے۔

دلیل ۸:۔ مؤطا محمد ص ۹۰ میں ہے

اخبرنا مالک اخبرنی نعیم المجمر وابوجعفر القاری ان ابا ھریرۃؓ کان یصلی بھم فکبر کلما خفض ورفع قال ابوجعفر القاری وکان یرفع یدیہ حین یکبر و یفتتح الصلوۃ۔	امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے امام مالکؒ نے حدیث بیان فرمائی اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں نعیم المجمرؒ اور ابوجعفر القاریؒ نے خبر دی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ ان کو نماز پڑھاتے تھے پس ہر اونچ نیچ میں تکبیر کہتے تھے ابوجعفر قاریؒ فرماتے ہیں لیکن رفع الیدین اس وقت کرتے جب پہلی تکبیر کہتے ہوئے نماز شروع کرتے۔

قارئین کرام :- اس روایت میں حضرت ابوہریرہؓ کے دو شاگرد ہیں اور دونوں حضرت ابوہریرہؓ کی نماز دیکھ کر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ ہر اونچ اور نیچ میں تکبیر کہتے تھے اور چونکہ رفع الیدین اوّل تکبیر کے ساتھ ہوتا ہے اس لیے ان میں ایک راوی حضرت ابوجعفر قاریؒ فرماتے ہیں کہ رفع الیدین تکبیر کی طرح ہر اونچ اور نیچ میں نہیں ہوتا بلکہ عند الافتتاح ہی ہوتا تھا۔ یہ روایت بھی ترک رفع الیدین میں صریح ہے اور یہ روایت بھی امام مالکؒ کے طریق سے ہے اور موقوف ہے لیکن مولانا عبدالحیؒ التعلیق الممجد میں علامہ ابن عبدالبرؒ مالکی کی کتاب استذکار کے حوالہ سے اور علامہ عینیؒ مبانی الاخیار میں علامہ ابن عبدالبرؒ کی کتاب تمہید شرح موطا کے حوالہ سے یہ روایت اس طرح بیان کرتے ہیں کہ وقف کا شبہ ہی زائل ہو جاتا ہے اور روایت مرفوع ہو جاتی ہے چنانچہ روایت یہ ہے

ان ابا هريرةؓ كان يرفع يديه اذا افتتح الصلوٰة ويكبّر فى كل خفض ورفع ويقول انى اشبهكم بصلوٰة رسول الله صلى الله عليه وسلم آه	بے شک حضرت ابوہریرہؓ رفع الیدین اس وقت کرتے جب نماز شروع کرتے اور ہر اونچ نیچ میں تکبیر کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ میری نماز بہ نسبت تمہاری نماز کے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کے زیادہ مشابہ ہے۔

بحمد اللہ تعالیٰ اب روایت مرفوع ہو گئی ہے اور ترک رفع الیدین کا ثبوت بھی ہو گیا ہے (فائدہ) امام مالکؒ سے مدونہ کبریٰ کے حوالہ سے روایت اور خلافیات بیہقی کے حوالے سے روایت اور یہ روایت ان سب میں جزاء مقدم ہے یعنی كان يرفع يديه اذا افتتح الصلوٰة ان روایات کا باہمی اتفاق امام حاکمؒ اور حافظ ابن حجرؒ کی جرح کی تغلیط کرتا ہے۔ جو انہوں نے خلافیات بیہقی کی حدیث پر کی تھی۔

حافظ عبداللہ صاحب غیر مقلد رفع یدین اور آمین کے ص ۸۳ میں لکھتے ہیں کہ

حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث میں صراحت ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے اخیر میں فرمایا کہ میں نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ ہوں اس سے صاف واضح ہے کہ نعیم المجمر نے جو کچھ بیان کیا ہے ابوہریرہؓ کی اسی نماز کو دیکھ کر بیان کیا ہے الخ بلفظہٖ قارئین کرام ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ ابوہریرہؓ کی نماز میں تکبیر تو ہر اونچ اور نیچ میں ہوتی تھی مگر رفع الیدین صرف عند الافتتاح ہوتا تھا۔ اب غیر مقلدین حضرات کی مرضی کہ وہ اپنی نمازوں میں ترک رفع الیدین کر کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مشابہ بنائیں یا مخالف؟ ؎

ومن مذھبی حب النبیؐ وفعلہٖ   وللناس فیما یعشقون مذاھبٗ

دلیل ۸ :- ابوداؤد ص۱۱ ج۱ ترمذی ص۳۳ ج۱ مسند احمد ص۲۷۵ ج۲ و ص۵۰۰ ج۲ میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل فی الصلوٰۃ رفع یدیہ مدًّا۔	جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تو خوب ہاتھ اٹھا کر رفع یدین کرتے۔

امام ابوداؤدؒ نے اس حدیث کو ترک رفع یدین کے باب میں ذکر کیا ہے اگر رفع الیدین اس کے بعد رکوع وغیرہ کے وقت بھی ہوتا تو اسے بھی ضرور بیان کیا جاتا مگر اس کا بیان نہیں ہوا اور اس سے پہلی حدیث سے یہ صاف ثابت ہوا ہے کہ تکبیر تو ہر اونچ اور نیچ میں ہوتی تھی مگر رفع الیدین صرف عند الافتتاح ہی ہوتا تھا۔

قاضی شوکانیؒ غیر مقلد نیل الاوطار ص۹۵ ج۲ میں لکھتے ہیں۔ لا مطعن فی اسنادہٖ کہ اس حدیث کی سند میں کسی قسم کا طعن نہیں ہے۔

دلیل ۹ :- مسند احمد ص۳۴۳ ج۵ و مجمع الزوائد ص۱۳۰ ج۲ میں ایک طویل حدیث آتی ہے۔

عبد الرحمن بن غنم ان ابا مالک الاشعریؓ جمع قومہ فقال یا معشر	حضرت عبد الرحمٰن بن غنمؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو مالک اشعریؓ نے اپنی قوم کو جمع کر کے فرمایا

الاشعريين اجتمعوا واجمعوا نساءكم
وابناءكم اعلمكم صلوة النبي
صلى الله عليه وسلم صلى لنا
بالمدينة (الى) فصف الرجال في
ادنى الصف وصف الولدان
خلفهم وصف النساء خلف
الولدان ثم اقام الصلوة فتقدم
فرفع يديه فكبر فقرأ بفاتحة
الكتاب وسورة يسرهما ثم
كبر فركع فقال سبحان الله وبحمده
ثلاث مرات ثم قال سمع الله
لمن حمده واستوى قائما ثم
كبر وخر ساجدا ثم كبر فرفع
رأسه ثم كبر فسجد ثم كبر
فانهض قائما فكان تكبيره في
اول ركعة ست تكبيرات وكبر
حين قام الركعة الثانية فلما
قضى صلوته اقبل الى قومه
بوجهه فقال احفظوا تكبيري و
تعلموا ركوعي وسجودي فانها صلوة
رسول الله صلى الله عليه وسلم التي
كان يصلي لنا كذا الساعة من النهار
(الحديث)

اے اشعری قوم جمع ہو جاؤ اور اپنی عورتوں اور
اپنے بچوں کو بھی جمع کرو تاکہ تمہیں میں جناب
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کی تعلیم
دوں جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ہمیں مدینہ منورہ میں پڑھایا کرتے تھے (الیٰ)
پس مردوں نے صف باندھی نزدیک ترین صف میں اور
اور بچوں نے صف باندھی انکے پیچھے اور عورتوں نے صف باندھی بچوں
کے پیچھے پھر کسی نے نماز کیلئے اقامت کہی پس آپ نماز پڑھانے
کیلئے آگے ہوگئے پھر رفع یدین کیا اور تکبیر کہی پھر فاتحۃ الکتاب
اور اسکے بعد سورۃ دونوں کو خاموشی سے
پڑھا پھر تکبیر کہی اور رکوع کیا اور سبحان اللہ
وبحمدہ تین بار کہا پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر
سیدھے کھڑے ہوگئے پھر تکبیر کہہ کر سجدہ
میں گرے پھر تکبیر کہہ کر سجدہ سے سر اٹھایا
پھر تکبیر کہہ کر پھر سجدہ کیا۔ پھر تکبیر کہہ کر کھڑے
ہوگئے پس آپ کی تکبیریں پہلی رکعت میں
چھ ہوگئیں جب دوسری رکعت کے لیے
کھڑے ہوئے تو تکبیر کہی پس جس وقت نماز
پڑھائی تو قوم کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ میری
تکبیروں کو یاد کرلو اور میرے رکوع و سجود کو سیکھ لو
کیونکہ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
وہ نماز ہے جو ہمیں دن کے اس حصہ میں پڑھایا کرتے تھے۔

قارئین کرام اس حدیث میں تکبیر تو ہر اونچ اور نیچ میں تھی مگر ساری نماز میں رفع الیدین صرف پہلی تکبیر کے ساتھ تھا اور حضرت ابو مالک اشعریؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدینہ والی نماز یہی ہے اب غیر مقلدین حضرات کی مرضی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ والی نماز کے مطابق عمل کریں یا مخالفت؟ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ

ہمیں یارب دکھا دے تو مدینہ کیسی بستی ہے — جہاں دن رات اے مولیٰ تیری رحمت برستی ہے

دلیل نمبر ۱۔ صحیح مسلم ص ۱۸۱ ج ۱ و سنن نسائی ص ۱۷۶ ج ۱ و سنن ابو داؤد ص ۱۴۳ ج ۱ و نصب الرایہ ص ۳۹۳ ج ۱ میں روایت ہے واللفظ لمسلم۔

عن تمیم بن طرفة عن جابر بن سمرةؓ قال خرج علینا رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانها اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰة

الحدیث تمیم بن طرفہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر سے نکل کر ہمارے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا کہ مجھے کیا ہو رہا ہے کہ میں تمہیں رفع یدین کرتے دیکھ رہا ہوں جیسے مست گھوڑوں کی دُمیں اٹھی ہوئی ہوتی ہیں نماز میں سکون کرو

حضرت ملا علی قاریؒ (جن کو نواب صدیق حسن خانؒ غیر مقلد الشیخ اور العلامہ کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں نزل الابرار ص ۱۴۵) شرح نقایہ ص ۷۸ ج ۱ میں لکھتے ہیں۔ رواہ مسلم و یفید النسخ۔ کہ اس روایت کو امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے اور یہ نسخ رفع الیدین میں مفید ہے۔

قارئین کرام اس روایت میں صراحت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع الیدین کرنے والوں پر ناراض ہوئے اور انہیں سکون کا حکم دیا معلوم ہوا کہ رفع الیدین سکون کے خلاف ہے اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث گذر چکی ہے جس میں آپ نے رفع یدین کرنے سے منع فرمایا ہے اور حضرت ابن عباسؓ کی اپنی تفسیر کے مطابق رفع الیدین خشوع نماز کے مخالف ہے۔

اعتراض :۔ امام بخاریؒ اور حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اشارہ عند السلام کے متعلق ہے نہ رفع الیدین کے متعلق اگر کوئی آدمی اس حدیث سے رفع الیدین کا منع کرنا سمجھے تو اس کا علم میں کوئی حصہ نہیں اور حافظ عبداللہ صاحب روپڑی غیر مقلد فرماتے ہیں کہ احناف حضرات قنوت اور عیدین میں بھی رفع یدین چھوڑ دیں تاکہ اسکنوا فی الصلوۃ پر عمل ہو سکے۔

الجواب ھو الموفق للصواب

حضرت جابر بن سمرۃؓ سے کئی روایات مروی ہیں الگ الگ مسائل کے متعلق اور ان سے روایت کرنے والے راوی بھی مختلف ہیں سلام کے وقت ہاتھ اٹھانے اور اشارہ سے منع کرنے والی روایت کے راوی اس طرح ہیں۔ مسعرؒ عن عبیداللہؒ بن القبطیۃ عن جابر بن سمرۃؓ۔ لیکن دوسری روایات کے یہ راوی نہیں بلکہ وہ اور ہیں مثلاً دیکھیے (۱) مسیبؒ بن رافع عن تمیمؒ بن طرفۃ عن جابر بن سمرۃؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ خرج علی اصحابہ فقال مالی اراکم عزین وھم قعود (مسند احمد ص۹۳ ج۵) اور ایک روایت میں ہے وھم حلق متفرقون (مسند احمد ص۱۰۱ ج۵) اور ایک روایت میں ہے۔ وھم حلق فقال مالی اراکم عزین (مسند احمد ص۱۰۱ ج۵) یعنی اسوقت حضرات صحابہ کرامؓ گروہ در گروہ بن کر بیٹھے تھے اور نماز میں مشغول نہ تھے۔

(۲) مسیب بن رافع عن تمیم بن طرفۃ عن جابر بن سمرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینتھی اقوام یرفعون ابصارھم الی السماء فی الصلوۃ او لا ترجع الیھم (مسند احمد ص۹۰ ج۵ وص۱۰۱ ج۵ وص۱۰۸ ج۵)

جناب حضرت مسیبؒ بن رافعؒ تمیمؒ بن طرفہؒ سے اور وہ حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ لوگ باز نہیں آتے جو نماز میں اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں یا انکی آنکھیں واپس نہ آئیں گی۔

(۳) مسیّب بن رافع عن تمیم بن طرفۃ عن جابر بن سمرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج علینا فقال الا تصفون کما تصف الملائکۃ عند ربھا الحدیث

(مسند احمد ص۱۰۱ ج۵ و ص۱۰۶ ج۵)

جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر سے نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیا تم اس طرح صفیں نہیں باندھتے جس طرح فرشتے باندھتے ہیں۔

(۴) مسیّب بن رافع عن تمیم بن طرفۃ عن جابر بن سمرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ دخل المسجد فابصر قوما قد رفعوا ایدیھم فقال قد رفعوھا کانھا اذناب الخیل الشمس اسکنوا فی الصلوٰۃ

(مسند احمد ص۹۳ ج۵ و ص۱۰۱ ج۵ و ص۱۰۶ ج۵)

جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو آپ نے ایک قوم کو دیکھا جو رفع الیدین کر رہی تھی پس آپ نے فرمایا کہ رفع الیدین کرتے ہیں جیسے مست گھوڑوں کی دُمیں ہوتی ہیں دیکھو نکہ وہ اوپر کو اٹھی ہوئی ہوتی ہیں) نماز میں سکون کرو۔

قارئین کرام رفع الیدین سے منع کی حدیث کے راوی حضرت جابرؓ کے شاگرد تمیم بن طرفہؒ ہیں اور پھر ان کے شاگرد مسیّب بن رافعؒ ہیں اور سلام کے وقت ہاتھوں سے اشارہ کی منع کی حدیث کے راوی حضرت جابرؓ سے عبید اللہ بن القبطیہؒ اور پھر ان کے شاگرد مسعرؒ ہیں کتنا فرق ہے۔ کہ

ببین تفاوتِ راہ است از کجا تا کجا

یہ دو حدیثیں ایک کیسے ہوگئیں یہ تو سند کا فرق ہے اب متن حدیث کا فرق دیکھئے (۱) رفع الیدین سے منع کی حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں۔ خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم یا انہ دخل المسجد فبصر قوماً جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ جماعت کے بغیر اپنی نماز سنن یا نوافل ادا کر رہے تھے اور اشارہ سے منع کی حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں صلینا وراء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسند احمد ص۸۶ ج۵) کنا نقول خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسند احمد ص۱۰۲ ج۵) کنا اذا صلینا خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسند احمد ص۱۰۷ ج۵) جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز با جماعت ادا کرتے تھے۔ (۲) رفع یدین سے منع کی حدیث میں رافعی ایدیکم یا قد رفعوا ایدیھم کے الفاظ ہیں جو رفع الیدین میں واضح ہیں اور اشارہ سے منع کی حدیث میں تشیرون بایدیکم یا تؤمون بایدیکم۔ یا یرمون بایدیھم کے الفاظ ہیں جو اشارہ میں واضح ہیں (۳) رفع یدین سے منع کی حدیث میں سلام کا کوئی ذکر نہیں ہے اور اشارہ سے منع کی حدیث میں سلام کا ذکر اور پھر اس کا طریقہ مذکور ہے۔ (۴) رفع یدین سے منع کی حدیث میں اسکنوا فی الصلوٰۃ کے الفاظ ہیں اور اشارہ سے منع کی حدیث میں یہ الفاظ نہ ارد۔ ان دلائل سے معلوم ہوا کہ دو حدیثوں کو ایک بنا کر اشارہ کے منع پر چسپاں کرنا حقیقت کے بالکل خلاف ہے۔ یہ حضرت امام بخاریؒ اور حافظ ابن حجرؒ وغیرہ کی محض سینہ زوری تھی جو کہ دلائل سے غلط ثابت ہوئی۔ باقی رہا جناب حافظ عبداللہ صاحب روپڑی غیر مقلد کا اعتراض کہ پھر قنوت وعیدین میں بھی رفع الیدین نہ کیا جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قنوت وعیدین میں رفع الیدین نہ کرنے کی کوئی صریح روایت موجود نہیں بخلاف رکوع سجود وغیرہ کے کہ ان مقامات میں رفع الیدین نہ کرنے کی صریح روایات موجود ہیں کما مرّ فلھذا آپ ان حدیثوں کی زد سے نہ بچ سکینگے سہ

حق بات جانتے ہیں مگر مانتے نہیں   ضد ہے جناب شیخ تقدس مآب میں

دلیل ۱۱ :۔ نصب الرایہ ص۳۹۴ ج۱ میں خلافیات بیہقی کے حوالہ سے یہ حدیث نقل

اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ عن ابی العباس محمد بن یعقوب عن محمد بن اسحٰق عن الحسن بن الربیع عن حفص بن غیاث عن محمد بن ابی یحیی عن عباد بن الزبیر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ فی اوّل الصلوٰۃ ثم لم یرفعھما فی شئی حتی یفرغ

حضرت عبادؒ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابتداء نماز میں رفع الیدین کرتے تھے پھر ساری نماز میں کہیں بھی رفع الیدین نہ کرتے حتیٰ کہ نماز سے فارغ ہو جاتے۔

آھ

حافظ ابن حجرؒ درایہ میں فرماتے ہیں اس کی سند دیکھی جائے۔ علامہ سید محمد انور شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے حافظ صاحب کے حکم کی تعمیل کی ہے اور اس کی سند دیکھی ہے جو صحیح ہے مولانا عبد الرحمٰن صاحب مبارکپوریؒ غیر مقلد اسی قسم کی ایک سند کے بارے فرماتے ہیں رواتہ ثقات تحفۃ الاحوذی ص ۲۲۳ ج ۱ و ص ۲۲۵ ج ۱ اور علامہ جلال الدین السیوطی الشافعیؒ فض الوعاء (جو سبل السلام کے آخر میں ملحق ہے) ص ۱۲ میں اسی قسم کی سند کے بارے فرماتے ہیں رجالہ ثقات ۔ اس حدیث کے رُواۃ کی تفصیل سے توثیق ملاحظہ ہو۔ پہلے راوی امام بیہقیؒ ہیں دوسرے امام حاکمؒ ہیں تیسرے ابو العباس محمد بن یعقوبؒ جن کے متعلق علامہ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ ص ۴۳ ج ۳ میں لکھتے ہیں الامام الثقۃ محدث المشرق چوتھے راوی محمد بن اسحٰق ہیں اور یہ محمد بن اسحٰق الصغانی ہے کما فی بیہقی ص ۵۸ ج ۲ جو کہ ثقہ ہیں تقریب ص ۳۴۵ ہے اور پانچویں راوی حسن بن الربیع ہیں حافظ ابن حجرؒ تقریب ص ۵۴ میں فرماتے ہیں البجلی ثقۃ چھٹے راوی حفص بن غیاث ہیں جو زبردست ثقہ ہیں اور صحیح بخاری کے رجال میں سے ہیں دیکھئے تہذیب التہذیب ص ۴۱۶ ج ۲ و ص ۴۱۷ اور ساتویں راوی

محمد بن ابی یحییٰ ہیں محمد بن ابی یحییٰ سمعان الاسلمی المدنی ثقہ صدوق میزان الاعتدال ص ۱۴۸ ج ۲ وتقریب ص ۲۷۶ علامہ ھیثمیؒ فرماتے ہیں اسی قسم کی سند کے بارے کہ رجالہ ثقات مجمع الزوائد ص ۱۶۹ ج ۱۰ ۔ اور وہ حضرت عبادؓ کے شاگرد ہیں جنہیں حضرت عبادؓ نے رفع الیدین سے منع کیا تھا۔ آٹھویں راوی خود حضرت عبادؓ ہیں جو حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ کے لڑکے ہیں اور تابعی ہیں اور حضرت عائشہؓ کے شاگرد ہیں اور ان سے انہوں نے کافی روایات لی ہیں مثلاً دیکھئے صحیح بخاری ص ۲۵۹ ج ۱ و ص ۶۳۹ ج ۲ و ص ۸۹۷ ج ۲ و ص ۱۰۰۷ ج ۲ وسلم ص ۲۵۵ ج ۱ وسنن ابوداود ص ۲۲۵ ج ۱ و ص ۳۲۶ ج ۱ و ص ۵۲ ج ۲ و ص ۵۸۱ ج ۲ وسنن ترمذی ص ۱۸۵ ج ۲ وطحاوی ص ۱۰۵ ج ۱ ومصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۰۰ ج ۴ ومسند احمد ص ۱۸۵ ج ۶ وغیرہ ۔

اعتراض: حضرت عبادؓ تابعی ہیں اور یہ روایت مُرسَل ہے اور عند البعض مرسل حجت نہیں ہے ۔

جواب: علامہ نوویؒ شرح مسلم کے مقدمہ ص ۱۷ میں لکھتے ہیں

ومذهب مالك وابي حنيفة واحمد واكثر الفقهاء انه يحتج به ومذهب الشافعي انه اذا انضم الى المرسل ما يعضده احتج به اھ بلفظه

امام مالکؒ امام ابوحنیفہؒ امام احمدؒ اور اکثر فقہاء مرسل حدیث کے ساتھ احتجاج کرتے ہیں امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر مرسل حدیث کی کسی اور حدیث سے تائید ہوجائے تو پھر وہ قابلِ احتجاج ہے۔

اور علامہ زیلعیؒ فرماتے ہیں

والمرسل اذا وجد له ما يوافقه فهو حجة بالاتفاق (نصب الرایہ ص ۳۵۳ ج ۱)

مرسل حدیث کے اگر موافق کوئی روایت پائی جائے تو پھر وہ بالاتفاق حجت ہے ۔

قاضی شوکانیؒ غیر مقلد نیل الاوطار ص ۲۲ ج ۱ میں حافظ ابن حجرؒ سے نقل کرتے ہیں کہ مرسل حدیث جس کی سند صحیح ہو جب اس مضمون کی حدیثوں سے مل جائے تو ان حدیثوں میں مزید قوت آجاتی ہے ۔

قارئین کرام اس مرسل حدیث کے موافق ایک روایت کے بجائے کئی روایات ہیں جیسے کہ آپ حضرات کو معلوم ہیں تو اس کے حجت ہوتے میں کسی کا بھی کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا سب کے ہاں حجت ہے (فائدہ) حضرت عبادؒ کا بہت سے صحابہ کرامؓ سے سماع ہے اور حضرت عائشہؓ سے تو کافی روایات بیان کی ہیں جیساکہ گذرا انہوں نے کسی صحابیؓ کا نام لیے بغیر کہدیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین نہیں کرتے تھے اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے بے شمار صحابہؓ سے ترک رفع الیدین کی روائتیں معلوم کیں تو اب وہ کس کس صحابی کا نام لیتے اس لیے انہوں نے کسی کا نام لیے بغیر کہدیا کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں رفع الیدین نہ کرتے تھے اور ان کا ترک رفع الیدین کا فتوی باب اول میں گذر چکا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کان قاضی مکۃ زمن ابیہ وخلیفتہ اذا حج ثقۃ من الثالثۃ تقریب التہذیب۔

دلیل نمبر ۱۲:۔ سنن نسائی ص ۱۵۸ج۱ طبع رحیمیہ دیوبند میں ہے۔ باب ترک ذالک یعنی رفع الیدین چھوڑنے کا باب پھر اس کے تحت فرماتے ہیں۔

اخبرنا سوید بن نصر حدثنا عبد اللہ بن المبارک عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمۃ عن عبد اللہ قال الا اخبرکم بصلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فقام فرفع یدیہ اول مرۃ ثم لم یعد۔

امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں سوید بن نصرؒ نے خبر دی اور انہوں نے فرمایا کہ ہم سے عبد اللہ بن المبارکؒ نے حدیث بیان فرمائی وہ سفیان ثوریؒ سے اور وہ عاصم بن کلیب سے اور وہ عبد الرحمن بن اسودؒ سے اور وہ علقمہؒ سے اور وہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہؓ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی خبر نہ دوں تو حضرت عبد اللہ نماز کے لیے کھڑے ہوگئے پس رفع یدین کیا اول دفعہ پھر اس کا اعادہ نہ کیا۔

اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ امام نسائیؒ جانی پہچانی شخصیت ہیں اور ان کے استاد سوید بن نصرؒ کے متعلق محدث عبدالعظیم منذریؒ الترغیب والترہیب ص۲۷۵ ج۴ میں اور حافظ ابن حجرؒ تقریب ص۱۴۷ طبع دہلی میں فرماتے ہیں ثقۃ ”حضرت عبداللہ بن المبارکؒ بالاتفاق ثقہ ہیں مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارک پوریؒ غیر مقلد تحفۃ الاحوذی ص۱۲۸ ج۲ طبع دہلی میں ان کے متعلق یوں تحریر فرماتے ہیں۔ عبد اللّٰہ بن المبارک المروزی احد الائمۃ الاعلام وشیوخ الاسلام قال ابن عیینۃ ابن المبارک عالم المشرق والمغرب ومابینھما وقال شعبۃ ماقدم علینا مثلہ ثقۃ ثبت فقیہ عالم جواد جمعت فیہ خصال الخیر مات سنۃ ۱۸۱ احدی وثمانین ومأتہ آہ بلفظہ باقی رواۃ کی توثیق اس حدیث کے بعد والی حدیث میں بیان ہوگی اور یہ حدیث صحیح ہے جو ترک رفع الیدین میں صریح ہے علامہ محمد ہاشم مدنیؒ اپنے رسالہ کشف الرین عن مسئلہ رفع الیدین میں فرماتے ہیں ان اسناد النسائی علی شرط الشیخین بحوالہ حاشیہ طحاوی ص۱۱۰ ج۱ وحاشیہ نووی ص۱۶۸ = اور آثار السنن نیموی ص۱۰۳ ج۱ و ذیل الفرقدین ص۶۲ و فتح الملہم شرح المسلم ص۱۳ ج۲ میں ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

اعتراض ع۱: نصب الرایہ ص۳۴۱ ج۱ میں (نقلاً عن جزء رفع الیدین للبخاریؒ) ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے عبداللہ بن مبارک کو رفع الیدین کرتے دیکھا تو کہا کہ کیا اڑنے لگا تھا عبداللہ بن مبارکؒ نے جواب دیا جب پہلی دفعہ (نیت باندھنے کے وقت) نہیں اڑا تو پھر کیا اڑتا تھا۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ عبداللہ بن مبارکؒ کے نزدیک عبداللہ مسعود (والصحیح عبداللہؓ بن مسعود) کی کوئی حدیث بالکل صحیح نہیں۔ رفع یدین اور آمین ص۷۷ مؤلفہ جناب حافظ عبداللہ صاحب روپڑی غیر مقلد۔

جواب: روپڑی صاحب کی تسلی شاید کسی اور جواب سے نہ ہوسکے بہتر یہی ہے کہ ان کو اپنے ہی قلم کا لکھا ہوا جواب پیش کر دیا جائے چنانچہ حافظ عبداللہ صاحب روپڑی رفع یدین اور آمین کے ص۱۴۷ میں لکھتے ہیں حالانکہ معمولی فہم کا انسان بھی اس بات

بخوبی سمجھتا ہے کہ بعض دفعہ انسان کا ایک مذہب ہوتا ہے اور حدیث بعد میں پہنچتی ہے اس کے بعد اس کا مذہب وہی سمجھا جائے گا جو حدیث میں ہے خواہ نقل کرنے والے کچھ نقل کریں آھ بلفظہ۔

قارئین کرام :- حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اس حدیث ترک رفع الیدین کے راوی ہیں ان کا مذہب بھی ترک رفع الیدین ہے۔ بقول حافظ روپڑی اب اگر کوئی حضرت عبداللہ سے خلاف نقل کرے تو اس نقل کا کوئی اعتبار نہیں خواہ نقل کرنے والے کچھ ہی نقل کرتے رہیں گرچہ روپڑی صاحب ہی کیوں نہ ہوں۔ ان کا مذہب حدیث والا سمجھا جائے گا جو انہوں نے روایت کی ہے۔ ؎

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

باقی امام بخاریؒ نے یہ مکالمہ بلا سند نقل کیا ہے جو کہ قابلِ اعتبار نہیں یہ تو جزء رفع الیدین میں انہوں نے بلا سند نقل کیا ہے اگر صحیح بخاری میں بھی وہ بلا سند نقل کرتے تو پھر بھی کچھ قابل اعتبار نہ تھا چنانچہ حافظ عبداللہ صاحب روپڑی رفع یدین اور آمین کے ص۱۳۴ میں لکھتے ہیں اور کبھی تعلیقات کے متعلق ایسی صحت وضعف کی بحث ہوتی ہے اس لیے یہ مکالمہ کئی وجوہ سے مخدوش ہے اولاً اس مکالمہ کے ذکر کرنے کے بعد روپڑی صاحب رفع الیدین اور آمین کے ص۱۱۳ میں لکھتے ہیں امام وکیعؒ فرماتے ہیں خدا عبداللہ بن مبارک پر رحم کرے بڑے حاضر جواب تھے۔ آھ۔ حالانکہ امام وکیعؒ ترک رفع الیدین پر عمل کرتے تھے (جزء رفع الیدین امام بخاریؒ ص۲۲ طبع لاہور) وہ کیسے ابن المبارکؒ کو غلط بات کی داد دیتے اور پھر حیرانگی کی بات یہ ہے کہ یہ دونوں متضاد باتیں جزء رفع الیدین میں موجود ہیں ۔ ثانیاً اس کی کوئی سند بیان نہیں کی گئی اور امام بخاریؒ نے جو صحیح بخاری میں تعلیقات ذکر کی ہیں بقول روپڑی صاحب ان کی صحت ضروری نہیں مثلاً صحیح بخاری ص۴۴ ج۱ میں ہے قال ابراھیم لاباس ان تقرء الآیۃ کہ حضرت ابراہیم نخعیؒ نے کہا ہے کہ جنبی انسان پوری آیت قرآن مجید کی پڑھ سکتا ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں

(محصلہ) اور صحیح بخاری کے اسی صفحہ پر ہے ولم یر ابن عباس بالقراءۃ للجنب بأسا۔ کہ حضرت ابن عباسؓ بھی جنبی انسان کے لیے تلاوتِ قرآن مجید کو جائز سمجھتے ہیں۔

امام بخاریؒ کا مذہب یہ ہے کہ جنبی انسان تلاوتِ قرآن مجید کر سکتا ہے لیکن امام بخاریؒ کے پاس دلیل کوئی نہیں ہے حضرت ابراہیم نخعیؒ کی بات کو اپنی دلیل پیش کرتے ہیں (حیرت ہے کہ ترک رفع الیدین بھی حضرت ابراہیم نخعیؒ کا مذہب ہے اور صحیح سند سے ان سے ثابت ہے لیکن امام بخاریؒ ان کے اس مذہب کی مخالفت کرتے ہیں) حالانکہ حضرت ابراہیمؒ نخعی کا یہ مذہب نہیں جو امام بخاریؒ نے ان سے بلا سند نقل کیا ہے امام بخاریؒ کے استاد حافظ ابوبکر بن ابی شیبہؒ نے ان سے باسندِ صحیح مذہب مصنف ص۱۰۲ ج۱ میں اس طرح نقل کیا ہے۔

وکیعٌ عن سفیان عن مغیرۃ عن ابراھیم قال تقرء مادون آلایۃ ولا تقرء آیۃ تامۃ۔ — حضرت ابراہیمؒ نے فرمایا کہ قرآن مجید کی پوری آیت نہیں پڑھی جا سکتی البتہ آیت سے کم پڑھی جا سکتی ہے۔

اس طرح حضرت ابن عباسؓ سے بھی امام بخاریؒ نے جو مذہب نقل کیا ہے بلا سند ہے جو کہ صحیح نہیں ہے حافظ عبداللہ صاحب روپڑی غیر مقلد رفع یدین اور آمین کے ص۱۲۰ میں لکھتے ہیں جیسے بخاری میں تعلیقات ہیں اور ان کی صحت ضروری نہیں۔ آھ

البتہ سنن بیہقی میں یہ مکالمہ باسند مذکور ہے لیکن علامہ ماردینیؒ الجوہر النقی ص۱۴۰ ج۱ میں لکھتے ہیں کہ اس سند میں ایک جماعت ہے جو مجہول ہے جن کی توثیق کا کوئی پتہ نہیں وثالثاً حضرت ابن المبارکؒ مروزی ہیں اور آپ کوفہ میں رہائش پذیر ہوگئے اور باب اوّل میں اہلِ کوفہ و عراق کا ترک رفع یدین پر اجماع نقل کیا جا چکا ہے حضرت ابن المبارکؒ اجماع سے کیسے باہر ہیں ورابعاً حضرت ابوبکر بن عیاشؒ المتوفی ۱۹۳ھ کے حوالہ سے باب اوّل میں گذر چکا ہے کہ تمام فقہاء کا ترک رفع الیدین پر اجماع ہے اور حضرت ابن المبارکؒ فقیہ ہیں جیسا کہ مبارکپوریؒ کے حوالہ سے اسی حدیث کے تحت گذرا اور پھر ابن المبارکؒ

المتوفی ۱۸۱ھ میں اگر یہ رفع الیدین کرتے تو حضرت ابوبکر بن عیاشؒ کوفی کو علم ہوتا کیونکہ ان کا زمانہ اور مسکن تقریباً ایک ہے وخامسًا جس طرح ابن المبارکؒ نے ابن مسعودؓ سے ترک رفع الیدین کی روایت بیان کی ہے اس طرح امام شعبیؒ سے ترک رفع الیدین کا عمل نقل کرنے والے بھی ابن المبارکؒ ہیں اور حافظ عبداللہ صاحب روپڑی غیر مقلد کے حوالے سے یہ بات گزر چکی ہے کہ اس راوی کا مذہب وہی سمجھا جائے گا جو حدیث میں ہے خواہ نقل کرنے والے کچھ نقل کریں وسادسًا۔ امام نوویؒ شرح مسلم صـ۱۶۸ ج۱ میں اور علامہ ابن حزم ظاہریؒ محلّی صـ۸۷ ج۴ میں فرماتے ہیں کہ ترک رفع الیدین کے قائل حضرت امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب ہیں آھ۔ اس میں بلا استثناء حضرت ابن المبارکؒ بھی شامل ہیں کیونکہ وہ بھی امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں وسابعًا حضرت ابن المبارکؒ فرماتے ہیں کہ جس مسئلہ پر حضرت امام ابوحنیفہؒ اور حضرت سفیان ثوریؒ متفق ہوجائیں میرا مسلک بھی وہی ہوتا ہے بحوالہ تبییض الصحیفہ صـ۱۷ للعلامۃ السیوطیؒ و تاریخ بغداد صـ۳۴۳ ج۱۳ بحمداللہ تعالیٰ یہ دونوں ہستیاں ترک رفع الیدین پر متفق ہیں اور ترک رفع الیدین کی یہ حدیث بھی حضرت ابن المبارکؒ نے حضرت سفیان ثوریؒ سے نقل کی ہے وثامنًا حضرت ابن المبارکؒ فرماتے ہیں کہ اگر حدیث معروف ومشہور ہو اور وہاں رائی کی ضرورت پڑجائے تو پھر رائی مالکؒ سفیان ثوریؒ وابوحنیفہؒ کی طرف ہونی چاہیئے مگر ابوحنیفہؒ کی رائے بہت اچھی ہوتی ہے۔ بحوالہ تاریخ بغداد صـ۳۴۳ ج۱۳ بحمداللہ تعالیٰ یہ تینوں حضرات ترک رفع الیدین پر متفق ہیں۔

اعتراض ۲: حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں لم یثبت حدیث ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ

جواب ۱: حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے ترک رفع الیدین کی کئی روایات بیان کی گئی ہیں (۱) ایک تو یہی حدیث ہے جو زیر بحث ہے اور خود حضرت ابن المبارکؒ کے طریق سے مروی ہے اس کے الفاظ یہ نہیں جو جرح میں مذکور ہیں بلکہ اس کے الفاظ اس طرح ہیں الا اخبرکم بصلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

فقام فرفع یدیہ اول مرۃ ثم لم یعد (۲) دوسری روایت ترمذی وغیرہ میں ہے جس کی سند میں حضرت ابن المبارکؒ نہیں ہے لیکن اس حدیث کے الفاظ بھی جرح سے نہیں ملتے اس کے الفاظ اس طرح ہیں الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی فلم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ (۳) تیسری روایت طحاوی میں ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود اور حضرت ابن المبارکؒ کی جرح بھی اسی حدیث کے بارے ہے اور اس کا جواب وہاں دیا جائے گا (۴) چوتھی روایت دارقطنی بیہقی وغیرہ میں ہے عن ابن مسعودؓ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکرؓ وعمرؓ فلم یرفعوا ایدیھم الا عند الافتتاح (۵) مسند اعظم کی روایت اس طرح ہے۔ ان عبداللہؓ بن مسعود کان یرفع یدیہ فی اول التکبیر ثم لا یعود الی شئ من ذالک ویأثر ذالک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

قارئین کرام ان روایات کے ملاحظہ کرنے کے بعد آپ نے معلوم کر لیا ہو گا کہ جرح کے الفاظ تیسری حدیث طحاوی والی کے الفاظ حدیث سے ملتے جلتے ہیں ان باقی روایات سے اس جرح کا کوئی تعلق نہیں اس تفصیل کے بعد بھی اگر کوئی آدمی اس حدیث پر ابن مبارکؒ کی جرح چسپاں کرنے کی کوشش کرے تو اس کا نرا تعصب یا کم عقلی ہے۔

حضرت ابن المبارکؒ کی جرح کی اصل وجہ ملاحظہ ہو

حضرت ابن المبارکؒ ترک رفع الیدین کی جس روایت کے راوی ہیں اس میں حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز کا نقشہ لوگوں کو پڑھکر دکھایا ہے۔ لیکن طحاوی والی روایت میں نہ نقشہ کا کوئی ذکر ہے اور نہ لوگوں کے ساتھ تکلم کا ذکر ہے بلکہ اس میں ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلی مرتبہ

کے سوا رفع الیدین نہ کرتے تھے چونکہ حضرت ابن المبارکؒ نے یہ روایت اس طرح نہ سنی تھی اس لیے انہوں نے اعتراض کر دیا کہ یہ حدیث ثابت نہیں مگر یہ ابن المبارکؒ کا خیال ہے کیونکہ جو صحابیؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا عملاً نقشہ بیان کرتا ہے جس میں رفع الیدین نہیں اگر کسی موقعہ پر وہ قولاً یہ فرمائے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم رفع الیدین نہ کرتے تھے تو اس میں اعتراض کی کون سی بات ہے؟ اور ان دونوں باتوں میں کیا تعارض ہے؟

جواب ۲:- اگر بالفرض یہ جرح اسی حدیث کے بارے ہو جس کے ابن المبارکؒ خود راوی ہیں تو (معاذ اللہ تعالی) پھر تو حضرت ابن المبارکؒ اس وعید کے تحت داخل ہوں گے من کذب علیّ متعمّدًا فلیتبوأ مقعدہ من النار او کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حالانکہ نہ جرح اس حدیث پر ہے اور نہ ابن المبارکؒ اس وعید کے مستحق ہیں۔

جواب ۳:- حضرت ابن المبارکؒ خود فرماتے ہیں کہ سندِ حدیث دین کا حصّہ ہے اگر سند نہ ہوتی تو جس کا جو خیال ہوتا وہی کہہ دیتا (مقدمہ مسلم ص۱۲ و سنن ترمذی ص۲۲۶/۲ج) حضرت ابن المبارکؒ کا یہ خیال درست نہیں کہ طحاوی والی روایت ثابت نہیں حالانکہ سند اس کی بھی اس حدیث کی طرح صحیح ہے جب سند صحیح ہے تو یہ اعتراض صحیح نہیں ہے۔

جواب ۴:- علامہ ابن دقیق العیدؒ (المتوفی ۷۰۲ھ) جن کو علامہ ذہبیؒ ان القاب سے یاد کرتے ہیں الامام الفقیہ المجتہد المحدث الحافظ العلامۃ شیخ الاسلام تقی الدین ابو الفتح محمد بن علی بن وہب (الی) المالکی الشافعی تذکرۃ الحفاظ ص۲۶۲/۴ج) اس جرح کا جواب یوں دیتے ہیں بیان عدم ثبوت الخبر عند ابن المبارک لا یمنع من النظر فیہ وھو یدور علی عاصم بن کلیب وقد وثقہ ابن معین الخ بحوالہ نصب الرایہ ص۲۵۹/۱ج و فتح الملہم ص۱۳/۲ج یعنی حضرت ابن مبارکؒ کے ہاں حدیث

کا ثابت نہ ہونا اس حدیث پر عمل کرنے سے روک نہیں سکتا۔ کیونکہ اس حدیث کا دارومدار عاصم بن کلیب پر ہے اور امام ابن معینؒ نے ان کی توثیق کی ہے۔ الحاصل ابن المبارکؒ جس حدیث کے راوی ہیں جرح اس پر نہیں بلکہ دوسری پر ہے اللہ تعالیٰ غیر مقلدین حضرات کو صحیح سمجھ نصیب فرماوے آمین ؎

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے ۔ دے آدمی کو موت پہ یہ بد ادا نہ دے

دلیل نمبر ۱۳: سنن ترمذی ص ۳۵ ج ۱ وسنن نسائی ص ۱۶۱ ج ۱ وسنن ابی داؤد ص ۱۰۹ ج ۱ ومشکوٰۃ ص ۷۷ ج ۱ ومسند احمد ص ۳۸۸ ج ۱ و ص ۴۴۲ ج ۱ ومصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵۹ ج ۱ وسنن الکبریٰ بیہقی ص ۷۸ ج ۲ ومحلی ابن حزم ص ۲۳۵ ج ۳ و ص ۸۷ ج ۴ ونصب الرایہ ص ۳۹۴ ج ۱ وتیسیر الوصول ص ۲۲۶ ج ۱ وجمع الفوائد ص ۷۲ ج ۱ میں روایت ہے۔

واللفظ للترمذی حدثنا هناد حدثنا وکیع عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة قال قال عبد الله بن مسعود الا اصلی بکم صلوة رسول الله صلی الله علیه وسلم فصلی فلم یرفع یدیه الا فی اول مرة قال وفی الباب عن البراء بن عازب قال ابو عیسی حدیث ابن مسعود حدیث حسن وبه یقول غیر واحد من اهل العلم من اصحاب النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم والتابعین وهو قول سفیان واهل الکوفة۔

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے حضرت ہنادؒ نے بیان کیا اور حضرت ہناد فرماتے ہیں کہ ہم سے امام وکیعؒ نے حدیث بیان کی وہ سفیان ثوریؒ سے وہ عاصم بن کلیبؒ سے وہ عبدالرحمٰن بن اسودؒ سے وہ علقمہؒ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت علقمہؒ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کیا میں تمہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھاؤں پس حضرت ابن مسعودؓ نے نماز پڑھی اور رفع الیدین نہ کیا نماز میں مگر ابتداء میں ایک ہی مرتبہ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ ترک رفع الیدین کے باب میں حضرت براء بن عازبؓ سے بھی روایت ہے اور حدیث ابن مسعود کی حسن ہے اور اس ترک رفع الیدین کے قائل بے شمار

اصحابؓ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور
تابعینؒ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اور حضرت
سفیان ثوریؒ اور تمام اہل کوفہ بھی اسی کے قائل ہیں

قارئین کرام امام ترمذیؒ کی عبارت سے یہ باتیں ثابت اور واضح ہوئیں (۱) حضرت عبداللہ کی حدیث حسن اور صحیح ہے (۲) حضرت براءؓ بن عازب سے بھی ترک رفع الیدین کی روایت مروی ہے (۳) جمہور صحابہؓ اور تابعینؒ ترک رفع الیدین کے قائل ہیں (۴) اہل کوفہ جن میں حضرت سفیان ثوری بھی شامل ہیں ترک رفع الیدین پر متفق ہیں۔ امام ترمذیؒ کی اس وزنی شہادت کے بعد مزید کسی سے اس حدیث کی تصحیح یا اس کی رُواۃ کی توثیق نقل کرنے کی چنداں ضرورت تو نہیں لیکن غیر مقلدین حضرات کے فائدے کے لیے بہتر ہے کہ اس کی کچھ تفصیل ہو جائے تاکہ وہ متعصبین غیر مقلدین کے شر سے محفوظ ہو جائیں جو بے تحاشا اصول حدیث سے ہٹ کر خواہ مخواہ احادیث نبویہؐ کی تضعیف یا ان کا انکار کرتے ہیں۔

حافظ عبداللہ صاحب روپڑی غیر مقلد کا فرمان ملاحظہ ہو وہ اپنے رسالہ رفع یدین اور آمین کے صا۷ میں لکھتے ہیں اور ترمذی کا اس کو حسن کہنا اس سے مراد سند کا اچھا ہونا ہے چنانچہ ترمذی نے اخیر کتاب العلل میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ جہاں ہم حدیث حسن کہتے ہیں وہاں ہماری مراد حسن اسناد ہے جو کئی سندوں سے مروی ہو جس میں کوئی راوی متہم نہ ہو اور وہ حدیث شاذ بھی نہ ہو سو یہ حدیث امام ترمذی کے نزدیک ایسی ہی ہے الخ بلفظہ

علامہ ابن دقیق العیدؒ المالکی الشافعی کا فیصلہ ملاحظہ ہو وہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا دار و مدار عاصم بن کلیب پر ہے اور وہ ثقہ ہیں امام ابن معینؒ نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے (بحوالہ نصب الرایہ ص ۲۵۹ ج ۱ و فتح الملہم ص ۱۳ ج ۲ واللآلی المصنوعہ ص ۱۹ ج ۲)۔

علامہ سیوطی شافعیؒ کا فیصلہ ملاحظہ ہو مختلف آئمہ حضرات سے اس حدیث کی تحسین و تصحیح نقل کرتے ہیں (ملاحظہ ہو اللآلی المصنوعہ صفحہ ۱۹ ج ۲۔ امام ابن قطان فاسیؒ اور امام دارقطنیؒ اس حدیث کی تصحیح کرتے ہیں۔

(بحوالہ نصب الرایہ ص ۲۹۵ ج ۱ و درایہ ص ۸۳) امام ابن عدیؒ نے کامل میں اسے صحیح قرار دیا ہے (بحوالہ الکوکب الدری ص ۱۲۲)

غیر مقلدین حضرات کے بزرگوں کا فیصلہ ملاحظہ ہو (۱) علامہ ابن حزم ظاہریؒ غیر مقلد محلی ص ۸۸ ج ۴ میں لکھتے ہیں ان

هذا الخبر صحیح کہ یہ حدیث بلاشبہ صحیح ہے اور اسی صفحہ میں فرماتے ہیں۔

لکن لما صح خبر ابن مسعود علمنا ان رفع الیدین فیما عدا تکبیرة الاحرام سنة وندب فقط اھ بلفظہ

لیکن جب حضرت ابن مسعودؓ سے ترک رفع الیدین کی حدیث صحیح ثابت ہو چکی ہے تو ہم نے معلوم کر لیا ہے کہ رفع الیدین تکبیر افتتاح کے بعد محض سنت و مستحب ہے۔

اور محلی ص ۲۳۵ ج ۳ میں لکھتے ہیں۔

قد صح ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع عند کل خفض و رفع وانہ کان لا یرفع

بے شک یہ حدیث بھی صحیح ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر اونچ نیچ میں رفع الیدین کرتے تھے اور یہ حدیث بھی صحیح ہے کہ آپ رفع الیدین نہ کرتے تھے۔

اور اسی صفحہ میں لکھتے ہیں۔

فلما صح انہ علیہ السلام کان یرفع فی کل خفض و رفع بعد تکبیرة الاحرام ولا یرفع کان کل ذالك مباحاً لا فرضاً وکان لنا ان

پس جب صحیح حدیث سے ثابت ہو چکا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر اونچ نیچ میں تکبیر افتتاح کے بعد رفع الیدین کرتے تھے اور یہ بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رفع الیدین نہ کرتے تھے تو

نصلی کذالك فان رفعنا صلّینا کما کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصلّی وان لم نرفع فقد صلّینا کما کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصلّی آھ بلفظہٖ

رفع الیدین اور ترک رفع الیدین سب طریقے جائز ہیں فرض کوئی بھی نہیں اور ہمیں چاہیئے کہ اس طرح نماز ادا کریں پس اگر ہم نے رفع الیدین کر لیا تو ہماری نماز اسی طریقہ پر ہوگی جس طرح جناب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے اور اگر رفع الیدین نہ کیا تب بھی ہماری نماز وہی نماز ہے جو جناب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ادا کرتے تھے ۔

علّامہ ابن حزمؒ نے ان عبارات میں چار مرتبہ اس حدیث کو صحیح کہا ہے (۲) علّامہ محمد خلیل ہراسؒ غیر مقلد حاشیہ محلی ابن حزم ص۲۹۲ ج۴ میں فرماتے ہیں وھو حدیث صحیح وحسنہٗ الترمذی (۳) علّامہ احمد محمد شاکرؒ غیر مقلد حاشیہ محلی ابن حزم ص۸۷ ج۴ میں فرماتے ہیں وھو حدیث صحیحٌ وحسنہٗ الترمذی علّامہ محمد احمد شاکرؒ شرح ترمذی ص۴۱ ج۲ میں فرماتے ہیں ۔

وھذا الحدیث صحّحہ ابن حزم فی المحلّی وغیرہٗ من الحفاظ وھو حدیث صحیحٌ وما قالوہ فی تعلیلہٖ لیس بعلّۃ الخ بلفظہٖ

اس حدیث کو حافظ ابن حزمؒ نے محلی میں اور دوسرے محدثین نے صحیح قرار دیا ہے واقعی یہ حدیث صحیح ہے اور بعض لوگوں نے اس حدیث میں علتیں (پوشیدہ عیب) بیان کی ہیں مگر اس حدیث میں کوئی علت (بیماری و عیب نہیں)

دامِ گیسو میں پھنسا دل پاؤں میں زنجیر ہے
وہ تمہارا خواب تھا یہ خواب کی تعبیر ہے

(۴) و (۵) علّامہ احمد محمد شاکرؒ کے دو شاگرد علّامہ شعیب الارناؤوط غیر مقلد و علّامہ محمد زھیر الشاویش غیر مقلد حاشیہ شرح السنّۃ ص۲۴ ج۳ مطبوعہ مصر میں لکھتے ہیں ۔

وحسنہٗ الترمذی وصحّحہ غیر واحد من الحفاظ وما قالوہ فی ـــــ

کہ امام ترمذیؒ نے اس حدیث کی تحسین کی ہے اور بے شمار محدثین نے اس حدیث کو صحیح قرار

تعليله ليس بعلّة۔ دیاہے اور بعض لوگوں نے جو اس حدیث میں علتیں نکالی ہیں وہ غلط ہیں کیونکہ اس میں کوئی علت نہیں۔

مولانا عطاء اللہ صاحب غیر مقلد تعلیقات سلفیہ علی سنن النسائی ص۱۲۳ ج ا طبع لاہور میں لکھتے ہیں وقد صححه بعض اهل الحديث کہ بعض محدثین نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور اسی صفحہ میں مولانا عطاء اللہ صاحب اپنا فیصلہ یوں درج کرتے ہیں۔

قوله ثم لم يعد قد تكلم ناس في ثبوت هذا الحديث والقوي انه ثابت من رواية عبد الله بن مسعود (الی) ان الحديث ثابت۔ ثم لم یعد کے جملہ کے متعلق بعض لوگوں نے چہ میگوئیاں کی ہیں حالانکہ قوی بات یہ ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت سے ثابت ہے (الی) یہ حدیث بلاشبہ ثابت ہے۔

آھ بلفظہٖ۔

مولانا عطاء اللہ صاحب غیر مقلد تعلیقات سلفیہ ص۱۲۶ ج ا میں لکھتے ہیں۔

والانصاف في هذا المقام انه لا سبيل الى رد روايات الرفع برواية ابن مسعود وفعله واصحابه و دعوى عدم ثبوت الرفع ولا الى رد روايات الترك بالكلية و دعوى عدم ثبوته ولا الى دعوى نسخ الرفع ما لم يثبت ذالك بنص الشارع بل يوفى كل من الامرين حظه ويقال كل منها ثابت وفعل الصحابة والتابعين مختلف وليس احدهما انصاف اس مقام میں یہ ہے کہ رفع الیدین کی روایات کو ابن مسعودؓ کی روایت اور آپ کے فعل اور آپ کے اصحاب کے فعل سے رد کر دینے کا طریقہ صحیح نہیں اور اس طرح دعوی عدم ثبوت رفع الیدین بھی صحیح نہیں اور ترک رفع الیدین کی روایات کو بالکل رد کر دینا اور غیر ثابت کہنا بھی صحیح نہیں اور نسخ رفع الیدین کا دعوی بھی درست نہیں جب تک شارع علیہ السلام کی نص سے یہ ثابت نہ ہو جائے بلکہ دونوں روایات کو حصہ دیا جائے اور کہا جائے کہ دونوں ثابت ہیں اور فعل صحابہؓ اور تابعینؒ کا مختلف فیہ

بلازم یلام تارکہ مع القول برجحان ثبوت الرفع عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آھ بلفظہٖ

ہے رفع الیدین اور ترک رفع الیدین میں سے کوئی چیز ایسی لازم نہیں کہ جس کے تارک کو ملامت کیا جا سکے البتہ ثبوت رفع الیدین عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول راجح ہے۔

قارئین کرام! مولانا عطاء اللہ صاحب کے فرمان سے ثابت ہوا کہ جو لوگ ترک رفع الیدین کی روایات کو ردّ کرتے ہیں وہ ناانصاف لوگ ہیں کیونکہ یہ روایات بھی ثابت ہیں اور صحابہؓ اور تابعینؒ کے درمیان یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے غیر مقلدین حضرات جو ترک رفع الیدین کرنے والوں کی نمازیں باطل قرار دیتے ہیں وہ سوچیں کہ اس فتوی کی زد کہاں تک پہنچے گی انا للہ وانا الیہ راجعون ؎

اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو سہی
ہوتا ہے جو خراب وہ تیرا ہی گھر نہ ہو

مولانا عطاء اللہ صاحب غیر مقلد تعلیقات سلفیہ ص ۱۰۲/۱ میں لکھتے ہیں۔

ویجوز استنان الامرین جمیعًا فلا وجہ لدعوی النسخ آھ

رفع یدین اور ترک رفع یدین دونوں کا سنت ہونا جائز ہے پس دعوے نسخ رفع الیدین کی کوئی وجہ نہیں۔

مولانا عطاء اللہ صاحب نے اگرچہ رفع الیدین کو راجح قرار دیا ہے مگر ترک رفع الیدین کو بھی قوی قرار دیا ہے۔ (۷) جناب مرزا حیرت صاحب دہلویؒ غیر مقلد کے حوالہ سے یہ بات گذر چکی ہے کہ طرفین کے دلائل قوی ہیں (۸) مولانا ابو عبدالرحمٰن محمد عبداللہ پنجابی گیلانیؒ غیر مقلد عقیدہ محمدیہ ص ۱۱۶/۲ میں لکھتے ہیں۔

واما ابن مسعود فلم یصح روایۃ انکارہ عنہ بل انما صح ترکہ وھو لا ینافی مطلوبنا

یعنی بہرحال حضرت ابن مسعودؓ سے رفع یدین سے روکنے اور منع کرنے کی روایت ثابت نہیں بلکہ ان سے رفع الیدین چھوڑ دینے کی روایت صحیح ہے اور وہ ہمارے خلاف نہیں۔

قارئین کرام مولانا پنجابی غیر مقلد کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ

کی حدیث ترک رفع الیدین کی صحیح ہے لیکن حضرت ابن مسعودؓ سے کوئی ایسی روایت ثابت نہیں جس میں کہا گیا ہو کہ رکوع وغیرہ کے وقت رفع الیدین کرنا منع ہے اور گناہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ دونوں سنت ہیں۔ غیر مقلدین حضرات اپنے بزرگوں کی عبارات کو بار بار پڑھیں اور اسی کے مطابق عمل اپنائیں ورنہ مخالف جان کر خوب روئیں ؎

الفضل ما شهدت به الاعداء

لطیفہ:۔ اس حدیث کے تمام راوی حضرت امام ترمذیؒ کے استاد سے لے کر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تک سب اہل کوفہ ہیں اور ترک رفع الیدین پر مجتمع ہیں۔ اور علامہ ابن تیمیہؒ اقتضاء صراط مستقیم ص۲۷ میں فرماتے ہیں۔ والتابعی اذا افتی بما رواہ دل علی ثبوتہ عندہٗ کہ جب تابعیؒ اپنی روایت کے مطابق (عمل کرے اور) فتویٰ دے تو وہ روایت اس کے نزدیک ثابت ہوتی ہے بحمد اللہ تعالیٰ یہ روایت ان سب حضرات کے نزدیک ثابت ہے کیونکہ وہ اس روایت پر عمل بھی کرتے رہتے ہیں۔ غیر مقلدین حضرات کا ترک رفع الیدین کی اس روایت سے جان چھڑانا بھی بہت ہی مشکل ہے ؎

مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے آئینہ دیکھئے گا ذرا دیکھ بھال کر

اس حدیث پر اعتراض ۱:۔ عاصم بن کلیب جو اس حدیث کی سند میں واقع ہے وہ فرقہ مرجیہ سے تعلق رکھتا ہے اور حضرت علی بن مدینیؒ فرماتے ہیں کہ جب وہ کسی روایت میں منفرد ہو تو اس سے احتجاج نہ کیا جائے لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

جواب ۱:۔ تمام غیر مقلدین حضرات سینہ پر ہاتھ باندھنے والی روایت کو صحیح کہتے ہیں حالانکہ اس میں بھی عاصم بن کلیب ہے یہ عجیب بات ہے کہ ان کی روایت میں یہ راوی ثقہ ہو جاتا ہے اور وہ اس سلسلے میں اعتراض ہم پر کرتے ہیں۔ ہم غیر مقلدین حضرات سے صرف اتنی گزارش کرتے ہیں کہ۔ ع

این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

جواب ۲:۔ عاصم بن کلیب ثقہ ہے چنانچہ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری ص۸۶۸ ج۲ میں اس کی

ایک معلق روایت کو اصح قرار دیا ہے۔ امام[2] مسلمؒ نے صحیح مسلم میں اس سے احتجاج کیا ہے دیکھیے صحیح مسلم ص ۱۹۶ ج ۲ و ص ۲۵۰ ج ۲ و ص ۲۱۴ ج ۲۔ امام[3] ابو عوانہؒ نے بھی صحیح ابو عوانہ میں اس سے احتجاج کیا ہے دیکھیے صحیح ابو عوانہ ص ۶۹ ج ۲۔ امام[4] ترمذیؒ اس کی حدیث کو حسن صحیح کہتے ہیں مثلاً دیکھیے سنن ترمذی ص ۳۸ ج ۱ و ص ۲۱۰ ج ۱۔ امام[5] شافعیؒ اس کی ایک حدیث کو ثبتٌ اسناداً کہتے ہیں (اختلاف الحدیث علی هامش کتاب الام ص ۹۰ ج ۱) امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں لا بأس بحدیثہ یعنی عاصم بن کلیب کی حدیث میں کوئی خرابی نہیں۔ (بحوالہ بدائع الفوائد ص ۹۰ ج ۴ لابن قیمؒ) امام[7] اثرمؒ بھی فرماتے ہیں لا بأس بحدیثہ (تہذیب التہذیب ص ۵۶ ج ۵) امام[8] نسائیؒ اور امام[9] یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں ثقۃ۔ امام[10] ابو حاتمؒ فرماتے ہیں صالحٌ (تہذیب التہذیب ص ۵۶ ج ۵ و میزان الاعتدال ص ۵ ج ۲) امام[11] ابوداؤدؒ فرماتے ہیں افضل اہل الکوفۃ اور امام[12] احمد بن صالح المصری فرماتے ہیں ثقۃٌ مامونٌ امام[13] ابن حبان فرماتے ہیں کہ وہ ثقات میں سے ہے امام[14] ابن سعدؒ فرماتے ہیں ثقۃ یحتج بہ ولیس بکثیر الحدیث (تہذیب التہذیب ص ۵۶ ج ۵) امام[15] حاکمؒ اور علامہ[16] ذہبیؒ اس کی حدیث کو صحیح کہتے ہیں (مستدرک مع التلخیص ص ۲۶۵ ج ۴) امام[17] دارقطنیؒ بھی اس کی حدیث کو صحیح کہتے ہیں (سنن دارقطنی ص ۱۲۹ ج ۱) حافظ[18] ابن حجرؒ اس کی ایک روایت کے بارے فرماتے ہیں رواتہ ثقاتٌ (درایہ ص ۱۰۵) نیز فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث صحیح ہے (تلخیص الحبیر ص ۱۶۳) علامہ سید محمد انور شاہ صاحب رحمہ (ذیل الفرقدین ص ۶۲ میں) فرماتے ہیں کہ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری کے کئی مقامات میں اس کی حدیث کو صحیح اور اس کو ثقہ قرار دیا ہے اور اس کی زیادت کا اعتبار کیا ہے مثلاً فتح الباری ص ۲۹۷ ج ۹ و ص ۲۳۸ ج ۱۲ و ص ۲۳۰ ج ۱۳ اھ بلفظہ۔ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ غیر مقلد (تحفۃ الاحوذی ص ۱۲۴ ج ۲ میں) اس کی ایک حدیث کو صحیح کہتے ہیں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں

الکوفی صدوقٌ رمی بالارجاء من الخامسۃ الخ

عاصم بن کلیب کوفی اور سچا ہے ارجاء کا الزام بھی اس پر لگایا گیا ہے۔

ارجاء کے الزام کا جواب: محدثین کرامؒ کے ہاں یہ قاعدہ ہے کہ مرجی معتزلی قدری

شیعی وغیرہ جب تک ان کا غلو فی المذہب ثابت نہ ہو ان کی روایت صحیح تسلیم کی جاتی ہے اور ایسے راوی صحیحین میں بکثرت موجود ہیں اور عاصم بن کلیبؒ بھی اسی درجہ کا مرجی ہے اور یہی وجہ ہے کہ سب حضرات اس کی حدیث کو صحیح اور اس کی زیادت کا اعتبار کرتے ہیں اور اس کو ثقہ قرار دیتے ہیں اور حافظ ابن حجرؒ ارجاد کے الزام کے باوجود فرماتے ہیں "صدوق" اس طرح حافظ ابن حجرؒ (تقریب ص۲۵۹ میں) موسیٰ بن ابی کثیر الانصاری کے متعلق لکھتے ہیں۔

صدوق رمی بالارجاء لـہ — سچا ہے اس پر ارجاد کا الزام لگایا گیا ہے
یصب من ضعفہ — جس نے اس کو ضعیف کہا اچھا نہیں کیا۔

عاصم بن کلیبؒ کو کسی محدث نے ضعیف قرار نہیں دیا صرف ابن مدینیؒ اتنا فرماتے ہیں کہ جب وہ کسی روایت میں اکیلا ہو اور اس کی تائید کرنے والا کوئی اور نہ ہو تو اس سے احتجاج نہ کیا جائے۔ اولاً۔ تو ہم حضرت ابن مدینیؒ سے یہی بات پوچھتے ہیں کہ اگر وہ کہیں کسی بات میں اکیلے ہوں جیسے یہاں ہے کہ وہی عاصم بن کلیب کے بارے لا یحتج بہ فرماتے ہیں اور باقی تمام محدثین ان کی مخالفت کرتے ہیں تو کیا بقول ان کے ان کی بات سے احتجاج کیا جائے یا نہ؟۔ وثانیاً۔ یہ کہ ہم نے تو حضرت ابن مدینیؒ کا فرمان تسلیم کر لیا ہے مگر عاصم بن کلیبؒ ترک رفع الیدین کی روایت کرنے میں منفرد نہیں بلکہ بہت سی صحیح روایات اور رواۃ سے بھی ترک رفع الیدین ثابت ہے اگر حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث ہی لے لیں تب بھی ان سے مروی جملہ روایات ترک رفع الیدین میں عاصم بن کلیب نہیں بلکہ بعض روایات میں ہے اور بعض میں نہیں مثلاً مسند ابی حنیفہ ص۳۵۵ میں جو روایت آتی ہے اس میں بھی عاصم بن کلیبؒ نہیں بلکہ اس کی سند اس طرح ہے ابوحنیفہ عن حماد عن ابراھیم عن الاسود ان عبد اللہ بن مسعود الخ۔ اور سنن دارقطنی وغیرہ میں جو روایت آتی ہے اس کی سند میں بھی عاصم بن کلیبؒ نہیں بلکہ اس کی سند اس طرح ہے۔ عن اسحاق بن

ترک رفع الیدین کے باب میں حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث کے بعد ذکر فرماتے اور پھر اس حدیث کو حسن بھی نہ فرماتے معلوم ہوا کہ یہ جرح اس حدیث پر نہیں ہے۔

(تنبیہ) مولوی نور حسین صاحب گھر جاکھی غیر مقلد اپنے رسالہ قرۃ العینین ص۹۲ میں لکھتے ہیں کہ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں لم یثبت عندی حدیث ابن مسعود سنن بیہقی ص۷۹ ج۲ اھ لیکن گھر جاکھی صاحب کا یہ نرا وہم ہے کیونکہ امام بیہقیؒ نے یہ الفاظ جرح کے حضرت ابن مبارکؒ سے نقل کئے ہیں نہ یہ کہ خود جرح کی ہے گھر جاکھی صاحب کی یا تو فہم کمزور ہے یا ان میں تعصب کا زور ہے۔ ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

بعض غیر مقلدین حضرات اس صحیح حدیث کو کمزور بنانے کے لیے ادھار کھائے بیٹھے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی قدرت دیکھئے کہ خود غیر مقلدین حضرات کے بزرگ اس حدیث کو صحیح قوی بے عیب قرار دے چکے ہیں سے

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینہ کے داغ سے　　اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

(تنبیہ ۲) امام ترمذیؒ نے ترک رفع الیدین کا باب باندھا تھا اور اس حدیث کو حسن صحیح کہا تھا لیکن متعصب لوگوں نے اس باب کا عنوان اور صحیح کے الفاظ اڑا دیے ہیں حالانکہ دلائل سے ثابت ہے کہ باب کا عنوان اور صحیح کے الفاظ موجود تھے۔ جس کا ذکر عنقریب آ رہا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

غیر مقلدین حضرات کے بزرگ مولوی محمد صاحب کا جوش ایمانی ملاحظہ ہو

وہ اپنے رسالہ میں غیر مقلدانہ اور غیر منصفانہ انداز سے تحریر فرماتے ہیں: "اے حق پوش مولویو اور اے امتی کی طرفداری میں نبیؐ کی دشمنی کرنے والو اور اے ناحق حمیت میں اپنا اعمال نامہ سیاہ کرنے والو یہ جو تم لکھا کرتے ہو اور تمہارے بڑوں نے بھی لکھا ہے کہ ترمذی میں رفع الیدین کرنے کا باب بھی ہے اور نہ کرنے کا بھی دو باب ہیں

تمہیں تمہارے رب کی قسم اگر ذرا بھی تم میں دین و دیانت، ایمان و امانت ہے تو تم پر روٹی کھانا بھی حرام ہے جب تک ترمذی میں سے یہ دونوں باب نہ دکھا دو۔ راجکوٹی مولوی تو کیا اگر اگلے پچھلے تمام کے تمام مدعیانِ حنفیت جمع ہو جائیں تاہم ترمذی شریف میں رکوع میں جانے اور رکوع سے اٹھنے کے وقت رفع الیدین نہ کرنے کا باب نہیں دکھا سکتے ناظرین کرام آپ کو بھی خدا کی قسم ہے ان مولویوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ ترمذی میں سے یہ دوسرا باب ذرا دکھائیں تو سہی اور جب نہ دکھا سکیں تو سمجھ لو کہ جو لوگ اس قدر سفید جھوٹ بولنے پر دلیر ہیں وہ کیا معنی بگاڑنے اور تاویلیں کرنے اور پوشیدہ خیانتیں کرنے اور غیر ظاہر بد دیانتی کرنے میں ذرا بھی جھجکیں گے اھ بلفظہٖ (دلائل محمدی ص۲۹) حصہ دوم مطبوعہ ۱۳۵۲ھ مؤلفہ مولوی محمد صاحب غیر مقلد دہلوی و ایڈیٹر اخبار محمدی دہلی)

قارئین کرام یہ ہے کہ غیر مقلدین حضرات کے بزرگوں کی زبان اور ان کے اخلاق آتش نے کیا ہی خوب کہا ہے۔ ؎

لگے منہ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیاں صاحب ۔۔۔ زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجیے دھن بگڑا

ترمذی میں ترک رفع الیدین کے باب کا ثبوت

دلیل ۱: ترمذی میں امام ترمذیؒ خود فرماتے وفی الباب

عن البراء بن عازب کہ ترک رفع الیدین کے باب میں حضرت براءؓ بن عازب سے بھی روایت آتی ہے جب غیر مقلدین حضرات کے بقول ترمذی میں باب ہی نہیں تو امام ترمذیؒ کا وفی الباب کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے مگر حق کا ہمیشہ بول بالا ہوتا ہے اور جھوٹ کا منہ کالا ہوتا ہے۔ ؎

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے ۔۔۔ کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

دلیل ۲: مولانا قطب الدین صاحبؒ مظاہر حق شرح مشکوۃ ص۲۵۷ ج۱ و ص۲۶۳ ج۱ میں لکھتے ہیں کہ ترمذی نے دو باب لکھے ہیں اول رفع یدین میں دوسرا باب عدم

رفع یدین ہیں اھ بلفظہٖ معلوم ہوتا ہے کہ ترمذی میں دو باب والا نسخہ ان کے پاس تھا۔

دلیل ۳: علامہ محمد عبدالعزیز خطیب گوجرانوالہ حاشیہ نصب الرایہ ص ۲۹۴ ج ۱ و ص ۳۹۵ میں لکھتے ہیں کہ ترک رفع الیدین کا باب عبداللہ بن سالم البصریؒ (جو شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے استاد تھے) کے نسخہ ترمذی میں موجود ہے جو پیر جھنڈا کے کتب خانہ میں ہے۔ اور اس طرح شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (جو شاہ ولی اللہ صاحبؒ سے بہت پہلے کے ہیں) کے نسخہ ترمذی میں بھی موجود ہے۔ جیسا کہ شرح سفر السعادۃ میں ہے۔

دلیل ۴: علامہ احمد محمد شاکرؒ غیر مقلد شرح ترمذی ص ۴۰ ج ۲ طبع قاہرہ میں فرماتے ہیں کہ باب کا عنوان علامہ شیخ محمد عابد سندھیؒ محدث مدینہ منورہ کے نسخہ ترمذی میں بھی موجود ہے اور علامہ احمد محمد شاکرؒ کے ہاں یہ نسخہ ان تمام نسخوں سے زیادہ صحیح ہے جو انہوں نے شرح ترمذی کی تصنیف سے پہلے دیکھے ہیں۔ چنانچہ علامہ صاحب مقدمہ شرح ترمذی ص ۱۴ میں لکھتے ہیں وھذہ النسخۃ ھی اصح النسخ التی وقعت لی من کتاب الترمذی اھ بلفظہٖ۔

دلیل ۵: علامہ احمد محمد شاکرؒ غیر مقلد شرح ترمذی ص ۴۰ ج ۲ میں فرماتے ہیں کہ علامہ ابن عساکرؒ شافعی (المتوفی ۵۷۱ھ) کے نسخہ میں جو اُن سے ان کے شاگرد نے نقل کیا ہے یوں باب باندھا گیا ہے باب من لم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ۔ علامہ ابن عساکر شافعیؒ کے متعلق علامہ ذہبیؒ (تذکرۃ الحفاظ ص ۱۱۸ ج ۴ میں) لکھتے ہیں الامام الحافظ الکبیر محدث الشام فخر الائمۃ ثقۃ الدین الشافعی اور مولانا عبدالرحمن مبارکپوریؒ غیر مقلد تحفۃ الاحوذی ص ۳۸ میں لکھتے ہیں من اعیان الفقہاء الشافعیۃ۔

دلیل ۶: علامہ احمد شاکرؒ کے دو شاگرد ہیں علامہ شعیب الارناؤوط غیر مقلد و علامہ محمد زھیر الشاویش غیر مقلد حاشیہ شرح السنۃ ص ۲۴ ج ۳ طبع مصر میں حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث کے بارے لکھتے ہیں والترمذی (ص ۲۵۷) فی الصلوۃ باب ماجاء ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یرفع الا فی اول مرۃ۔ کہ ابن مسعودؓ کی حدیث کو امام

ترمذیؒ نے سنن ترمذی ص۲۵۷ میں کتاب الصلوۃ کے باب ما جاء ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یرفع الا فی اول مرۃ کے اندر ذکر کیا ہے۔ قارئین کرام یہ نسخہ جس کا ابھی حوالہ آپ نے پڑھا ہے اور ان دو بزرگوں کے پیش نظر ہے معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹی تختی کا ہے جس کے اندر یہ باب موجود ہے۔

دلیل ۷:۔ علامہ احمد محمد شاکرؒ غیر مقلد نے ترمذی کی شرح لکھی ہے جو کہ حامل متن ہے اور اس ترمذی کے متن کے بارے علامہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس نسخہ ترمذی میں ایک حرف بھی زیادہ یا کم نہیں کیا مگر پوری تحقیق اور اطمینان قلب کے بعد چنانچہ مقدمہ شرح ترمذی ص۱۲ میں آپ کے اصل الفاظ اس طرح ہیں ولم اکتب حرفا واحدا الا عن ثبت ویقین وبعد بحث واطمینان آھ بلفظہٖ۔ علامہ صاحبؒ اس نسخہ ترمذی مطبوعہ قاہرہ میں ترک رفع الیدین کے باب کا عنوان اس طرح قائم کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم باب ما جاء ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یرفع الا فی اول مرۃ۔ ترمذی مع شرح احمد محمد شاکرؒ غیر مقلد ص۴۰ج۲۔

ناظرین کرام۔ غیر مقلدین حضرات کے بزرگ مولوی محمد صاحب غیر مقلد نے جو احناف حضرات کو برا بھلا کہا ہے اور ہمیں رب کی قسم دیکر ہم پر روٹی کھانا بھی حرام کر دیا تھا جب تک ترک رفع الیدین کا باب ترمذی سے انکو نہ دکھا دیا جائے بحمد اللہ ہم نے ترمذی ہی کے نسخہ سے جو اُن کے گھر سے نکلا ہے ترک رفع الیدین کا باب دکھا دیا ہے ہماری روٹی پہلے بھی حلال تھی اور اب تو احل الحلال ہو گئی ہے اور جو انھوں نے ہمیں برا بھلا کہا ہے اور پوشیدہ خیانتیں کرنے کے ساتھ متہم کیا ہے اس کے وہ خود مستحق ہیں اور منصف مزاج غیر مقلد علامہ احمد محمد شاکرؒ غیر مقلد نے اس چوری کو ظاہر کر دیا ہے اور ہمیشہ چوری چور ہی کے گھر سے نکلتی ہے۔ ع

وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

قارئین کرام آپ نے مولوی محمد صاحب غیر مقلد کی عبارت سے تعصب کا

اندازہ کر لیا ہوگا جس میں انہوں نے مدہوش ہو کر احناف کو بُرا کہا ہے ؎

شراب تعصب ملی تم کو سستی ـــــ بہت پی گئے لگ گئی فاقہ مستی

ان کو اتنا پتہ بھی نہ چل سکا کہ ان کا کس سچے مذہب سے واسطہ پڑ رہا ہے ؎

پڑا فلک کو کبھی عزیزوں سے کام نہیں ـــــ جلا کے خاک نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

(لطیفہ) غیر مقلدین حضرات کے باب رفع الیدین کی ابتداء میں بَسْمَلَہٗ نہیں ہے اور احناف حضرات کے باب ترک رفع الیدین کی ابتداء میں بَسْمَلَہٗ بھی ہے جو اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ ترک رفع الیدین ہی میں برکت وثواب ہے اور یہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

حضرات احناف متوجہ ہوں

ترمذی شریف بار بار طبع ہو رہی ہے اور اس میں ترک رفع الیدین کے باب کا عنوان نہیں لکھا جاتا حالانکہ غیر مقلدین حضرات کے بزرگوں نے بھی اس باب کی صحت کو تسلیم کیا ہے بلکہ علامہ احمد محمد شاکرؒ نے تو اپنے نسخہ ترمذی میں اس کو طبع بھی کرا دیا ہے جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء لیکن احناف حضرات طوطے کی طرح رٹ لگاتے رہتے ہیں کہ فلاں ترمذی کے نسخہ میں یہ باب ہے اور فلاں میں ہے لیکن ترمذی کی طباعت کے وقت اس باب کے عنوان کو درج نہیں کرتے خدا تعالیٰ ان کو توفیق دے۔

(تنبیہ ۳) ترمذی میں حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث ذکر کرنے کے بعد حسنٌ کے ساتھ صحیحٌ کا لفظ بھی تھا مگر غیر مقلدین جیسے متعصبین نے اس کو اڑا دیا چنانچہ علامہ احمد محمد شاکرؒ غیر مقلد مقدمہ شرح ترمذی ص۱۲ میں لکھتے ہیں کہ ترمذی کا ایک اور نسخہ ہے جو دار الکتب المصریّہ میں محفوظ ہے اور اس نسخہ کی کتابت ۳ر رجب ۷۲۶ھ میں مکمل ہوتی ہے وھی نسخۃ جیّدۃ یغلب علیھا الصحّۃ وخطئو ھا قلیل کہ یہ نسخہ جیّدہ ہے جس پر صحت غالب ہے اور خطاء کم ہے۔

علامہ صاحب شرح ترمذی ص۴۱ میں لکھتے ہیں کہ اس نسخہ میں حضرت ابن مسعودؓ

کی حدیث کے بعد حسن کیساتھ حاشیہ پر صحیح کی زیادت بھی تھی لیکن علامہ صاحب فرماتے ہیں شاید کہ یہ زیادت صحیح نہ ہو کیونکہ علامہ زیلعیؒ نے نصب الرایہ ص ۳۹۴ ج ۱ میں علامہ ابن حجرؒ نے تلخیص الحبیر ص ۸۲ میں اور علامہ نوویؒ نے مجموع ص ۴۰۳ ج ۳ میں امام ترمذیؒ سے صرف تحسین نقل کی ہے لیکن علامہ صاحب کا یہ خیال درست نہیں کیونکہ اگر ان تینوں نے نقل نہیں کیا تو اوروں نے نقل کیا ہے چنانچہ علامہ بدرالدین عینیؒ فرماتے ہیں۔ فقد قال الترمذی حدیث ابن مسعود حدیث صحیح وصححہ ابن حزم فی المحلّی قلت حدیث ابن مسعود صحیح نصّ علیہ الترمذی وغیرہ الخ بلفظہٖ عینی شرح الہدایہ ص ۶۶۳ ج ۱ اور مولانا محمد صدیق نجیب آبادیؒ انوار المحمود شرح ابی داؤد ص ۲۵۶ ج ۱ میں لکھتے ہیں ثم قال الترمذی بعد تخریج حدیث ابن مسعود فی ترک الرفع قال ابوعیسیٰ حدیث ابن مسعود حسنٌ صحیحٌ اھ مولانا عطاء اللہ صاحب غیر مقلد تعلیقات سلفیہ ص ۱۰۳ ج ۱ میں لکھتے ہیں وما قال بعض المحشین ان حدیث ابن مسعود صححہ الترمذی فہو غلط فان الترمذی لم یصححہ بل حسنہٗ اھ کہ بعض محشیوں نے جو امام ترمذیؒ سے تصحیح نقل کی ہے وہ غلط ہے کیونکہ انہوں نے تحسین کی ہے نہ کہ تصحیح۔

مولانا عطاء اللہ صاحب کا یہ خیال صحیح نہیں کیونکہ محشیوں نے جو نسخ ترمذی کے دیکھے ہیں ان میں تصحیح بھی تھی تو وہ غلط کیسے ہیں نواب صدیق حسن خانؒ نزل الابرار ص ۲۳ میں فرماتے ہیں۔

من علم حجۃ علی من لم یعلم۔ — کہ جس نے جان لیا اس کی بات حجت ہوگی اس شخص پر جسے یہ علم نہ ہو سکا۔

سنن ترمذی کے نسخ کے مختلف ہونے کی مثال ۱

سنن ترمذی ص ۸۲ ج ۱ میں سجدہ سہو کی ایک روایت کے بارے

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں ھذا حدیث حسنٌ غریبٌ اور حافظ ابن حجرؒ بلوغ المرام ص ۱۲۸ مع سبل السلام جلد اول میں فرماتے ہیں۔ رواہ ابوداؤد والترمذی وحسنہ

لیکن علامہ احمد محمد شاکرؒ شرح ترمذی ص۴۱ ج۲ میں اسی روایت کے بارے امام ترمذیؒ سے حسن، صحیح کے الفاظ نقل کرتے ہیں۔

اسی طرح حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث ترک رفع الیدین کے متعلق سمجھ لیجئے اگر ابن حجرؒ وغیرہ نے صحیح کا لفظ نقل نہیں کیا دوسروں نے تو نقل کیا ہے۔ جیسے علامہ شاکرؒ علامہ عینیؒ شارح ابی داؤد بعض محشین حضرات وغیرہم

مثال ۱۲:۔ علامہ امیر یمانیؒ غیر مقلد سبل السلام ص۲۳۶ ج۲ طبع دہلی میں باب صوم التطوع کی دوسری حدیث کے تحت امام ترمذیؒ سے تحسین نقل کرتے ہیں پھر فرماتے ہیں کہ جس نسخہ میں ہم نے دیکھا اس میں ہے قال ابو عیسیٰ حدیث ابی ایوب حدیث حسن صحیح

قارئین کرام اس طرح سنن ترمذی کے بعض نسخوں میں ترک رفع الیدین کی روایت کے بعد حسن، کے ساتھ صحیح کا لفظ بھی موجود ہے اور اس کا ہونا بھی اشد ضروری ہے۔ کیونکہ امام ترمذیؒ عاصم بن کلیبؒ کی روایت کو اور مقامات میں حسن صحیح کہتے ہیں جیسے ترمذی ص۳۸ ج۱ و ص۱۲۰ ج۱ وغیرہ۔

ترمذی میں ترک رفع الیدین کے باب اور صحیح کے لفظ اڑائے جانے کی سازش تھی

مقصد یہ تھا کہ رفع الیدین کے باب میں جو امام ترمذیؒ نے حضرت ابن المبارکؒ سے جرح ذکر کی تھی اس کے ساتھ حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث مل جائے گی اور سمجھنے والے یہی سمجھیں گے کہ اسی حدیث پر جرح ہے کیونکہ اگر باب کا عنوان درمیان میں حائل ہو اور پھر حدیث کے آخر میں صحیح کا لفظ بھی ہو تو اس جرح کا بے فائدہ ہونا معلوم ہوتا ہے یا کسی اور حدیث کے متعلق ہونا معلوم ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ جن کو شرمندہ کرے وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ؎

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

امام احمد بن حنبلؒ اور ان کے شیخ یحییٰ بن آدمؒ کی جرح کا جواب

امام احمدؒ اور یحییٰ بن آدمؒ نے اس حدیث پر جرح نہیں کی اور نہ دنیا کی کسی کتاب

میں اس کا نام ونشان ملتا ہے البتہ حافظ ابن حجرؒ تخلیص الحبیر میں امام بخاریؒ کے رسالہ جزء رفع الیدین کے حوالہ سے لکھتے ہیں

قال احمد وشیخه، یحیی بن آدم هو ضعیف — کہ امام احمدؒ اور یحیی بن آدمؒ جو امام احمدؒ کے استاد ہیں دونوں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے

لیکن حافظ ابن حجرؒ کی یہ سخت غلطی ہے کیونکہ جزء رفع الیدین میں کوئی تضعیف ان سے ذکر نہیں کی گئی۔ اصل الفاظ ملاحظہ ہوں۔

قال احمد بن حنبل عن یحیی بن آدم قال نظرت فی کتاب عبد الله بن ادریس عن عاصم بن کلیب لیس فیه ثم لم یعُد فهذا اصح لان الکتاب احفظ عند اهل العلم جزء رفع الیدین ص ۳۲ — امام احمدؒ اپنے شیخ یحیی بن آدمؒ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں میں نے عبداللہ بن ادریس کی کتاب میں دیکھا جو انہوں نے عاصم بن کلیب سے روایت کی ہے اس میں ثم لم یعد کا جملہ نہ تھا (امام بخاریؒ فرماتے ہیں) یہ زیادہ صحیح ہے کیونکہ اہل علم کے ہاں کتاب زیادہ محفوظ سمجھی جاتی ہے۔

قارئین کرام اس عبارت میں نہ تو امام احمدؒ سے کوئی جرح مذکور ہے اور نہ ان کے شیخ یحیی بن آدمؒ سے البتہ اس میں یہ بات ہے کہ عبداللہ بن ادریس کی حدیث میں ثم لم یعد نہیں تھا اور ہم بھی کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ادریس کی حدیث میں ثم لم یعد نہیں ہے اس میں اعتراض کی کون سی بات ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو شیخ یحیی بن آدمؒ عبداللہ بن ادریسؒ پر اعتراض کر رہے ہیں کہ جب ابن ادریسؒ کوفی ہیں اور ترک رفع الیدین پر عمل کرتے ہیں تو انہوں نے عاصم بن کلیب سے ثم لم یعد کا جملہ نقل کیوں نہیں کیا بلکہ غلطی کی ہے مناسب یہ تھا کہ نقل کرتے اور یہ توجیہ ان کی مرضی کے مطابق بھی ہے کیونکہ حضرت یحیی بن آدمؒ کوفی ہیں اور تمام اہل کوفہ کا ترک رفع الیدین پر اجماع ہے جیسے کہ باب اول میں گذر چکا ہے اور حضرت عمرؓ بن خطاب سے ترک رفع الیدین

روایت کرنے والے بھی یہی یحیی بن آدمؒ ہیں اور حافظ ابن حجرؒ درایہ صفحہ ۸۵ میں فرماتے ہیں "وھذا رجالہ ثقات" ۔ کہ حضرت عمرؓ سے ترک رفع الیدین کی روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ اسی طرح حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث ترک رفع الیدین شیخ یحیی بن آدمؒ کے ہاں نہایت صحیح ہے اس طرح امام احمدؒ بھی اپنے استاد کی اقتداء کرتے ہوئے اس حدیث کو مسند احمد میں دو بار ذکر کرتے ہیں جس میں ثم لم یعد کے ہم معنی الفاظ موجود ہیں۔ عجیب بات ہے کہ حافظ ابن حجرؒ اُن سے بلا وجہ تضعیف نقل کرتے ہیں اس لیے علامہ محمد انور شاہؒ نیل الفرقدین صفحہ ۶۱ و صفحہ ۶۹ میں اور علامہ شبیر احمد صاحب عثمانیؒ فتح الملہم صفحہ ۱۲ جلد ۲ میں فرماتے ہیں کہ حافظ ابن حجرؒ کی یہ غلطی ان کی جلد بازی کا نتیجہ ہے جو ان سے سرزد ہوئی ہے۔ باقی امام بخاریؒ کا عبداللہ بن ادریسؒ کی روایت کو اصح قرار دینا یہ تو ترجیح ہے اور ترجیح وہاں ہوتی ہے جہاں دونوں باتیں ثابت ہوں پھر دلائل سے ایک کو راجح اور دوسری کو مرجوح قرار دیا جائے معلوم ہوا کہ حضرت امام بخاریؒ کے ہاں بھی حضرت ابن مسعودؓ کی ترک رفع الیدین کی وہ حدیث جس میں ثم لم یعد ہے صحیح ہے البتہ ابن ادریسؒ کی حدیث جس میں رفع الیدین صرف عند الافتتاح ہے پھر ثم لم یعد کے الفاظ نہیں اصح ہے یعنی زیادہ صحیح ہے۔ قارئین ترجیح کا تو ہر شخص کو حق پہنچتا ہے کہ دلائل سے وہ اپنے مذہب اور روایات کو ترجیح دے۔ لیکن یہ الگ بات ہے کہ ترجیح کے دلائل ہی مضبوط نہ ہوں جیسے امام بخاریؒ کی یہ ترجیح نہایت ہی کمزور ہے اولاً تو اس لیے حضرت ابن مسعودؓ سے پانچ سندوں سے یہ روایت مروی ہے اور اس میں ثم لم یعد یا ہم معنی لم یعد کے الفاظ موجود ہیں اور عبداللہ بن ادریسؒ کی حدیث میں اگر ثم لم یعد موجود نہیں تو یہی ایک روایت مرجوح ہونی چاہیے نہ کہ پانچ روایات و ثانیاً عبداللہ بن ادریسؒ کی حدیث اور ہے جس میں تطبیق وغیرہ کا ذکر ہے اور ان پانچ روایات میں تطبیق کا کوئی ذکر نہیں تو اس کی ان پر ترجیح کا کیا مطلب؟ و ثالثاً حضرت سفیان ثوریؒ جب آمین بالجہر کی روایت بیان کرتے ہیں تو امام بخاریؒ کے ہاں وہ احفظ الناس

بنجے جاتے ہیں اور جب ترک رفع الیدین بیان کریں تو پھر انسیٰ الناس ہوجاتے ہیں اور ابن ادریسؒ وغیرہ احفظ الناس بن جاتے ہیں کیا ترجیح اسی کا نام ہے جو مذہب کے موافق ہو وہ راجح اور جو مخالف ہو تو وہ مرجوح ؟

خلاصۃ الکلام یہ ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ کی وہ روایات جو ترک رفع الیدین میں صریح ہیں وہی ہماری دلیل ہیں اور جس میں ترک رفع الیدین نہیں وہ ہماری دلیل بھی نہیں سہ

ہر ہاتھ کو عاقل ید بیضاء نہیں کہتے　　اور ہر صاحب عصا کو موسیٰ نہیں کہتے

امام ابوحاتمؒ کی جرح کا جواب

جس حدیث پر امام ابوحاتمؒ نے جرح کی ہے اس کے الفاظ اس طرح ہیں وقال ابن ابی حاتم فی کتاب العلل (ص ۹۶/۱)

مسألت ابی عن حدیث رواہ سفیان الثوری عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمٰن بن الاسود عن علقمۃ عن عبداللہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قام فکبر فرفع یدیہ ثم لم یعد فقال ابی ھذا خطاء یقال وھم فیہ الثوری الخ

کہ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے پس تکبیر کہی پھر رفع الیدین کیا اور پھر رفع الیدین کے لیے نہ لوٹے تو ابوحاتمؒ نے فرمایا (اس طریقے سے) یہ حدیث خطاء ہے اور سفیان ثوری کا وہم کہا جاتا ہے۔

(بحوالہ نصب الرایہ ص ۳۹۶/۱)

الجواب الاول :۔ ہمارا استدلال حضرت ابن مسعودؓ سے ترک رفع الیدین کی اس روایت سے ہے جس میں آتا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ کھڑے ہوگئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کا نقشہ پڑھ کر دکھایا لیکن کتاب العلل کے حوالہ سے جو ابھی روایت گذری ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم خود کھڑے ہوگئے اور یہ سارا نقشہ نماز کا اپنے صحابہ کرامؓ کو پڑھ کر دکھایا

تو یہیں سے امام ابوحاتمؒ کو وہم ہوگیا کہ شاید اس طریقے سے روایت بیان کرنے میں سفیان ثوریؒ کا وہم ہے لیکن یہ امام ابوحاتمؒ کا نرا وہم ہے اور یہ حدیث بھی اپنے مقام پر صحیح ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہؓ کو نماز کا جو نقشہ کھینچ دکھایا یہ جدا روایت ہے اور آپ کی سنت ادا کرتے ہوئے حضرت ابن مسعودؓ نے بھی اپنے شاگردوں کے سامنے کھڑے ہوکر وہی نقشہ کھینچ کر جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر دکھائی اس میں سفیان ثوری کے وہم کا کوئی دخل نہیں۔

الجواب الثانی: اس حدیث کا دارو مدار بھی عاصم بن کلیب پر ہے اور امام ابوحاتمؒ کے ہاں وہ ثقہ ہیں اور امام سفیان ثوریؒ تو ثقہ ہیں ہی۔

الجواب الثالث: علامہ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ ص۱/۲ میں فرماتے ہیں کہ ابوحاتمؒ و نسائیؒ متشدد و متعنت ہیں۔ اور مقدمہ نصب الرایہ ص۵۸ میں ہے کہ امام ابوحاتمؒ نے حضرت امام بخاریؒ پر جرح کی ہے اور متروک الحدیث تک کہدیا ہے تو ایسے متعنت کی جرح بلا واضح دلیل کے کیونکر قبول کی جاسکتی ہے؟ (فائدہ) امام ابوحنیفہؒ کے متعلق جو بعض متعصبین و متشددین نے جرح کی ہے اس جرح کو اسی قسم کے تعنت و تشدد کا نتیجہ سمجھ لیں۔

امام ابن حبانؒ کی جرح کا جواب

ان کی جرح کے اصل الفاظ اس طرح ہیں۔

ھذا احسن خبر روی لاھل الکوفۃ فی نفی رفع الیدین فی الصلوٰۃ عند الرکوع وعند الرفع وھو فی الحقیقۃ اضعف شئی یعول علیہ لان لہ عللاً تبطلہ (بحوالہ تلخیص الحبیر لابن حجرؒ)	کہ یہ بہت اچھی حدیث ہے جو اہل کوفہ کے لیے منع کرنے رفع الیدین سے نماز میں عندالرکوع وعندالرفع من الرکوع میں روایت کی گئی ہے مگر حقیقت میں یہ جس چیز پر اعتماد کیا جاسکتا ہے اس میں بہت ہی ضعیف ہے کیونکہ اس کے لیے علتیں (خرابیاں) ہیں جو اس حدیث کو باطل کرتی

امام ابن حبانؒ کی یہ جرح کئی وجوہ سے مردود ہے۔ اولاً تو اس لیے کہ حضرت ابن مسعودؓ سے کئی سندوں سے یہ روایت مروی ہے پتہ نہیں ان کا کس سند پر اعتراض ہے؟ اور پھر یہ جرح بھی غیر مفسر ہے جس کا کوئی اعتبار نہیں وثانیاً علامہ احمد محمد شاکرؒ غیر مقلد شرح ترمذی ص۴۲ ج۲ میں اور علامہ شعیب الارناؤوط غیر مقلد اور علامہ محمد زھیر الشاویش غیر مقلد دونوں تعلیقات شرح السنۃ ص۴۴ ج۲ میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے وما قالوہ فی تعلیلہ لیس بعلۃ یعنی بعض نے جو علتیں (خرابیاں) اس میں نکالی ہیں وہ کچھ نہیں کیونکہ اس میں کوئی خرابی نہیں ہے اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فتح الملہم ص۱۳ ج۲ میں لکھتے ہیں کہ ہمیں تو ان علتوں کے بارے کوئی علم نہیں ہوسکا شائد یہ علت ہو کہ یہ حدیث ان کے مذہب کے خلاف ہے اور مؤلف خیر الکلام غیر مقلد ص۲۳۱ میں ابن حبانؒ کی ایک راوی پر جرح کہ حدیثہ معلل' کا جواب یوں دیتے ہیں کہ ابن حبان نے معلل ہونے کی وجہ بیان نہیں کی اور وہ متشدد ہیں آھ بلفظہ (بحوالہ احسن الکلام ص۹۴ ج۲) وثالثاً:۔ ابن حبانؒ متشدد ہیں چنانچہ علامہ ذہبیؒ میزان الاعتدال ص۱۳۵ ج۱ میں ایوب بن عبد السلام کے ترجمہ میں ابن حبانؒ کی جرح جو ایوب کے بارے ہے جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں ایوب ثقہ ہے

فتأمل فان ابن حبان صاحب تشنیع وتشغیب — سوچ لے مخاطب ابن حبان طعنہ باز اور فتنہ انگیز ہے۔

اور میزان الاعتدال کا یہ حوالہ مقدمہ نصب الرایہ ص۵۸ میں بھی موجود ہے۔ اور علامہ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ ص۱۳۴ ج۱ میں لکھتے ہیں کہ ابن الصلاحؒ نے ابن حبانؒ کا ذکر طبقات شافعیہ میں کیا ہے۔

وقال ربما غلط الغلط الفاحش فی تصرفاتہ — کہ ابن حبانؒ نے اکثر فحش غلطیاں کی ہیں جو ان کی اپنی تصرفات کا نتیجہ ہیں۔

قارئین کرام اس حدیث پر ان کی جرح بھی زبردست اور فاحش غلطی ہے اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرماوے۔

اس حدیث پر اعتراض ۲ :- امام دارقطنیؒ نے گرچہ اس حدیث کو صحیح کہا ہے مگر لا یعود کی زیادت صحیح تسلیم نہیں کرتے لیکن وہم کا الزام بھی کسی پر نہیں لگاتے البتہ بعض کا کہنا ہے کہ امام وکیعؒ سے ان کے شاگرد لا یعود کی زیادت نقل نہیں کرتے۔

جواب :- امام دارقطنیؒ کے ہاں جب یہ حدیث صحیح ہے تو پھر لا یعود کی زیادت بطریق اولیٰ صحیح ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ شوربا تو حلال ہو مگر بوٹیاں حرام ہوں اگر امام دارقطنیؒ لا یعود کی زیادت اس لیے صحیح تسلیم نہیں کرتے کہ یہ ان کے مذہب کے مخالف ہے تو پھر یہ عدم تسلیم کوئی قابل اعتبار نہیں اور صحیح حدیث کے مقابلہ میں ایسی بات قابل ملامت ہے اللہ تعالیٰ انکو معاف کرے آمین۔

حافظ عبداللہ صاحب روپڑی غیر مقلد رفع الیدین اور آمین کے ص۱۵۲ میں لکھتے ہیں کہ ہم تو ایسے موقعہ پر ایک اصول جانتے ہیں کہ جب کسی مسئلہ کے متعلق صریح حدیث آجائے تو اس کو معمول بہ بنالیں اور اس کے مقابلہ میں کسی کی نہ سنیں اھ بلفظہ مگر غیر مقلدین حضرات کا یہ محض زبانی جمع خرچ ہے اور اس پر عمل نہیں سہ

وکلّ یدعی وصلاً بلیلیٰ   ولیلیٰ لا تقرّ لھم بذاک

باقی رہی یہ بات کہ امام وکیعؒ کے شاگرد لا یعود کی زیادت نقل نہیں کرتے تو یہ غلط ہے کیونکہ ان سے اُن کے شاگرد لا یعود یا ہم معنی لا یعود کے الفاظ نقل کرتے ہیں۔

(۱) زھیر بن حربؒ لا یعود نقل کرتے ہیں دیکھئے محلی ابن حزم ص۲۳۵ ج۴ و ص۸۷ ج۴۔ عثمانؒ بن ابی شیبہؒ اور محمدؒ بن اسمعیل احمسیؒ فلم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ نقل کرتے ہیں ابوداؤد ص۱۰۹ ج۱ سنن الکبری بیہقی ص۷۸ ج۲۔ محمود بن غیلانؒ بھی اس طرح نقل کرتے ہیں نسائی ص۱۶۱ ج۱ ھنادؒ فلم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ نقل کرتے ہیں۔ سنن ترمذی ص۳۵ ج۱ امام احمدؒ اور ابوبکرؒ بن ابی شیبہؒ فلم یرفع یدیہ الا مرۃ نقل کرتے ہیں مسند احمد ص۳۸۸ ج۱ مصنف ص۱۵۹ ج۱۔ نعیمؒ بن حماد اور یحییٰؒ بن یحییٰؒ بھی لم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ نقل کرتے ہیں طحاوی ص۱۱۰ ج۱۔ لہٰذا یہ اعتراض

بھی لایعنی ہے۔

اس حدیث پر اعتراض ۴ :۔ ابن قطان فاسیؒ نے گرچہ اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے مگر لایعود کی زیادت کو امام وکیعؒ کا وہم قرار دیا ہے

جواب :۔ امام وکیعؒ جب ثقہ ہیں تو ثقہ کی زیادت قابل اعتبار ہے نیز ۲ انہوں نے اس روایت کو صحیح سمجھ کر عمل کر کے اس حدیث کی صحت کو چار چاند لگا دیے ہیں نیز ۳ امام وکیعؒ اس زیادت کے نقل کرنے میں منفرد نہیں ہیں بلکہ حضرت ابن المبارکؒ ثم لم یعد نقل کرتے ہیں سنن نسائی ص ۱۵۸ ج ۱ چنانچہ روپڑی صاحب غیر مقلد رفع الیدین اور آمین کے ص ۶۹ میں لکھتے ہیں کہ سفیان ثوریؒ سے جیسے وکیعؒ نے لم یعد روایت کیا ہے ویسے ہی عبداللہ بن مبارکؒ نے بھی سفیان ثوریؒ سے لم یعد روایت کیا ہے چنانچہ درایہ تخریج ہدایہ میں حافظ ابن حجرؒ نے بحوالہ نسائیؒ اس کا حوالہ دیا ہے اور علامہ زیلعیؒ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے تو معلوم ہوا کہ وکیعؒ سے غلطی نہیں ہوئی نیز ابن قطانؒ متشدد اور متعنت ہیں علامہ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ ص ۱۹۳ ج ۴ میں لکھتے ہیں۔

ولکنہ تعنت فی احوال رجال فما انصف : کہ رجال کے احوال بیان کرنے میں انہوں نے تشدد سے کام لیا ہے اور انصاف نہیں کیا۔

اور امیر یمانیؒ غیر مقلد سبل السلام ص ۲۴ ج ۱ میں لکھتے ہیں۔

لکنہ تعنت فی احوال الرجال : کہ انہوں نے رجال کے احوال میں تشدد کیا ہے

اعتراض ۵ :۔ امام بخاریؒ اور حافظ عبداللہ روپڑی غیر مقلد فرماتے ہیں کہ ثم لم یعد کا جملہ سفیان ثوریؒ کا وہم ہے اور عبداللہ بن ادریسؒ کی حدیث میں یہ جملہ نہیں ہے۔

جواب ۱ :۔ تعجب کی بات ہے کہ جب سفیان ثوریؒ ان کی کسی روایت میں آجاتے ہیں تو وہ احفظ الناس اور افقہ الناس ہو جاتے ہیں اور ان کے مدمقابل جو راوی ہو وہ وہمی اور غلط کار بن جاتا ہے جیسے آمین کے مسئلہ میں سفیان ثوریؒ کو ثقہ حجۃ اور حافظ کہا جاتا ہے اور شعبۃؒ پر کئی الزام لگا کر اسے غلط کار ثابت کیا جاتا ہے چنانچہ روپڑی صاحب

رفع الیدین اور آمین کے ص۲۵ میں لکھتے ہیں کہ محدثین کا اصول ہے کہ زیادہ حافظہ والے کو ترجیح ہوتی ہے اور سفیان حافظہ میں شعبہ سے زیادہ ہیں آھ بلفظہ۔ جب سفیان ثوریؒ کا اتنا زبردست حافظہ ہے کہ امام المحدثین حضرت شعبہؒ بھی ان کے مقابلے میں ہیچ ہیں تو اب اس روایت میں وہی سفیان ثوریؒ وہمی کیوں بن جاتے ہیں اور عبداللہ بن ادریسؒ جو حافظ اور فقاہت میں سفیانؒ کا مقابلہ نہیں کر سکتے احفظ الناس واوثق الناس کیونکر بن جاتے ہیں؟ ؎

کل تک تو آشنا تھے مگر آج غیر ہو دو دن کا یہ مزاج ہے آگے کی خیر ہو

علامہ ابن حزم ظاہریؒ غیر مقلد کے ہاں سفیان ثوریؒ کا بڑا رتبہ تھا اگر کوئی راوی ان کی مخالفت کرتا اور سفیان ثوریؒ کو وہمی قرار دیتا تو علامہ ابن حزم اس کی سخت مخالفت کرتے چنانچہ محلی ص۸۴ ج۳ میں لکھتے ہیں

فان قيل ان هذا الحديث اخطأ فيه سفيان لان زهير بن معاوية خالفه فيه قلنا بل اخطأ بلا شك من خطأ السفيان بالدعوى بلا دليل وسفيان احفظ من زهير بلا شک اور دوسرے مقام میں لکھتے ہیں۔ ومن ادعى ان سفيان اخطأ في هذا الحديث فهو المخطئ بدعواه ما لا دليل له عليه فان قيل قد خالفه زهير بن معاوية قلنا سفيان احفظ من زهير بل الثقة مصدق في كل ما يروي

یعنی اگر یہ کہا جائے کہ اس حدیث میں سفیانؒ نے خطا کی ہے کیونکہ زہیر بن معاویہؒ نے اس میں ان کی مخالفت کی ہے تو ہم کہیں گے کہ بلاشک اس شخص نے خطا کی ہے جس نے بلا دلیل یہ دعوے کیا ہے کہ سفیانؒ نے خطا کی ہے کیونکہ سفیانؒ زہیرؒ سے بڑے حافظ ہیں۔ اور دوسرے مقام پہ لکھتے ہیں کہ جس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ سفیانؒ نے اس حدیث میں خطا کی ہے تو بلا دلیل یہ دعوے کرنے والا خود خطاکار ہے اگر یہ کہا جائے کہ زہیر بن معاویہؒ نے ان کی مخالفت کی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ سفیانؒ زہیرؒ بن معاویہؒ سے بڑے حافظ ہیں۔ اور ثقہ راوی جب روایت

محلی ص۲۱ ج۲ بحشیہ علامہ احمد محمد شاکر غیر مقلد — کرے تو (اصول کے لحاظ سے) اسکی تصدیق کی جاتی ہے

قارئین کرام اسے کہتے ہیں میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو۔

جواب ۲: جب سفیان ثوریؒ بالاتفاق ثقہ ہیں تو ثقہ کی زیادت تمام محدثینؒ کے ہاں حجت ہے جس کا قبول کرنا ضروری ہے چنانچہ امام بخاریؒ صحیح بخاری ص۲۰۱ ج۱ میں لکھتے ہیں۔ والزیادۃ مقبولۃ اذا رواہ اھل الثبت الخ یعنی ثقہ کی زیادت مقبول ہے۔ علامہ ابن حزم ظاہریؒ محلی ص۹۲ ج۴ میں فرماتے ہیں۔

اخذ الزیادۃ واجب — کہ زیادت کا قبول کرنا واجب ہے

نیز فرماتے ہیں

اخذ الزیادات فرض لا یجوز ترکہ — کہ زیادت کا قبول کرنا فرض ہے اسکا چھوڑ دینا جائز نہیں

امام نووی فرماتے ہیں۔

زیادۃ ثقۃ وجب قبولہا ولا ترد لنسیان او تقصیر (شرح مسلم ص۲۱۹ ج۱) — ثقہ کی زیادت کا قبول کرنا ضروری ہے بھول اور وہم قرار دیکر رد نہیں کیا جا سکتا۔

زیادۃ ثقہ کے مقبول ہونے کے حوالے کافی ہیں چند حوالے ان کتابوں میں ملاحظہ کریں نووی شرح المسلم ص۵ ج۱ وص۹ ج۱ وص۳۰ ج۱ وص۱۰۱ ج۱ وص۱۲۵ ج۱ وص۱۴۴ ج۱ وص۲۵۶ ج۱ وص۲۸۲ ج۱ وص۴۱۶ ج۱ وص۴۷۲ ج۱ وص۴۰ ج۲ وص۴۷ ج۲ وص۱۹۷ ج۲ ومقدمہ نووی ص۱۸ وصحیح مسلم ص۵ ج۱ و فتح الملہم ص۱۲ ج۲ ونصب الرایہ ص۳۹ ج۱ وص۲۸۴ ج۱ وص۳۳۶ ج۱ وص۲۰۸ ج۱ والجوہر النقی ص۱۵۵ ج۲ ومستدرک حاکم ص۲ ج۱ وتلخیص مستدرک ص۳۱ ج۱ وقسطلانی شرح البخاری ص۸ ج۱ و تلخیص الجبیر ص۱۲۶ وکتاب الاعتبار حازمی ص۱۲ وکتاب القراءۃ بیہقی ص۴۶ وص۹۵ وزاد المعاد ص۹۱ ج۱ وبدور الاہلہ ص۵۹ ودلیل الطالب ص۲۷۰ وص۳۴۴ وص۳۶۱ ونزل الابرار ص۱۲۷ وتحفۃ الاحوذی وسبل السلام ص۱۳۶ ج۱۔

حافظ عبداللہ صاحب روپڑی غیر مقلد رفع الیدین اور آمین کے ص۱۴۷ میں لکھتے ہیں کہ علماء دیوبند اس موقعہ پر ایک بڑا اصول حدیث بھول گئے ہیں وہ یہ کہ زیادۃ

معتبر ہوتی ہے الخ بلفظہٖ۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ روپڑی صاحب اور امام بخاریؒ اس ضابطہ کو لکھ تو لیتے ہیں لیکن جب اس پر عمل کرنے کا وقت آتا ہے تو خود بھول جاتے ہیں اور حضرت سفیان ثوریؒ احفظ الناس کی زیادت کو تسلیم نہ کرتے ہوئے الٹا ان پر وہم کا الزام بھی لگا دیتے ہیں ۔

آپ ہی خود اپنے ذرا جور وجفا کو دیکھیں ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی۔

جواب ۳ عبداللہ بن ادریسؒ کی حدیث اور ہے اس میں تطبیق وغیرہ کا ذکر ہے اور سفیان ثوریؒ کی حدیث اور ہے اس میں ترک رفع الیدین کا بیان ہے تطبیق وغیرہ کا ذکر نہیں ان دو حدیثوں کو ایک بنانا انصاف نہیں۔

جواب ۴ :۔ بقول ان کے اگر دونوں حدیثیں ایک ہی تسلیم کر لی جائیں تب بھی سفیان ثوریؒ کی روایت کو ترجیح ہو گی کیونکہ حافظہ وفقاہت میں وہ عبداللہ بن ادریسؒ سے بہت زیادہ ہیں چنانچہ تہذیب التہذیب میں امام شعبہؒ کے ترجمہ میں ابن ادریسؒ خود اقرار فرماتے ہیں کہ سفیان حافظہ اور فضیلت میں مجھ سے زیادہ ہیں بحوالہ بسط الیدین ص۳۵ اور ان کا طبقہ بھی اونچا ہے چنانچہ تقریب میں سفیان ثوریؒ کو طبقہ سابعہ میں شمار کیا گیا ہے اور عبداللہ بن ادریسؒ کو طبقہ ثامنہ میں شمار کیا گیا ہے۔ اور محدثین کرام کے ہاں تو سفیان کا حافظہ اتنا مضبوط ہے کہ اگر کوئی راوی ان کی مخالفت کرے تو ترجیح وہ سفیانؒ کی روایت کو دیتے ہیں دیکھئے سنن ترمذی ص۲۳۸ وتہذیب التہذیب ص۲۴۴ ج۴ وغیرہ۔

جواب ۵ :۔ امام بخاریؒ ایک راوی محمد بن عبداللہ پر جرح کرتے ہیں تو اس کا جواب مولانا عبدالرحمن مبارک پوری غیر مقلد تحفۃ الاحوذی ص۲۳ ج۱ میں یہ دیتے ہیں۔

واما قول البخاری محمد بن عبداللہ لا یتابع علیہ لیس بمضر فانہ ثقۃ اھ

امام بخاریؒ کا فرمان کہ محمد بن عبداللہ کی موافقت نہیں کی جاتی کوئی مضر نہیں کیونکہ وہ ثقہ ہے

اور حافظ روپڑی صاحب غیر مقلد رفع الیدین اور آمین ص۲۱ میں اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا کہنا کہ اس کی موافقت نہیں کی جاتی یہ بہت ہلکی جرح ہے آھ بلفظہٖ۔

قارئین کرام! حضرت امام بخاریؒ کی کوئی بات جب غیر مقلدین حضرات کے خلاف ہوجائے تو اسے رد کر دیتے ہیں اور جب کوئی بات موافق ہوجائے اگرچہ حقیقتہً میں وہ غلط ہو تو اسے خوب اچھالتے ہیں تاکہ غیر مقلدیت کا پھندا ان کے گلے سے نہ چھوٹے حالانکہ غلط بات ہمیشہ غلط ہوتی ہے چنانچہ مولوی محمد صاحب غیر مقلد عقیدۂ محمدی ص۷ مطبوعہ ۱۳۵۲ھ ماہ ذوالحجہ میں لکھتے ہیں کوئی ایسا نہیں جس سے احکام شرع میں غلطی اور خطا نہ ہوتی سوا پیغمبر ﷺ کے الخ۔

قارئین کرام جب محمد بن عبداللہ پر امام بخاریؒ کی جرح ہے تو اس کی حدیث بھی مجروح ہوگی مگر چونکہ غیر مقلدین حضرات اس روایت پر عمل کرتے ہیں تو یہ روایت ان کے نزدیک صحیح ہے اور حضرت سفیان ثوریؒ امام بخاریؒ کے ہاں اعلیٰ درجہ کے ثقہ ہیں اور صحیح بخاری کے مرکزی راوی ہیں لیکن وہ ثم لم یعد روایت کرتے ہیں جو امام بخاریؒ کے مذہب کے خلاف ہے تو امام بخاریؒ ان کا وہم قرار دیتے ہیں اور غیر مقلدین حضرات کے چونکہ امام بخاریؒ کی یہ بات موافق ہے تو وہ امام بخاریؒ کی اس بات کے بیان کرنے میں خوبی سمجھتے ہیں۔

جواب ۶: حضرت سفیان ثوری ثم لم یعد کے روایت کرنے میں اکیلے نہیں بلکہ حضرت ابن مسعودؓ سے ترک رفع الیدین کی بعض روایات میں اور راوی ہیں، ان میں نہ تو سفیان ثوریؒ موجود ہیں اور نہ عاصم بن کلیب دیکھئے اسی حدیث کے تحت اعتراض ۱ کے جواب ۲ میں۔

نیز اور بہت سی صریح روایت ترک رفع الیدین میں موجود ہیں بخلاف اس کے کہ حضرت ابن عمرؓ سے جو روایت امام بخاریؒ رفع الیدین میں بیان کرتے ہیں وہ صریح

ہے امام ابوعوانہؒ نے امام بخاریؒ کی غلطی پکڑی ہے اور پوری روایت صحیح ابوعوانہ میں بیان کی ہے جو ترک رفع الیدین میں صریح ہے۔ ع

وہ الزام ہم کو دیتے ہیں قصور اپنا نکل آیا

جواب ۷ اگر ثم لم یعد سفیان ثوریؒ کا وہم ہوتا تو پھر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ترک رفع الیدین ثابت نہ ہوتا مگر ساری دنیا جانتی اور مانتی ہے کہ ترک رفع الیدین آپ کا زیور تھا اور سنت نبویؐ کے بغیر تو آپ عمل نہ کرتے تھے چنانچہ امام دارقطنیؒ (الدارقطنی ص ۲۶۱/۲۷) میں لکھتے ہیں۔

رعبد اللہؓ بن مسعود اتقی لربہ واشح علی دینہ من ان یروی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ یقضی بقضاء ویفتی ھو بخلاف ھذا لا یتوھم مثلہ علی عبداللہ بن مسعود الخ	حضرت عبداللہؓ بن مسعود اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرنے والے تھے اور اپنے دین پر بڑے حریص تھے یہ نہیں ہوسکتا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وہ کوئی فیصلہ روایت کریں اور فتویٰ اس کے خلاف دیں ایسی شخصیت کے بارے یہ وہم ہی نہیں کیا جاسکتا۔

قارئین کرام اس میں سفیان ثوریؒ کا کیا قصور ہے یہ تو دلائل واضحہ کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ثابت ہے۔

جواب ۸ :۔ علامہ زیلعیؒ نصب الرایہ ص ۲۹۶/۱ میں لکھتے ہیں امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ سفیان ثوریؒ کا وہم ہے اور ابن قطانؒ فرماتے ہیں کہ وکیعؒ کا وہم ہے اس اختلاف کا تقاضا یہ ہے کہ دونوں قول ساقط ہوجائیں اور اصل کی طرف رجوع کیا جائے اور وہ ہے صحت حدیث۔

جواب ۹ :۔ علامہ شاکرؒ غیر مقلد مقدمہ شرح ترمذی ص ۸۲ میں لکھتے ہیں۔

اذا یری الترمذی اختلاف الرواۃ فی حدیث یسئل عنہ الحافظ الدارمیؒ	امام ترمذی کی عادت یہ ہے کہ جب کسی حدیث کی سند میں راویوں کا اختلاف دیکھتے ہیں تو اس

عبد اللہ بن عبد الرحمن ویسئل عنہ البخاریؒ ای الروایات فیہ اصح فلم یرجح واحدا منہا شیئاً ثم یری البخاری یختار احدی الروایات ویضعہا فی کتابہ الجامع الصحیح ثم لا یرضی الترمذی ان یقلد شیخہ البخاری فیما رآہ الشبہۃ فیرجح ہو روایۃ اخری بما قام من لدیہ دلیل" اھ بلفظہ۔

کے بارے میں اپنے شیخ دارمیؒ اور بخاریؒ دونوں سے پوچھتے ہیں کہ کون سی زیادہ صحیح روایت ہے تسلی نہ ہونے کے بعد کسی شیخ کی بات کو ترجیح نہیں دیتے پھر دیکھتے ہیں کہ امام بخاریؒ صحیح بخاری میں کس روایت کو اختیار کرتے ہیں اگر اس کے بعد بھی کوئی شک وشبہ باقی ہو تو امام ترمذی اپنے شیخ بخاریؒ کی تقلید نہیں کرتے بلکہ دوسری روایت کو ترجیح دیتے ہیں جو ان کے ہاں مضبوط دلیل سے ثابت ہو

قارئین کرام یہ روایت بھی امام ترمذیؒ نے امام بخاریؒ سے اپنی عادۃ کے موافق پوچھی ہوگی مگر تسلی نہ ہونے کی صورت میں انہوں نے اس حدیث کو اس عنوان اور انداز بیان سے نوازا ملاحظہ ہو۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم باب ما جاء ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یرفع الا فی اول مرۃ (الیٰ) قال ابو عیسیٰ حدیث ابن مسعود حدیث حسنؒ (صحیحؒ) وبہ یقول غیر واحد من اہل العلم من اصحاب النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) والتابعین وہو قول سفیان واہل الکوفۃ ترمذی ص ۴۰ ج ۲ مطبوعہ قاہرہ بتحقیق علامہ احمد محمد شاکر غیر مقلد۔

جواب ۱: عبداللہ بن ادریسؒ بھی کوفی ہیں اور پہلے ٹھوس دلائل سے یہ بات گذر چکی ہے کہ اہل کوفہ کا ترک الیدین پر اجماع ہے اور ان کی روایت میں بھی رفع الیدین صرف عند الافتتاح ہے اور ہمارا مقصود بھی اتنا ہے نیز امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ جب حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو پھر امتی کا قول قابل اعتماد نہیں جزء القراءۃ ص ۱۱"۔

حضرت سفیان ثوریؒ کی حدیث صحیح ثابت ہو چکی ہے اور اس طرح اور بھی بہت سی صحیح حدیثیں ثابت ہو چکی ہیں تو ان صحیح حدیثوں کے مقابلہ میں امام بخاریؒ جو امتی ہیں

ان کی بات بھی قابل اعتماد نہیں ۔ تلک عشرۃ کاملۃ ۔

بھید اپنا واعظ کھلوایا عبث   دل جلوں کو تو نے گرمایا عبث

اس حدیث پر اعتراض ع۶ :۔ صاحب مشکوٰۃ فرماتے ہیں قال ابوداؤد ھذا لیس بصحیح علی ھذا المعنی مشکوٰۃ ص۷۷ ج۱ کہ امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس طریقہ سے صحیح نہیں ہے ۔

جواب :۔ امام ابوداؤدؒ کے ہاں یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ وہ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد سکوت فرماتے ہیں اور روپڑی صاحب غیر مقلد رفع الیدین اور آمین ص۲۱ میں لکھتے ہیں ابوداؤد جس حدیث پر سکوت کرتے ہیں وہ ان کے نزدیک اچھی ہوتی ہے آھ صاحب مشکوٰۃ نے جو یہ جرح ان کی طرف منسوب کی ہے یہ ان کا نرا وہم ہے کیونکہ یہ الفاظ امام ابوداؤدؒ نے حضرت براءؓ بن عازبؓ کی حدیث ترک رفع الیدین کے بارے فرمائے ہیں جو محمدؒ بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کے طریق سے مروی ہے دیکھئے سنن ابوداؤد ج۱ ص۱۱

قارئین کرام صاحب مشکوٰۃ کے چند اوہام بطور نمونہ ملاحظہ ہوں ۔

(۱) مشکوٰۃ ص۸۸ ج۱ میں ہے عن ابن الزبیرؓ قال کان رسول اللہ علیہ وسلم اذا سلم من صلوٰتہ یقول بصوتہ الاعلیٰ لا الٰہ الا اللہ (الحدیث) رواہ مسلم ۔ حالانکہ صحیح مسلم ص۲۱۸ ج۱ میں یہ روایت موجود ہے اور بصوتہ الاعلیٰ کے الفاظ موجود نہیں ہیں بدعتی ذکر بالجہر کے ثبوت میں مشکوٰۃ کی اس غلط روایت سے استدلال کرتے ہیں (۲) مشکوٰۃ ص۵۴۴ ج۲ میں ایک روایت ہے جس کے بعض الفاظ یہ ہیں استقبلہ داعی امرأتہ یہاں سے بدعتی استدلال کرتے ہیں کہ میت کے گھر کا کھانا جائز ہے حالانکہ صحیح الفاظ داعی امرأۃ کے ہیں بغیر ضمیر کے چنانچہ یہ روایت ابوداؤد ص۱۱۷ ج۱ مشکل الآثار ص۱۳۲ ج۲ مقتصر ص۱۶۹ شرح معانی الآثار ص۳۲۰ ج۲ دار قطنی ص۵۴۵ ج۲ مسند احمد ص۲۹۳ ج۵ سنن الکبریٰ ص۹۷ ج۶ عقود الجواہر المنیفہ ص۶۲ ج۲ خصائص الکبریٰ ص۱۰۳ ج۲ مستدرک حاکم ص۲۳۴ ج۴ محلی ابن حزم ص۴۱۵ ج۷ عون المعبود ص۲۴۹ ج۳ بذل المجہود ص۲۳۹ ج۴ وغیرھا

کتب میں موجود ہے اور داعی امرأۃ بغیر ضمیر کے ہے بحوالۂ راہ سنت ص۲۵۰
مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوریؒ غیر مقلد تحفۃ الاحوذی ص۱۳۴ ج۲ میں لکھتے ہیں
قلت قد وقع فی المشکوۃ لفظ داعی امرأتہ باضافۃ لفظ امرأۃ الی
الضمیر وھو لیس بصحیح بل الصحیح داعی امرأۃ بغیر الاضافۃ
الخ بلفظہٖ (۳) مشکوۃ ص۲۴۷ باب المنھی عنھا من البیوع حدیث (عن ابن عمرؓ
قال کانوا یبتاعون الطعام فی اعلیٰ السوق الحدیث) الحدیث کے ذکر کرنے کے بعد
صاحب مشکوۃ فرماتے ہیں لم اجدہ فی الصحیحین کہ بخاری ومسلم میں یہ حدیث میں نے نہیں پائی حالانکہ بخاری
ص۲۸۹ ج۱ اور مسلم ص۵ ج۲ میں یہ حدیث موجود ہے محشی فرماتے ہیں کہ صاحب مشکوۃ کی تحقیق کمزور ہے (۴) مشکوۃ ص۲۸۲ باب الصداق فصل ثالث
کی پہلی حدیث میں ہے عن ام حبیبۃ انھا کانت تحت عبد اللّٰہ بن جحش الخ
حالانکہ صحیح عبید اللّٰہ بن جحش ہے چنانچہ ابو داؤد جامع الاصول منتقیٰ میں ایسے ہی ہے
اور یہ دونوں بھائی ہیں بحوالۂ مرقاۃ شرح مشکوۃ ص۲۲۸ ج۶ ملخصاً۔ (۵) مشکوۃ ص۲۸۹
میں ایک روایت یوں ہے عن عبد اللّٰہ بن عمرؓ حالانکہ صحیح عن عبد اللّٰہ
بن عمروؓ چنانچہ ابو داؤد میں ایسے ہی ہے (۶) مشکوۃ ص۳۰۷ باب قتل اھل الردۃ
میں حدیث بحوالۂ مصابیح یوں ذکر کی گئی ہے من خیر قول البریۃ الخ حالانکہ
مصابیح میں اس طرح ہے من قول خیر البریۃ، بحوالۂ مرقاۃ ص۱۰۶ ج۷ طبع
ملتان (۷) مشکوۃ ص۲۹۹ کتاب القصاص حدیث اول میں صاحب مشکوۃ نے
تقدیم تاخیر کردی ہے چنانچہ النفس بالنفس والثیب الزانی الخ متفق علیہ حالانکہ
بخاری اور مسلم میں الثیب الزانی پہلے ہے اور النفس بالنفس بعد میں ہے۔
ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ صاحب مشکوۃ کی غلطی ہے اور صحیحین کی ترتیب میں
ایک نکتہ ملحوظ ہے اور وہ یہ ہے کہ اس میں ترقی من الادنیٰ الی الاعلیٰ ہے کیونکہ زنا
قتل سے کم ہے اور قتل ارتداد سے کم ہے مرقاۃ ص۴۸ ج۷ (۸) مشکوۃ باب القتال فی
الجہاد فصل ثالث کی پہلی حدیث ہے عن ثوبان بن یزید ان النبی صلی اللّٰہ

علیہ وسلم حالانکہ صحیح ثور بن یزید ہے ترمذی وغیرہ میں ایسے ہی ہے کیونکہ ثوبان بن یزید نام کا کوئی صحابی نہیں اور ثور بن یزید کے بارے صاحب مشکوٰۃ۔ اکمال ص۵ میں فرماتے ہیں لہ ذکر فی باب المدحہ اور مشکوٰۃ باب الملاحم ص۴۶۷ میں اس کا ذکر موجود ہے اور صاحب مرقاۃ کو یہاں غلطی لگی ہے وہ فرماتے ہیں کہ باب الملاحم میں اس کا کوئی ذکر نہیں (تنبیہ) حضرت ثوبانؓ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام تھے لیکن وہ ثوبان بن یزید نہ تھے بلکہ ثوبان بن بجُدُد تھے (اکمال ص۵۸۸) (۹) مشکوٰۃ ص۳۵۰ فصل ثانی میں ہے (عن یزید بن خالد حالانکہ صحابہ کرامؓ میں اس نام کا کوئی صحابی نہیں صحیح زید بن خالد ہے اور مصابیح میں بھی ایسا ہی ہے بحوالہ مرقاۃ ص۵۲ ج۸

(۱۰) مشکوٰۃ ص۴۵۴ میں حدیث ان الفاظ سے مروی ہے۔ عن ابی ھریرۃؓ قال قلت یارسول اللّٰہ بینا انا فی بیتی فی مصلای اذ دخل علی رجل فاعجبنی الحال الحدیث۔ رواہ الترمذی اس حدیث کا ترجمہ کرتے وقت بڑی دقت محسوس ہوتی ہے اور ترجمہ کر چکنے کے بعد بھی دل میں خلجان رہتا ہے اور ساری خرابی کی وجہ یہ ہے کہ یہ حدیث اس طرح نہیں ہے بلکہ صحیح حدیث ترمذی میں اس طرح ہے۔ عن ابی ھریرۃؓ قال قال رجل یارسول اللّٰہ الرجل یعمل العمل فیسّرہ فاذا اطلع علیہ اعجبہ، ذالک فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لہ اجران الحدیث بحوالہ مرقاۃ ص۹۶ ج۱۰۔ تلک عشرۃ کاملۃ

صاحب مشکوٰۃ کے اور بھی کئی اغلاط میرے پیش نظر ہیں مگر میں ان پر اکتفا کرتا ہوں واللّٰہ تعالیٰ علم بالصواب ہمارے استاد محترم محقق وقت شیخ الحدیث مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز خان صاحب صفدر دام مجدھم نے ایک موقعہ پر دوران درس حدیث فرمایا تھا کہ میں نے صاحب مشکوٰۃ کے ۱۰۰ اغلاط جمع کیے ہیں۔

اس حدیث پر اعتراض ۔۔ :۔ مولانا عبدالرحمن مبارکپوریؒ غیر مقلدؒ اور مولانا شمس الحق صاحبؒ عظیم آبادی غیر مقلد فرماتے ہیں کہ ابوداؤدؒ نے کہا ہے۔

ھذا حدیث مختصر من حدیث طویل و — کہ یہ حدیث مختصر کسی طویل حدیث کا حصہ ہے
لیس ھو بصحیح علی ھذا اللفظ۔ — اور اس لفظ سے صحیح نہیں ہے۔

تحفۃ الاحوذی ص۲۲۱ ج۱ و عون المعبود ص۲۷۳ ج۱

جواب ۲: یہ عبارت ابوداؤد کے کسی متداول نسخہ میں نہیں ہے بظاہر یہ امام ابوداؤدؒ پر افتراء ہے اگرچہ حافظ ابن حجرؒ تلخیص الحبیر ص۲۲۲ ج۱ میں اور علامہ شوکانیؒ غیر مقلد نیل الاوطار ص۱۸۷ ج۲ میں (واللفظ) یہ لکھتے ہیں وتصحیح الی داؤد بانہ لیس بصحیح الخ مگر ایک تو یہ عبارت ہی مذکورہ عبارت کے علاوہ ہے دوسرے یہ وہ الفاظ ہیں جو صاحب مشکوۃ نے ابوداؤد کی طرف غلطی سے منسوب کیے ہیں اور دلیل سے ثابت ہو چکا ہے کہ یہ صاحب مشکوۃ کی غلطی ہے۔ یہی وجہ ہے علامہ امیر یمانیؒ غیر مقلد نے سبل السلام میں اور حافظ عبداللہ صاحب روپڑی نے رفع یدین اور آمین میں اس غلطی کا احساس کرتے ہوئے امام ابوداؤدؒ کی طرف ان میں سے کسی عبارت کا انتساب نہیں کیا البتہ غیر مقلدین حضرات نے خود ایک نسخہ ابوداؤد کا چھپوایا ہے اور اس میں یہ عبارت درج کی ہے چنانچہ محی الدین عبدالحمید غیر مقلد محشی و مشیع اس نسخہ کے بین القوسین اس عبارت کو یوں درج کرتے ہیں (ھذا حدیث مختصر من حدیث طویل ولیس ھو بصحیح علی ھذا اللفظ)

ابوداؤد ص۲۷۸ ج۱ مطبوعہ مصر۔

محشی غیر مقلد نے یہ عبارت بین القوسین درج کر کے کسی اور نسخہ کا حوالہ نہیں دیا بلکہ اپنی بدیانتی ہی کو ظاہر کر دیا ہے اور پھر حاشیہ میں غیر مقلدانہ اور غیر منصفانہ انداز سے اس حدیث پر یوں جرح فرمائی کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھول گئے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

فتح الملہم ص۱۲ ج۲ میں لکھتے ہیں کہ یہ عبارت جو ابوداؤد کی طرف منسوب کی گئی ہے مناسب نہیں کیونکہ مناسب عبارت اس طرح ہوتی ھذا حدیث مختصر من الحدیث الطویل

مطلب یہ ہے کہ مقام تو تعریف کا ہے (یعنی معرفہ کا نہ نکرہ کا) بتانا یہ مقصود ہے کہ یہ حدیث مختصر متعین حدیث سے ماخوذ ہے جو کہ طویل ہے نہ کہ کسی غیر متعین حدیث سے علاوہ ازیں اگر یہ عبارت ہوتی تو یہ اہم عبارت سب نسخوں میں ہوتی (محصلہ) ہم غیر مقلدین حضرات سے گذارش کرتے ہیں کہ ؎

ترسیم کہ نہ رسی بکعبہ اے اعرابی　　　کیں راہ کہ تو میروی بترکستان است

جواب ۲ :۔ یہ حدیث کسی لمبی حدیث کا حصہ نہیں بلکہ یہ حدیث اتنی سی ہے جو نمبر ۱ گیارہ کتابوں سے پیش ہو چکی ہے اور کسی معتبر محدث نے اس حدیث کو کسی لمبی حدیث کا حصہ قرار نہیں دیا۔

جواب ۳ :۔ اگر بالفرض امام ابوداؤدؒ سے یہ جرح ثابت بھی ہوتی تب بھی غیر مفسر ہو کر ناقابل اعتبار تھی اور اس حدیث کی صحت میں کسی قسم کا شک پیدا نہیں ہوتا خود غیر مقلدین حضرات کے بزرگوں نے اس حدیث کو صحیح ثابت قوی بے عیب قرار دیا ہے۔ ع

جادو وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے

اس حدیث پر اعتراض ۸ :۔ مولوی نور حسین صاحب گھرجاکھی غیر مقلد اپنے رسالہ قرۃ العینین ص۸۸ میں لکھتے ہیں کہ فلم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ کا مطلب شیخ محی الدین ابن عربی شافعیؒ صاحب فتوحات مکیہ کے ہاں یہ ہے کہ تکبیر افتتاح کے وقت رفع الیدین ایک بار کیا بار بار نہیں کیا جیسے تکبیرات عیدین میں کیا جاتا ہے۔

جواب ۱ :۔ حضرت ابن عربیؒ نے اگر یہ تاویل کی ہے تو صحیح نہیں ہے کیونکہ حدیث میں صاف ہے

فصلّی فلم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ۔	کہ انہوں نے ساری نماز پڑھی پس رفع الیدین نہ کیا مگر ابتداء میں ایک دفعہ۔

اس حدیث میں اس باطل تاویل کی کوئی گنجائش ہی نہیں اور حضرت شیخؒ کی یہ

تاویل۔ تاویل القول بما لایرضی بہ قائلہ' کے طریق سے ہے۔

جواب ۲ :۔ شیخ ابن عربیؒ کی باتیں ہی عجیب ہیں یہ تاویل کوئی زیادہ حیران کن نہیں اس سے زیادہ حیران کن باتیں ان کی سنیئے علامہ سید محمد انور شاہ صاحبؒ فیض الباری ص ۱۶۵ ج ۱ میں لکھتے ہیں۔

اقول وقد تفرد الشیخ الاکبر ببعض المسائل الخ فانہ قد اعتبر ایمان فرعون (الی) ونسب بحر العلوم الی الشیخ الاکبر قدم بعض الاشیاء وظنی ان تلک النسبۃ صحیحۃ الخ	مَیں کہتا ہوں کہ شیخ اکبرؒ بعض اور مسائل میں بھی متفرد ہیں انہوں نے فرعون کے ایمان کا اعتبار کیا ہے (الی) اور مولانا بحرالعلومؒ نے بعض اشیاء کے قدیم ہونے کی شیخ اکبرؒ کی طرف نسبت کی ہے اور میرے گمان کے مطابق ان کی طرف یہ نسبت صحیح ہے۔

اور مولانا محمد یوسف کوکن عمری ایم اے مدارس یونیورسٹی اپنی مایہ ناز کتاب ابن تیمیہ ص ۴۰۶ میں لکھتے ہیں کہ امام ابن تیمیہؒ ابن عربی کو امت کا شیطان لکھتے تھے بوجہ مسئلہ وحدۃ الوجود کے آھ بلفظہٖ اور حافظ ابن حجرؒ نے لسان المیزان ص ۳۱۱ ج ۵ میں ان کے عجیب حالات ذکر کئے ہیں ان کا اپنا بھی ایک عجیب قول نقل کیا ہے ملاحظہ ہو۔ تَزَوَّجْتُ جِنِّیَۃً فَرُزِقْتُ منہا ثلثۃ اولاد آھ مَیں نے جنّیہ سے شادی کی اور مجھے تین ۳ بچے عطا کئے گئے۔

قارئین کرام یہاں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ اکبر کا ازدواجی تعلق جنات سے تھا اور ان سے ان کی اولاد بھی تھی حالانکہ عموماً انسان کی اولاد جنّنی بھوتنی سے نہیں ہو سکتی بہر حال حضرت شیخ اکبرؒ کی ایسی باتوں کو بطور تعجب تو ذکر کیا جا سکتا ہے مگر ان سے استدلال نہیں کیا جا سکتا واللہ اعلم بالصواب۔

اس حدیث پر اعتراض ۹ :۔ مولوی محمد صاحب غیر مقلد جونا گڑھی دہلوی دلائل محمدی ص ۲۰ حصہ دوم میں عون المعبود کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ اس کے راوی عبدالرحمن

بن اسود والے علقمہ سے روایت کرتے ہیں حالانکہ عبدالرحمن کا علقمہ سے سُننا ثابت نہیں آھ بلفظہٖ۔

جواب: یہ اعتراض ان کا کتب اسماء الرجال سے بے علمی پر مبنی ہے ورنہ ایسا فضول اعتراض نہ وہ کرتے اور نہ ہمیں جواب کی تکلیف ہوتی سہ

آپ آتے بھی نہیں مجھ کو بلاتے بھی نہیں   باعث ترکِ ملاقات بتاتے بھی نہیں

علامہ خطیب بغدادیؒ المتفق والمفترق میں لکھتے ہیں۔ سمع من ابیہ وعلقمۃ بحوالۂ نصب الرایہ ص ۲۹۵ ج ۱ اور علامہ خطیبؒ ہی اپنی دوسری تصنیف حمال میں لکھتے ہیں سمع عائشۃ وا باہ وعلقمۃ بن قیس بحوالۂ عینی شرح الہدایہ ص ۶۹۴ ج ۱ اور حافظ ابن حجرؒ تہذیب التہذیب ص ۱۴۰ ج ۶ میں لکھتے ہیں روی عن ابیہ وعمہ ابیہ علقمۃ بن قیس وعائشہ وانس وابن الزبیر وغیرھم الخ اور مسند احمد ص ۴۱۸ ج ۱ میں عبدالرحمنؒ کی علقمہؒ سے تحدیث ثابت ہے چنانچہ سند اس طرح ہے عن عبدالرحمن بن الاسود ثنا علقمۃ عن عبداللہ الخ اور نسائی ص ۱۵۷ ج ۲ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند کتاب المزارعۃ میں بھی سماع ثابت ہے۔ بہرحال یہ اعتراض بھی فضول ہے۔

اس حدیث پر اعتراض ۱۱: رفع الیدین کی روایات مثبت ہیں اور ترک رفع یدین کی روایات نافی ہیں اور محدثین کرامؒ کے ہاں عند التعارض ترجیح مثبت کو ہوتی ہے

جواب ۱: رفع الیدین بین السجدتین کی روایات مثبت ہیں اور ترک رفع الیدین بین السجدتین کی نافی ہیں مگر آپ اس مقام میں رفع الیدین کے قائل ہی نہیں فما ھو جوابکم فھو جوابنا

جواب ۲: مولانا عبدالتواب ملتانی غیر مقلد حاشیہ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۴۲ ج ۱ میں رفع الیدین بین السجدتین کی روایات کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

تعارضت فیہ روایات الفعل   سجدتین میں رفع الیدین کرنے اور نہ کرنے کی

والترک والاصل العدم۔ روایات باہم متعارض ہوگئی ہیں اور اصل
آھ بلفظہٖ بات یہ ہے کہ رفع الیدین نہ ہو۔

قارئین کرام غیر مقلدین حضرات کا کسی ضابطہ پر ہی عمل نہیں ہے اگر وہ اس ضابطے پر عمل کریں تو پھر سارا نزاع ہی ختم ہے کیونکہ عندالرکوع وبعدالرکوع وغیرہ میں رفع الیدین کرنے اور نہ کرنے کی روایات کا تعارض ہے اور اصل بات یہ ہے کہ رفع الیدین نہ ہو تو سارا نزاع ہی ختم ہے۔ نہ بجے بانس اور نہ بجے بانسری۔ اب صرف رفع الیدین عندالافتتاح ہی رہ جائے گا اور یہاں روایات کا کوئی تعارض نہیں بلکہ یہ متفق علیہ بات ہے اور پچاس حضرات صحابہ کرام اس رفع یدین کے راوی ہیں۔ اللہ تعالیٰ غیر مقلدین حضرات کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ باقی رہے ہم لوگ تو بفضلہٖ تعالیٰ ؎

جو بات حق ہے وہ ہم سے چھپی نہیں رہتی خدا نے ہم کو دیا ہے دل خبیر و بصیر

جواب ۳:۔ رفع الیدین عندالرکوع وغیرہ میں اضطراب اور ابہام ہے اور رفع یدین عندالافتتاح میں کوئی ابہام و اضطراب وغیرہ نہیں اور محدثین کرامؒ کے ہاں مفسَّر کو مبہم پر ترجیح ہوتی ہے چنانچہ حضرت امام بخاریؒ فرماتے ہیں

والمفسّر یقضی علی المبہم کہ مفسَّر کو مبہم پر ترجیح دی جاتی گی۔

صحیح بخاری ص ۲۰۱/ج ۱۔

اس حدیث پر اعتراض ۱:۔ رفع الیدین کی روایات صحیحین میں ہونے کے وجہ سے راجح ہیں اور ترک رفع الیدین کی روایات صحیحین میں نہ ہونے کے باعث مرجوح ہیں۔

جواب ۱:۔ غیر مقلدین حضرات کی بے چینی کی عجیب مثال ہے کسی نے اسی موقعہ پر کیا ہی خوب کہا ہے ؎

کباب سیخ ہیں ہم کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں جو جل اٹھتا ہے وہ پہلو تو یہ پہلو بدلتے ہیں

غیر مقلدین حضرات کے ہاں صحیحین کی تمام حدیثیں صحیح نہیں ہیں بلکہ بعض

ضعیف حدیثیں بھی ان میں موجود ہیں چنانچہ حافظ عبداللہ صاحب روپڑی غیر مقلد رفع یدین اور آمین ص۱۳۳ میں لکھتے ہیں کہ جیسے بخاری مسلم کی بعض احادیث پر محدثین نے تنقید کی ہے پھر آگے چل کر لکھتے ہیں غرض ایسے اتفاقات بہت ہو جاتے ہیں جہاں کہیں (ص۱۳۴) ضعف کی کہیں صحت کی تصریح کرنی پڑتی ہے بخاری مسلم میں بھی کئی موقعہ پر ایسا ہو جاتا ہے چنانچہ مسلم میں حدیث واذا قرأ فانصتوا کی بابت صحت وضعف کی بحث ہے اور کبھی تعلیقات کے متعلق ایسی بحث ہوتی ہے غرض جن کتابوں میں صحت کی شرط ہے ان میں کسی موقعہ پر صحت وضعف کے ذکر سے یہ نتیجہ نکالنا کہ ان میں صحت کی شرط نہیں یہ زبردست مغالطہ ہے آہ بلفظہ۔

قارئین کرام روپڑی صاحب غیر مقلد کی عبارت سے کئی باتیں واضح ہوئیں۔

(۱) بخاری اور مسلم کی کئی حدیثیں ضعیف ہیں بالخصوص وہ حدیثیں جو غیر مقلدین حضرات کے مذہب کے خلاف ہوں جیسے واذا قرأ فانصتوا الحدیث جو مسلم میں ہے (۲) تعلیقات بخاری وغیرہ میں بھی صحت وضعف کی بحث ہے صحیحین وغیرہ کتابیں ہیں جن میں صحت کی شرط ہے اگر بعض حدیثوں کو ضعیف کہہ دیا جائے تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ ان میں صحت کی شرط نہیں مغالطہ ہے۔

قارئین کرام جب بخیال فریق ثانی صحیحین کی روایات کا یہ حال ہے تو ان میں ترک رفع الیدین کی روایات اگر موجود نہ ہوں تو کیا حرج ہے؟

جواب ۲ :- خود غیر مقلدین حضرات نے بعض دفعہ غیر صحیحین کی روایات کو صحیحین کی روایات پر ترجیح دی ہے چنانچہ نواب صدیق حسن خانؒ غیر مقلد نزل الابرار ص۱۲ بسملہ بالجہر کی روایات کو راجح قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں مع کونہ خارجا مخرج الصحیح الخ باوجودیکہ یہ روایات صحیح بخاری ومسلم وغیرہ میں نہیں ہیں۔

قارئین کرام ترک جہر بسملہ کی روایات صحیحین میں ہیں اور جہر بسملہ کی روایات صحیحین میں نہیں ہیں جن کا نواب صاحبؒ نے خود اقرار کیا ہے اور ترجیح بھی ان

کے ہاں غیر صحیحین کی روایات کو ہے اور علامہ امیر یمانیؒ غیر مقلد سبل السلام ص۱۷۶ ج۱ باب صفۃ الصلوٰۃ کی حدیث خامس عشر کی تشریح میں لکھتے ہیں

وبوّب علیہ النسائی الجھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و ھو اصح حدیث ورد فی ذالک۔	یہ جہر بسملہ کی بہت زیادہ صحیح حدیث ہے جس کو نسائیؒ نے باب باندھ کر روایت کیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جہر بسملہ کی حدیث مصنفین صحاح ستہ میں سے سوا امام نسائیؒ کے اور کسی نے تخریج نہیں کی مگر پھر بھی غیر مقلدین حضرات کے ہاں راجح یہی حدیثیں ہیں مولانا محمد حسین صاحب بٹالویؒ غیر مقلد اشاعۃ السنۃ النبویہ جلد چہارم دمعہ ضمیمہ متضمن مسائل مذہب محدثین اہل سنت طبع اسلامیہ پریس لاہور ص۲۰۱ میں لکھتے ہیں کہ اس پر آپ کا یہ سوال کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم مسلمانوں میں اتفاق کے ساتھ مسلّم چلی آئی ہیں تو بعض علماءؒ حنفیہ وغیرہ نے (بلکہ خود غیر مقلدین حضرات نے بھی۔ حافظ حبیب اللہ) ان احادیث کے خلاف کیوں کیا اور کبھی سب نے ان کے مطابق مذہب اختیار نہ کر لیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ خلاف فہم معانی میں اختلاف پر مبنی ہے یا بعض وجوہات ترجیح پر آپ کتب اصول و فروع اسلام میں نظر نہیں رکھتے آپ فتح القدیر کو حنفی مذہب کی مشہور کتاب ہے یا برھان شرح مواہب کو جو عرب و عجم میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے ایک دو روز مطالعہ کر کے دیکھیں کہ ان میں کس عزت و ادب کے ساتھ صحیحین کی حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اور جس حدیث سے اختلاف کیا ہے اس کو ضعیف سمجھ کر اختلاف کیا ہے یا اس کے معانی میں اختلاف کر کے یا اور وجوہات خارجیہ سے دوسری احادیث کو ترجیح دے کر اختلاف کیا ہے آھ بلفظہٖ

جواب نمبر۳:۔ صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے جو روایت رفع الیدین میں پیش کی جاتی ہے وہ تو دراصل ترک رفع الیدین میں ثابت ہے اور مستخرج صحیح ابوعوانہ اور مسند حمیدی کے حوالہ سے اس کا ثبوت پیش کیا جا چکا ہے اور حافظ روپڑی صاحب

غیر مقلد کے حوالے سے یہ بات گذر چکی ہے کہ مستخرجات جیسے ابوعوانہ وغیرہ صحیحین کی روایات میں کمی بیشی و محذوفات کو ظاہر کرنے کے لیے لکھی گئی ہیں جس سے مطلب حدیث کی وضاحت ہو جاتی ہے اور دوسری روایت حضرت مالک بن حویرثؓ سے جو رفع الیدین میں پیش کی جاتی ہے صحیح بخاریؒ کے حوالے سے تو یہ حدیث نامکمل ہے اس میں رفع الیدین بین السجدتین کا ذکر نہیں کیا گیا حالانکہ مستخرج صحیح ابوعوانہ ص ۹۵ ج ۲ و نسائی ص ۱۶۵ ج ۱ وغیرہ میں رفع الیدین بین السجدتین کا بیان بھی کیا گیا ہے اور حافظ ابن حجرؒ فتح الباری ص ۱۷۷ ج ۲ میں اسے اصح قرار دیتے ہیں اس کی مزید بحث اپنے مقام پر آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ مگر غیر مقلدین حضرات اس زیادہ صحیح روایت پر تو عمل ہی نہیں کرتے کیونکہ رفع الیدین بین السجدتین کے وہ سرے سے قائل ہی نہیں جب صحیحین میں رفع الیدین کی روایات کا یہ قصہ ہے تو باقی روایات رفع الیدین کا کیا حال ہوگا جو انہوں نے صحیحین میں بیان کرنا مناسب ہی نہیں سمجھا غرض ترک رفع الیدین کی روایات مضبوط ہیں اور وہی راجح ہیں۔

جواب ۴ :- ہماری روایات بھی صحیحین کے معیار کی ہیں صحیح ابوعوانہ اور مسند حمیدی کی سندیں وہی صحیحین والی ہیں بلکہ مستخرج صحیح ابوعوانہ میں تو صحیحین کی غلطی نکالی گئی ہے اور تمام غیر مقلدین حضرات کے ہاں صحیح ابوعوانہ کی تمام حدیثیں صحیح ہیں اور حضرت جابر بن سمرہؓ کی حدیث صحیح مسلم میں ذکر کی گئی ہے جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رفع الیدین سے منع کرنا اور ناراض ہونا بھی بیان کیا گیا ہے۔

جواب ۵ :- امیر یمانیؒ غیر مقلد سبل السلام ص ۶ ج ۲ باب الجمعہ میں لکھتے ہیں کہ جب صحیحین کی حدیثوں پر محدثین کی تنقید ہو جائے تو وہ گویا صحیحین کی معیاری اور راجح حدیثیں ہی نہیں اور دوسری روایات پر ان کی ترجیح نہیں ہو سکتی (محصلہ)

اس حدیث پر اعتراض ۱۲ :- غیر مقلدین حضرات فرماتے ہیں کہ یہ ترک رفع الیدین

کی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی غلطی اور نسیان کا نتیجہ ہے اور آپ سے کئی اغلاط اور بھی ثابت ہیں۔ (۱) معوذتین اور فاتحہ کو قرآن تسلیم نہ کرتے تھے حالانکہ ان کے قرآن ہونے پر اجماع ہے (۲) تطبیق کرتے یعنی ہاتھوں کو رکوع میں گھٹنوں کے درمیان رکھتے تھے حالانکہ یہ منسوخ ہے (۳) اور سورۃ واللیل اذا یغشٰی میں وماخلق الذکر والانثی کے بجائے والذکر والانثی پڑھتے تھے (۴) دو مقتدی ہوں تو ان کا مذہب تھا کہ ان کے درمیان میں کھڑے ہو جاتے حالانکہ یہ جمہور کے خلاف ہے (۵) فرماتے تھے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ نے کوئی نماز بے وقت پڑھی ہو مگر دو نمازیں (۱) مزدلفہ میں حج کے موقع پر مغرب اور عشاء جمع کی (۲) اور صبح کی نماز فجر کے وقت معتاد سے پہلے پڑھی حالانکہ عرفات میں بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمع بین الصلوتین کیا ہے مگر حضرت ابن مسعودؓ کو اس کا علم نہیں۔

حافظ عبداللہ صاحب روپڑی غیر مقلد رفع یدین اور آمین ص ۱۵۰ میں لکھتے ہیں غرض جب اس قسم کی غلطیاں عبداللہ بن مسعودؓ سے ثابت ہیں تو رفع یدین کے مسئلہ میں غلطی کوئی انوکھی چیز نہیں۔ اور مولوی محمد صاحب غیر مقلد دہلوی دلائل محمدی ص ۲۸ حصہ دوم میں لکھتے ہیں جناب یاد رہے کہ یہ روایت گو حضرت عبداللہؓ سے ثابت تو نہیں لیکن آپ حضرات جب ثابت شدہ منوا بیٹھے ہو تو سنو حضرت عبداللہؓ نے یہاں بھول اور نسیان سے کام لیا ہے جس طرح اور بھی بعض مسائل میں آپ سے سہو و نسیان ثابت ہے۔ اور ابو حامد محمد عثمان ساکن بنگلور غیر مقلد کا ایک مضمون اخبار محمدی دہلی بابت ماہ یکم جون ۱۹۳۱ء ص ۱۲ میں چھپا ہے جس میں انہوں نے دارالعلوم دیوبند کے ایک فتویٰ پر تنقید کرتے ہوئے یوں لب کشائی کی ہے کہ مفتی کو معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع کرنے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت اور تیسری رکعت کے اٹھنے کے وقت

رفع یدین کرنا بھول گئے ہیں جس طرح اور کئی قرآن وحدیث کی باتوں کو بھول گئے ہیں۔

اجمالی جواب ملاحظہ ہو بھول اور نسیان سے تو خدا تعالیٰ کی ذات ہی محفوظ ہے باقی انسان سے تو بھول اور نسیان صادر ہو سکتا ہے لیکن دلیل سے جو بات نسیان اور بھول کا نتیجہ ثابت ہوگی وہی ناقابل عمل ہوگی نہ کہ ہر بات ردی ہو جائے گی جیسا کہ غیر مقلدین حضرات کا اصول ہے اور نسیان حضرت آدم علیہ السلام سے بھی ثابت ہے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ انسی کما تنسون الحدیث کہ میں بھی بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو دیکھیے غیر مقلدین حضرات کی آزادی و بداعتمادی کے اصولوں کے زد کہاں تک جا پہنچی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حافظ عبداللہ صاحب روپڑی غیر مقلد نے رفع یدین اور آمین کے ص۶۹ میں پہلے تو یہ لکھا تھا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ وکیع سے غلطی نہیں ہوئی بلکہ اس سے اوپر کے درجہ میں غلطی ہے اور وہ سفیان ہے آھ پھر روپڑی صاحب نے ص۷۱ میں لکھا رہا کسی لفظ کا وہم۔ تو وہ ثقہ راوی سے بھی ہو جاتا ہے چنانچہ سفیان کا وہم بدلیل ثابت ہو چکا ہے آھ بلفظہٖ اب پتہ نہیں کہ سفیان ثوریؒ کا وہم کیوں ختم ہو گیا ہے اور روپڑی صاحب کو کیوں یہ وہم ہو گیا ہے کہ یہ غلطی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کی ہے روپڑی صاحب اور اس طرح غیر مقلدین حضرات ایک بات پر قائم نہیں رہتے کبھی کوئی بات کرتے ہیں اور کبھی کوئی سے

ایک جا رہتے نہیں عاشق بدنام کہیں   دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں

اس آزادی و بداعتمادی کے باعث غیر مقلدین حضرات ترقی کرتے کرتے بالآخر پورے غیر مقلد یعنی منکرین حدیث بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی آزادی اور بداعتمادی سے بچائے آمین۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس آزادی اور بداعتمادی کے کرشمے اپنی تصنیف انکار تقلید کے نتائج میں ذکر کریں گے۔

جواب ۱۲: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اگر ترک رفع الیدین کی روایت کرنے میں

اکیلے ہوتے تو پھر تو غیر مقلدین حضرات کے اعتراض کی کچھ گنجائش تھی مگر قارئین کرام آپ دلائل سے معلوم کر چکے ہیں اور آئندہ دلائل میں ملاحظہ کریں گے کہ جمہور صحابہؓ ترک رفع الیدین کے راوی و عامل ہیں

۲۔ جواب تفصیلی ملاحظہ ہو

معوذتین و فاتحہ کو قرآن تسلیم نہ کرنے کا جواب

حضرت عبداللہؓ پر یہ بہتان ہے اور محض جھوٹ ہے علامہ ابن حزم ظاہریؒ غیر مقلد محلی ص ۱۳ ج ۱ میں لکھتے ہیں۔

وكل ما روى عن ابن مسعود من ان المعوذتين وام القرآن لم تكن فى مصحفه فكذب موضوع لا يصح وانما صحت عنه قرأة عاصم عن زر بن حبيش عن ابن مسعود وفيها ام القرآن والمعوذتان اھ

کہ حضرت ابن مسعودؓ کے مصحف میں معوذتین و فاتحہ کے نہ ہونے کی ہر روایت جھوٹی اور بناوٹی ہے حالانکہ قرأۃ عاصمؒ عن زر بن حبیشؒ عن ابن مسعود صحیح ثابت ہو چکی ہے اور اس میں فاتحہ اور معوذتین موجود ہیں امام نوویؒ شرح مہذب میں لکھتے ہیں وما نقل عن ابن مسعودؓ فهو باطل ليس بصحيح۔

ابن مسعودؓ سے (ان کا قرآن میں سے نہ ہونا) جو نقل کیا گیا ہے تو وہ محض باطل ہے صحیح نہیں ہے اور شرح مسلم ص ۲۷۲ ج ۱ میں لکھتے ہیں۔

وفيه دليل واضح على كونهما من القرآن ورد على من نسب الى ابن مسعود خلاف ذالك۔

اس میں واضح دلیل ہے معوذتین کے قرآن میں سے ہونے پر اور رد ہے اس شخص پر جس نے ابن مسعودؓ کی طرف اس کے خلاف منسوب کیا ہے

اور شرح مسلم ص ۲۷۳ ج ۱ میں لکھتے ہیں۔

واما ابن مسعود فرويت عنه روايات كثيرة منها ما ليس بثابت عند اهل النقل اھ

کہ ابن مسعودؓ سے جو روایتیں کی گئی ہے ان میں سے بہت سی ایسی روایتیں بھی ہیں جو محدثین کرام کے ہاں غیر ثابت ہیں۔

علامہ فخر الدین رازیؒ[۳] (المتوفی ۶۰۶ھ) تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں:

و غلب علی الظن ان هذا النقل عن ابن مسعودؓ کذب باطل

اغلب ظن یہی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ سے یہ نقل جھوٹی اور باطل ہے۔

(بحوالہ تفسیر اتقان ص۸۱ و فتح الملہم ص۳۹ ج۲)۔

علامہ تاج الدین سبکیؒ[۴] (المتوفی ۷۷۱ھ) طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ص۲۰۲ ج۲ طبع مصر میں لکھتے ہیں:-

الا تری ان ابن مسعودؓ قد انکر المعوذتین وانما انکر رسمهما لانه محال ان یظن بابن مسعود ان ینکر اصلهما۔

اے مخاطب! تو دیکھ نہیں رہا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے معوذتین کا انکار کیا ہے اس کے سوا کچھ نہیں کہ ان کی کتابت کا انکار کیا ہے یہ تو محال ہے کہ ابن مسعودؓ جیسی شخصیت کے متعلق ان کی اصلیت کے انکار کا وہم کیا جائے (جیسے غیر مقلدین حضرات کا خیال ہے)

اور علامہ سبکیؒ اسی صفحہ میں لکھتے ہیں

وقد عقد القاضی ابوبکر فی کتابه الانتصار للقرآن وهو الکتاب العظیم الذی لا ینبغی لعالم ان یخلو عن تحصیله باباً بیّن فیه خطاء الناقل لهذه المقالة عن عبد الله بن مسعود وان الدلیل القاطع قائم علی کذبه علی عبد الله وبراءة عبد الله منها اھ بلفظہ

قاضی ابوبکر ابن العربی المالکیؒ (المتوفی ۵۴۳ھ) نے اپنی کتاب الانتصار للقرآن (جو عظیم الشان کتاب ہے کسی عالم کے لیے مناسب نہیں کہ اس کی تحصیل سے خالی رہے) میں باب باندھا ہے اس میں انہوں نے معوذتین کے انکار کے ابن مسعودؓ کی طرف منسوب قول کی خطا بیان کی ہے اور اس قول کے جھوٹے ہونے پر دلیل قطعی قائم ہے اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اس جھوٹے قول سے بری ہیں۔

اور دوسرے محدثین حضرات نے اپنی تصانیف میں

مذکورہ بالا عبارات کو نقل کرنے کے بعد تائید کی ہے علامہ بحر العلومؒ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت میں ایک عبارت اس جھوٹے قول کی رد میں لکھتے ہوئے آخر میں فرماتے ہیں۔

ان نسبة الانکار الی ابن مسعودؓ باطل۔ — کہ ابن مسعودؓ کی طرف معوذتین کے انکار کی نسبت باطل ہے۔

نواب صدیق حسن خانؒ غیر مقلد نزل الابرار ص۱۴۴ میں لکھتے ہیں۔

قال النووی وفی ھذا الحدیث	یعنی علامہ نوویؒ نے مفتاح میں کہا ہے کہ جو
دلیل واضح علی کونھما من القرآن	بات انکار معوذتین کی حضرت ابن مسعودؓ کی
ورد علی من نسب الی ابن مسعود	طرف منسوب کی جاتی ہے وہ صحیح نہیں بلکہ
خلاف ذالك قال فی المفتاح وما	حضرت عبداللہؓ سے تواتر کے ساتھ روایات
نسب الی ابن مسعودؓ لا یصح بل	ہمارے نزدیک ثابت ہیں جن میں حضرت
تواتر عنه عندنا انھما من	عبداللہ نے خود فرمایا ہے کہ معوذتین قرآن میں
القرآن ولا یتم ختم القرآن	سے ہیں اور ان کے بغیر قرآن مجید کا ختم بھی مکمل
الا بھما وصحت الاحادیث بذالك	نہیں ہوتا (علامہ نوویؒ فرماتے ہیں) کہ یہ حدیث
من طرق والعقد اجماع المسلمین	کئی سندوں سے صحیح ثابت ہو چکی ہیں اور معوذتین
علی ذالك انتھی۔	کے قرآن ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے۔

قارئین کرام ان مذکورہ عبارات سے کئی باتیں واضح ہوئیں (۱) حضرت ابن مسعودؓ سے معوذتین وفاتحہ کے قرآن نہ ہونے کی روایتیں جھوٹی اور موضوع ہیں (۲) حضرت ابن مسعودؓ سے معوذتین اور فاتحہ کے قرآن ہونے کی روایات متواترہ ہیں اور قراۃ عاصمؒ جن کی قراۃ سبعہ متواترہ میں سے ہے اس میں حضرت ابن مسعودؓ سے معوذتین اور فاتحہ موجود ہیں۔ (۳) تمام مسلمانوں کا معوذتین کے قرآن میں سے ہونے پر اجماع ہے جن میں حضرت عبداللہ بھی شامل ہیں۔

حضرت ابن مسعودؓ سے معوذتین کے قرآن میں سے ہونیکی ایک واضح اور صحیح حدیث ملاحظہ ہو

نواب صدیق حسن خانؒ غیر مقلد نزل الابرار ص۴۴ الطبع قسطنطنیہ میں لکھتے ہیں۔

وقد اخرج الطبرانی فی الاوسط باسناد رجال ثقات من حدیث ابن مسعودؓ مرفوعا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لقد انزل علی آیات لم ینزل علی مثلھن المعوذتین الخ

کہ امام طبرانیؒ نے اپنی کتاب الاوسط میں ایک حدیث کا اخراج کیا ہے جس کے تمام راوی ثقہ ہیں حضرت عبداللہؓ بن مسعود فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر قرآن بیشک چند ایسی آیات نازل ہوئیں جو ان جیسی شان والی (تعوذ کے باب میں) اور نازل نہیں ہوئیں اور وہ آیات معوذتین ہیں۔

اور علامہ سیوطیؒ در منثور جزء ششم میں اس حدیث کے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں باسناد حسن غیر مقلدین حضرات اس حدیث کو بار بار غور سے پڑھیں اور جلیل القدر صحابیؓ پر بہتان طرازی سے پرہیز کریں۔

معوذتین سے انکار کا جواب ۲

حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ سے معوذتین کے قرآن میں سے نہ ہونے کا کوئی ثبوت نہیں

جو روایات ان کی طرف منسوب ہیں وہ موضوع ہیں جیسے کہ آپ محدثین کرامؒ کی عبارات میں ابھی پڑھ چکے ہیں ہاں بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ معوذتین کو قرآن میں سے سمجھتے ہوئے قرآن میں لکھنے کے قائل نہ تھے کیونکہ انہیں قرآن میں لکھنے کا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثبوت نہ تھا مگر بعد کو آپ نے رجوع کر لیا اور قرأۃ عاصمؒ عن زر بن جیش عن ابن مسعودؓ میں معوذتین لکھی ہوئی ہیں اس کی مثال ایسی ہے جیسے حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے درمیان جمع قرآن پر مباحثہ ہوا پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے شرح صدر سے حضرت عمرؓ کی موافقت

کی کیا اب کوئی غیر مقلد یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رض (معاذ اللہ تعالیٰ) قرآن کے قائل نہ تھے جیسے کہ حضرت ابن مسعودؓ کے متعلق کہتے ہیں کہ معوذتین کے قرآن ہونے کے قائل نہ تھے (معاذ اللہ تعالیٰ)

(ایک ضروری تنبیہ) حافظ ابن کثیرؒ تفسیر ابن کثیر ص۵۷۱ ج۴ میں حضرت ابن مسعودؓ سے انکار معوذتین من القرآن کی روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں شاید کہ ابن مسعودؓ نے رجوع کر لیا ہے اور روپڑی صاحب غیر مقلد رفع یدین اور آمین کے ص۱۵۸ میں لکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں عبداللہ بن مسعود سے جب سند صحیح سے ثابت ہو چکا ہے کہ یہ کتاب اللہ سے نہیں تو پھر باطل کہنے کی کوئی وجہ نہیں آھ

جواب ۱: محدثین کرامؒ نے ان حدیثوں کو موضوع اور کذب قرار دیا ہے تو یہ صحیح کیسی ہیں۔ نیز ۲ انکی سند پر بھی جرح ہے ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر میں ایک سند اس کی یوں ہے۔

عن الاعمش عن ابی اسحٰق عن علقمۃ قال کان عبد اللہ یحک المعوذتین من مصاحفہ ویقول انہما لیستا من کتاب اللہ ولم یکن عبد اللہ یقرأ بہما۔

حضرت عبداللہؓ معوذتین کو مصاحف سے کھرچتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ کتاب اللہ میں سے نہیں ہیں اور آپ معوذتین کو پڑھتے بھی نہ تھے۔

اس کی سند میں ابو اسحٰقؒ واقع ہیں اور امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ابو اسحاقؒ کی علقمہؒ سے روایت منقطع ہے کیونکہ ابو اسحٰق نے علقمہؒ سے کچھ نہیں سنا سنن الکبریٰ بیہقی ص۲۰۶ ج۸ و کتاب القرأۃ ص۱۴۹ اور امام احمد بن عبداللہ العجلیؒ بھی فرماتے ہیں کہ ابو اسحٰقؒ نے علقمہؒ سے کچھ نہیں سنا الجوہر النقی ص۱۰۴ ج۱ لہذا یہ روایت منقطع ہے نیز ابو اسحاقؒ مدلس تھے اور مبارکپوری صاحبؒ غیر مقلد تحفۃ الاحوذی ص۱۰۴ میں لکھتے ہیں۔

وعنعنۃ المدلس غیر مقبولۃ وقد تقرر انہ لا یلزم من کون رجال السند ثقات صحۃ السند الخ

کہ مدلس راوی کا عن فلان عن فلان سے روایت بیان کرنا قابلِ قبول نہیں اور محدثین کرامؒ کے ہاں یہ بات مقرر ہے کہ کسی سند کے رجال ثقات ہونے سے اس حدیث کی صحت لازم نہیں ہو جاتی۔

اور مبارکپوریؒ غیر مقلد تحفۃ الاحوذی ص۲۷۷ ج ۱ میں الزامی جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قال النیموی فی آثار السنن اسنادہٗ صحیح قلت فی اسنادہٖ ابواسحٰق السبیعی وھو مدلس وروٰہ عن علقمۃ والاسود بالعنعنۃ فکیف یکون اسنادہٗ صحیح

علامہ نیمویؒ نے ایک حدیث کے بارے کہا کہ اسناد اس کی صحیح ہے میں (مبارکپوری) کہتا ہوں کہ اس کی سند میں ابواسحاق سبیعی ہے اور اس نے اسودؒ اور علقمہؒ سے عن کے ساتھ روایت کی ہے۔ پس کیسے اسکی سند صحیح ہے

آھ بلفظہٖ۔

اس حدیث میں بھی جو معوذتین کے قرآن میں سے نہ ہونے کا ذکر ہے یہی ابواسحٰقؒ ہیں جو علقمہؒ سے عن کے ساتھ روایت کرتے ہیں) اور وہ مدلس ہے پس کیسے اس کی اسناد صحیح ہے؟ نیز مولانا عبدالرحمٰن صاحبؒ تحفۃ الاحوذی ص ۱۵۸/۲ میں ابواسحٰقؒ کے بارے لکھتے ہیں۔

وکان قد اختلط فی آخر عمرہٖ ومع ھذا کان مدلسًا الخ

آخری عمر میں اس پر حدیثیں خلط ملط ہو گئیں تھیں اور اس کے باوجود وہ مدلس بھی تھے۔

نیز یہ روایت صحیح روایات کے بھی خلاف ہے جن میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن مسعود ان کو قرآن سمجھتے تھے (جیسے نزل الابرار ص۱۴۴ کے حوالے سے روایت گذری ہے) اور پڑھتے بھی تھے (جیسے قرأۃ عاصمؒ میں ثابت ہے) معوذتین

کے قرآن میں سے نہ ہونے کی دوسری حدیث کی سند کا حال ملاحظہ ہو۔

قال الحافظ ابو یعلی حدثنا الازرق بن علی حدثنا حسان بن ابراہیم حدثنا الصلت بن بہرام عن ابراہیم عن علقمۃ قال کان عبداللہ الخ

(تفسیر ابن کثیر ص۵۷ ج۴ و فتح الباری ص۶۰۴ ج۸) اولاً تو اس کی سند میں ازرق بن علی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ تقریب ص۳۱ میں فرماتے ہیں صدوق یغرب کہ سچا ہے مگر اپنی روایت میں متفرد ہوتا ہے اور حافظ ابن حجرؒ تہذیب التہذیب ص۲۰۰ ج۱ میں لکھتے ہیں۔ ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال یغرب کہ ابن حبانؒ نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ غریب حدیث لاتے ہیں ثانیاً اس سند میں حسان بن ابراہیم واقع ہے جو کہ ضعیف اور خطار کار ہے حافظ ابن حجرؒ تقریب ص۱۰۱ طبع نولکشور میں لکھتے ہیں

الکرمانی صدوق یخطئ کہ اگرچہ سچا ہے مگر خطا کرتا ہے۔

یعنی حدیث صحیح بیان نہیں کرتا غلط طور پر بیان کرتا ہے علامہ ذہبیؒ میزان الاعتدال ص۱۱۲ ج۱ میں اور ابن حجرؒ تہذیب التہذیب ص۲۴۵ ج۲ میں لکھتے ہیں۔

وقال النسائی لیس بالقوی وقال ابن عدی حدث بافرادات کثیرۃ وھو من اھل الصدق الا انہ یغلط

کہ امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ وہ قوی نہیں ہے اور امام ابن عدیؒ فرماتے ہیں کہ وہ اپنی روایات میں اکیلا ہوتا ہے (یعنی اس کی تائید کسی روایت سے نہیں ہوتی) اگرچہ سچا ہے مگر غلط کار ہے۔

حافظ ابن حجرؒ تہذیب ص۲۴۶ ج۲ میں لکھتے ہیں

قلت وقد جاء ان احمد انکر علیہ بعض حدیثہ وقال العقیلی فی حدیثہ وھم و قال ابن مدینی کان ثقۃ واشد

میں (ابن حجرؒ) کہتا ہوں کہ امام احمد بن حنبلؒ نے اس کی بعض حدیثوں کا انکار کیا ہے (یعنی غلط ہیں) اور امام عقیلیؒ نے کہا ہے کہ اس کی حدیث میں وہم و خرابی ہے اور امام بخاری رحمہ

الناس فی القدر وقال ابن حبان فی الثقات ربما اخطاء الخ	استاد علی بن مدینیؒ نے کہا ہے کہ اگرچہ ثقہ تھا مگر تقدیر کا سخت منکر تھا اور ابن حبانؒ نے ثقات میں کہا ہے کہ اس نے اکثر غلطیاں کی ہیں۔

وثالث مولانا مبارکپوریؒ غیر مقلد ابکار المنن ص ۱۶۹ میں لکھتے ہیں کہ ابراہیمؒ کی علقمہ سے ملاقات ثابت نہیں۔ لیکن مبارکپوری کی یہ بات درست نہیں۔ حافظ ابن حجرؒ پر تعجب آتا ہے کہ وہ ایسی غلط روایات کو صحیح کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون روپڑی صاحب پر بھی تعجب آتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اہل حدیث اور غیر مقلد کہتے ہیں اور تقلید کو شرک اور مقلد کو مشرک قرار دیتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی قدرت دیکھیے کہ خود اس شرک میں ملوث ہو گئے اور حافظ ابن حجرؒ کی تقلید کرتے ہوئے ان غلط و موضوع روایات کو صحیح قرار دیدیا اور اس طرح فقیہ ابوبکرؒ کی تقلید کرتے ہوئے حضرت ابن مسعودؓ کی صحیح حدیث ترک رفع الیدین کو حضرت ابن مسعودؓ کی غلطی قرار دے دیا ۔

لطف پر لطف ہے کہ املا میں میرے یار کی | جائے حطی سے گدح لکھتا ہے جائے حوز ہجاز

(لطیفہ) روپڑی صاحب غیر مقلد اپنے رسالہ رفع یدین کے ص ۱۴۷ میں لکھتے ہیں یہ کوئی انوکھی شئی نہیں علماء دیوبند فن حدیث ——— میں کمزور ہیں اس لیے بہت مقامات میں ان سے مسامحت ہو جاتی ہے خدا معاف کرے آہ بلفظہٖ روپڑی صاحب اللہ تعالیٰ آپ کو اس بری مرض سے شفاء نصیب کرے جو کہ صحیح حدیث کو ضعیف اور ضعیف حدیث کو صحیح کہنے پر مجبور کر دیتی ہے ۔

بفضلہٖ تعالیٰ اس دور میں علماء دیوبند سے بڑھ کر حدیث کو پرکھنے والا اور کوئی نہیں مگر افسوس کہ ۔

اہل گلشن کے لیے بھی باب گلشن بند ہے | اس قدر کم ظرف کوئی باغبان دیکھا نہیں

غرض حضرت ابن مسعودؓ معوذتین کے قرآن ہونے پر متفق ہیں چنانچہ آخر میں ایک اور حدیث بھی ملاحظہ کر لیں۔

تفسیر ابن کثیر ص ۵۷۱ ج ۴ میں ہے۔

قال احمد حدثنا وکیع حدثنا سفیان عن عاصم عن زر قال سألت ابن مسعود عن المعوذتین فقال سألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عنهما فقال قیل لی فقلت لکم فقولوا قال أبیؓ فقال لنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنحن نقول۔	زر بن جیشؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن مسعودؓ سے معوذتین کے بارے پوچھا تو حضرت ابن مسعودؓ نے جواباً فرمایا کہ میں نے بھی جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کے بارے پوچھا تھا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے بذریعہ جبرئیلؑ کہا گیا ہے کہ تم معوذتین کو پڑھا کرو تو میں بھی تمہیں حکم کرتا ہوں کہ تم بھی پڑھا کرو حضرت ابی بن کعبؓ نے یہ سُن کر فرمایا کہ ہمیں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھنے کا حکم دیا ہے اور ہم بھی پڑھا کرتے ہیں۔

اس صحیح حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابن مسعودؓ معوذتین کو پڑھا کرتے تھے۔ (فائدہ) معوذتین بکسر الواؤ ہے یعنی اسم فاعل کے صیغے سے علامہ نوویؒ شرح مسلم ص ۲۷۲ ج ۱ میں لکھتے ہیں وھو بکسر الواؤ اور ابن قتیبہؒ ادب الکاتب ص ۲۹۳ طبع مصر میں لکھتے ہیں قرأت المعوذتین بالکسر اور مختار الصحاح ص ۴۸۶ میں ہے بکسر الواؤ۔

دوسری غلطی کا جواب:۔ کہ حضرت عبداللہؓ وما خلق الذکر والانثی کے بجائے والذکر والانثی پڑھا کرتے تھے تو یہ اختلاف قرأۃ پر مبنی ہے اس کو غلطی پر محمول کرنا بے وقوفی ہے اور یہی قرأۃ حضرات صحابہؓ میں سے حضرت ابوالدرداءؓ کی بھی تھی۔ دیکھیے صحیح بخاری ص ۵۲۹ ج ۱ و ص ۵۳۰ ج ۱ و ص ۵۳۱ ج ۱ و ص ۷۳۷ ج ۲ و مسند احمد ص ۴۴۹ ج ۶ و ص ۴۵۱ ج ۶۔ حضرت ابوالدرداءؓ (عویمر بن مالک الانصاری الخزرجی) کے یہ الفاظ

بھی ہیں سمعت من رسول اللہ من فیہ الی فیّ اور نیز فرمایا واللہ لا اتابعھم
کہ یہ قراۃ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اس حالت میں
کہ آپ کا منہ مبارک میری جانب تھا قسم بخدا میں ان لوگوں کی پیروی ہرگز نہ کروں
گا اور الجوہر النقی صہ ۸۲ میں ہے کہ محتسب ابن جنی میں ہے کہ یہ قرأۃ حضرت
علیؓ وابن عباسؓ کی بھی ہے روپڑی صاحب غیر مقلد رفع یدین اور آمین کے صہ ۱۵۳
میں لکھتے ہیں حالانکہ اختلاف قرأۃ سے یہاں کوئی مطلب نہیں فقیہ ابوبکر کا مقصد
یہ ہے کہ ان کو وما خلق الذکر والانثی کی قراۃ کا پتہ نہیں لگا آہ روپڑی
صاحب کو حضرت ابن مسعودؓ کے ساتھ اتنی عداوت ہے کہ اختلاف قراۃ کو
بھی غلطی پر محمول کرتے ہیں روپڑی صاحب کا بار بار اس اعتراض کو دہرانے کا
شاید یہی مقصد ہوگا کہ جب حضرات صحابہؓ غلطی کرتے تھے تو اُن کی احادیث کا
کوئی اعتبار نہیں جیسا کہ روافض ومنکرین حدیث کا خیال ہے پھر تو روپڑی صاحب
کا قرآن مجید پر بھی کوئی اعتماد نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ قراۃ سبعہ متواترہ کے بارے
بھی وہ کہہ سکتے ہیں کہ ان قرّاء حضرات کو اپنی قراءت کے علاوہ دوسری
قراءتوں کا علم نہ تھا فلہذا یہ سب قراء حضرات غلط کار تھے (معاذ اللہ تعالیٰ)
افسوس ہے کہ روپڑی صاحب اور ان کے رفقاء تعصب میں مدہوش ہوکر
کیا کیا کہہ جاتے ہیں؟ کم از کم پروانے سے سبق سیکھا ہوتا ؎

آگ میں کود کے پروانہ جو بے ہوش ہوا ۔۔۔ جس کی الفت میں جلا اس سے ہم آغوش ہوا

روپڑی صاحب کو اگر حضرت ابن مسعودؓ کی قراۃ سے ضد ہے تو مناسب
ہے کہ ان کو اس جواب کے آخر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کا فرمان بھی سناتے چلیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

من سرّہ ان یقرأ القرآن رطبا ۔۔۔ یعنی جس شخص کو پسند ہو کہ وہ قرآن کو ویسے
کما انزل فلیقرأہ علی قراءۃ ابن ۔۔۔ ہی تروتازہ پڑھے جیسے کہ وہ نازل کیا گیا ہے

ام عبد مستدرک ص۲۱۸ ج۲ قال الحاکم والذہبی صحیح (بحوالہ شرح ترمذی لاحمد محمد شاکر ص۲۱۶ ج۱) اور ابن ماجہ ص۲۱ میں بھی یہ روایت موجود ہے)

پس اس کو چاہیئے کہ وہ حضرت ابن مسعودؓ کی قراءۃ پر پڑھے۔

تطبیق کا جواب ۱: مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۴۵ ج۱ طبع ہند میں روایت آتی ہے جس کی اسناد کے بارے حافظ ابن حجرؒ فتح الباری ص۲۲۷ ج۲ میں فرماتے ہیں اسنادہ حسن" کہ حضرت علیؓ تطبیق اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کو برابر سمجھتے تھے۔

جواب ۲: ترک رفع الیدین کو تطبیق پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اولاً تو اس لیے کہ تطبیق رکوع میں کی جاتی ہے جو خفیہ ہوتی ہے مقتدی کو بآسانی نظر نہیں آسکتی اور رفع الیدین مقتدی کو باآسانی نظر آسکتا ہے وثانیاً ترک رفع الیدین کے راوی اکیلے حضرت ابن مسعودؓ ہی نہیں بلکہ یہ تو جمہور صحابہؓ کا مذہب ہے کما مر لہذا غیر مقلدین حضرات لے حضرت ابن مسعودؓ کی غلطی قرار دے کر گلو خلاصی نہیں کر سکتے۔ روایات صحیحہ صریحہ ترک رفع الیدین میں موجود ہیں۔ ؎

مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے
آئینہ دیکھیے گا ذرا دیکھ بھال کر

دو مقتدیوں کے درمیان کھڑے ہونے کا جواب ۱: حضرت ابن مسعودؓ کا طریقہ اس بارے بھی عام صحابہ کرامؓ کی طرح تھا چنانچہ حضرت اسودؒ فرماتے ہیں۔

دخلت انا وعمی علقمۃ علی عبد اللہؓ بن مسعود بالهاجرۃ قال فاقام الظهر لیصلی فقمنا خلفہ فاخذ بیدی وید عمی ثم جعل احدنا عن یمینہ والآخر عن یسارہ ثم قام بیننا فصففنا خلفہ صفاً

میں اور میرے چچا علقمہؒ دوپہر کے وقت حضرت عبد اللہؓ پر داخل ہوئے جب ظہر کا وقت ہوا تو آپ نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے ہم بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے پس آپ نے میرے اور میرے چچے کے ہاتھ کو پکڑا ایک کو دائیں جانب دوسرے کو بائیں جانب کر دیا اور آپ درمیان میں

واحداً ثم قال هكذا كان	کھڑے ہو گئے پس ہم نے آپ کے پیچھے صف
رسول الله صلى الله عليه وسلم	بنائی ایک ہی صف پھر نماز سے فارغ ہونے
يفعل اذا كانوا ثلاثة.	کے بعد ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی
مسند احمد ص ۴۵۹ جلد اول۔	تعالیٰ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے جبکہ تین آدمی ہوتے تھے

قارئین کرام اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن مسعودؓ کے دونوں مقتدی پیچھے تھے جیسا کہ صففنا خلفہ کے جملہ سے ظاہر ہے اور دائیں بائیں کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسودؒ جو چھوٹے تھے دائیں جانب صف کے کھڑے ہو گئے اور حضرت علقمہؒ جو چچا تھے اور ان سے بڑے تھے صف کے بائیں جانب کھڑے ہو گئے تو حضرت ابن مسعودؓ نے بڑے کو دائیں اور چھوٹے کو دائیں جانب کھڑا کر دیا ہوگا اور آپؓ ان کے سیدھے آگے کھڑے ہو گئے اور اسی کو درمیان سے تعبیر کیا گیا کہ کسی جانب زیادہ مائل نہ تھے چنانچہ مولانا حسین علی مرحوم فرماتے ہیں۔

لعل المراد بالبينية المحاذاة	شاید کہ مراد درمیان سے سامنے آگے کھڑا
تحریرات حدیث ص ۱۴۰	ہونا ہے۔

اور اگر اس سے مراد وہ ہو جو جواب ۲ میں آرہی ہے اور الفاظ سے بظاہر یہی متبادر ہے تو یہ اس کے لیے مؤید ہے۔

جواب ۲:۔ امام ترمذی سنن ص ۳۳ ج ۱ میں فرماتے ہیں ورواه عن النبي صلى الله عليه وسلم کہ اس فعل کو حضرت ابن مسعودؓ نے خود بخود نہیں کیا بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان کہا ہے۔ تو اس کی صورت ایسی ہوگی جیسے تنگ مکان وغیرہ ہو تو ایسی صورت میں درمیان میں کھڑا ہونا سب کے ہاں بالاتفاق جائز ہے نصب الرایہ ص ۳۴ ج ۲۔

جواب ۳:۔ حافظ ابن قیمؒ بدائع الفوائد ص ۹۱ ج ۴ میں لکھتے ہیں شاید کہ ان میں ایک نابالغ تھا جس کی وجہ سے درمیان میں کھڑے ہو گئے۔ حافظ ابن قیمؒ کی اس عبارت

سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں ایک مثلاً حضرت اسودؓ نہ تو بالغ نظر آتے تھے کہ نشانی بلوغ ظاہر ہو اور نہ اتنے چھوٹے تھے کہ بالکل ان کو نابالغ یقینی طور پر سمجھا جاتا اور ان کو بالکل پیچھے کھڑا کر دیا جاتا جیسا کہ بچوں کی صف کا حکم ہے اسی شک کی بناء پر حضرت ابن مسعودؓ نے اس کو بائیں جانب کھڑا کر کے درمیان میں خود کھڑے ہو کر نماز پڑھائی اور ایسی صورت کو جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا کہ ایسی صورت میں آپ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

جواب ۴:۔ رفع الیدین کے مسئلہ کو اس پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سفر و حضر میں حضرات صحابہ کرامؓ کا جم غفیر ہوتا تھا۔ دو مقتدیوں کا واقعہ زندگی میں ایک دو دفعہ ہی پیش آیا ہوگا اور رفع یدین تو چوبیس گھنٹوں میں پانچ بار نماز کے وقت پیش آتا ہے اگر رفع الیدین افتتاح صلوٰۃ کے بعد بھی ہوتا تو حضرت ابن مسعودؓ کو ضرور علم ہوتا نیز اگر یہ ترک رفع الیدین حضرت ابن مسعودؓ کی غلطی ہوتی تو پھر حضرت عمرؓ حضرت ابن عمرؓ۔ حضرت ابو ہریرہؓ حضرت علیؓ، حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت براءؓ بن عازب و دیگر صحابہ کرامؓ اسے نہ روایت کرتے اور نہ اس پر عمل کرتے غیر مقلدین حضرات کو پتہ ہونا چاہیے کہ ریت سے تیل نہیں نکلتا۔

عرفات کے موقعہ پر جمع بین الصلوٰتین کے علم نہ ہونے کا جواب

نسائی ص ۳۶ ج ۲ میں ہے۔ عن ابن مسعودؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الصلوٰۃ لوقتہا الا بجمع وعرفات۔ اس روایت میں نماز عرفات کی تصریح ہے اور اصول کی بات ہے کہ زیادت ثقہ معتبر ہے۔ روپڑی صاحب و دیگر غیر مقلدین متعصبین سوچیں کہ صحابہ کرامؓ پر خواہ مخواہ اعتراض کرنے والے اللہ و رسول کو کل کیا جواب دیں گے؟۔

حضرت ابن مسعودؓ کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا فرمان

مستدرک حاکم ص ۳۱۹ ج ۲ میں بسند صحیح آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو چیز ابن مسعودؓ تمہارے لیے پسند کریں اُسے میں بھی پسند کرتا ہوں اور راضی ہوں اور استیعاب ص ۳۵۹ ج ۱ میں آتا ہے کہ جس چیز کو ابن مسعودؓ پسند نہ کریں میں بھی اُسے پسند نہیں کرتا نیز ترمذی ص ۲۲۱ ج ۲ ومستدرک حاکم ص ۳۱۹ ج ۲ میں آتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

وما حدثکم ابن مسعودؓ فصدقوہ — حضرت ابن مسعودؓ تمہیں جو حدیث سنائیں اس کی تصدیق کرو۔

قارئین کرام! غیر مقلدین حضرات اگر اپنا نام اہل حدیث تجویز کرتے ہیں تو انہیں چاہیئے کہ وہ حدیثوں پر عمل بھی کریں ؎

بنتے ہو وفادار وفا کر کے دکھاؤ — کہنے کی وفا اور ہے کرنے کی وفا اور

الحاصل حضرت ابن مسعودؓ کی ترک رفع یدین کی حدیث بالکل صحیح ہے اور اس پہ تمام اعتراضات بالکل باطل و غلط ہیں اور خود غیر مقلدین حضرات کے بزرگوں نے اس حدیث کو صحیح قوی ثابت بے عیب قرار دیا ہے اور تمام اعتراضوں کو غلط اور باطل قرار دیا ہے ؎

حقیقت بے نقاب زندگی سے رونما ہو گی — نظر کی قوتوں کو امتیاز حق و باطل دے

دلیل ۱۴:۔ شرح معانی الآثار للامام طحاویؒ ص ۱۱۰ ج ۱ ونصب الرایہ ص ۳۹۶ ج ۱ میں روایت ہے۔

عن عبد اللہؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود، (واللفظ للطحاوی) — حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں کہ پختہ بات ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے ابتداء میں ایک مرتبہ پھر نہ کرتے تھے۔

اس حدیث میں حضرت ابن مسعودؓ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھ کر جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کا نقشہ پیش نہیں کیا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا فعل پیش کیا ہے جو حضرت ابن مسعودؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا اور اس حدیث کی سند بھی صحیح ہے حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحبؒ کشمیری نیل الفرقدین ص ۶۰ میں لکھتے ہیں واسنادہ ایضاً قوی کہ اس کی سند بھی مضبوط ہے۔

دلیل ۱۵ :۔ دار قطنی ص ۱۱۱ ج ۱ بیہقی ص ۷۹ ج ۲ مجمع الزوائد ص ۱۰۱ ج ۲ نصب الرایہ ص ۳۹۶ ج ۱ میں روایت آتی ہے۔

عن ابن مسعودؓ قال صلیت مع

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکرؓ و عمرؓ فلم یرفعوا ایدیھم الا عند الافتتاح ۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پیچھے نماز پڑھی اور حضرت عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی پس ان سب حضرات نے رفع الیدین نہ کیا مگر افتتاح صلوٰۃ کے وقت ۔

قارئین کرام غیر مقلدین حضرات کا تو خیال تھا کہ حضرت ابن مسعودؓ رفع یدین بھول گئے ہیں مگر حضرت ابن مسعودؓ کے ہاں ترک رفع یدین اتنا مضبوط ہے کہ کبھی تو نماز کا نقشہ کھینچ کر اس میں ترک رفع الیدین کر کے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز بتاتے ہیں اور کبھی نقشہ کھینچے بغیر اسے سنتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قرار دیتے ہیں اور کبھی اس سے بھی ترقی کر کے حضرت صدیق اکبرؓ و عمر فاروقؓ کی سنت بھی قرار دیتے ہیں ۔

اعتراض :۔ اس حدیث کی سند میں راوی محمد بن جابر یمامیؒ ہے جو کہ ضعیف ہے اور اس کا حافظہ خراب تھا اور اس پر حدیثیں خلط ملط ہو گئیں پھر تلقین کو قبول کر لیتا تھا اور ابن جوزیؒ نے تو اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے اور اس طرح قاضی شوکانی رح غیر مقلد نے بھی الفوائد المجموعہ میں اسے موضوع قرار دیا ہے تو یہ حدیث قابل احتجاج نہیں ہے ۔

جواب :۔ ابن جوزیؒ کی عام عادت ہے کہ صحیح حدیث کو موضوع کہہ دیتے ہیں ۔ علامہ سیوطیؒ اللآلی المصنوعہ ص ۲۳/۲ میں لکھتے ہیں ۔

و ابن الجوزی متساھل فی الحکم علی الحدیث بالوضع ؛

کہ ابن جوزیؒ حدیث کو موضوع کہنے میں متساہل ہے ۔

مولانا عبدالحی لکھنویؒ التعلیق الممجد ص ۳۳ میں لکھتے ہیں کہ ابن جوزیؒ صحیح حدیثوں کو موضوع کہہ دیتے ہیں ۔ حافظ ابن حجرؒ بلوغ المرام میں باب اللعان کی

حدیث سادس کے بارے لکھتے ہیں رواہ ابو داؤد والترمذی ورجالہ ثقات" علامہ امیر یمانیؒ غیر مقلد سبل السلام ص ۱۰۹ ج ۲ میں فرماتے ہیں کہ علامہ نوویؒ نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے لیکن ابن جوزیؒ نے موضوعات میں شمار کیا ہے حالانکہ اسنادہ صحیح"

اور علامہ امیر یمانیؒ سبل السلام ص ۱۴۸ ج ۲ باب قتال اہل البغی (حدیث عمار بن یاسرؓ کے متعلق کہ تقتل عمارا الفئۃ الباغیۃ) میں لکھتے ہیں کہ ابن جوزیؒ نے جو اس حدیث کو غیر صحیح قرار دیا ہے تو اس کا جواب سید محمد بن ابراہیم الوزیرؒ نے دیا ہے فاما ابن الجوزی فلم یعرف ھذا الشان وقد ذکر الذہبی فی ترجمتہ فی التذکرۃ کثرۃ خطالہ فی مصنفاتہ الخ کہ ابن جوزیؒ صحیح اور ضعیف حدیث کی پرکھ نہیں رکھتے علامہ ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ میں ان کے ترجمہ میں کہا ہے کہ ابن جوزیؒ کی کتابوں میں اغلاط کی کثرت ہے اور قاضی شوکانیؒ غیر مقلد الفوائد المجموعہ ص ۲ طبع مصر ازہر میں لکھتے ہیں۔

فانہ تساھل فی موضوعاتہ	کہ ابن جوزیؒ نے صحیح حدیثوں کو موضوعات
حتی ذکر فیھا ما ھو صحیح فضلاً	میں شمار کر دیا ہے چہ جائیکہ وہ حسن اور ضعیف
عن الحسن فضلاً عن الضعیف	حدیثوں کو موضوعات میں شمار کریں۔

آھ بلفظہ

اور الفوائد المجموعہ ص ۱۴۹ میں لکھتے ہیں۔

ولم یصب ابن الجوزی بادخال	یعنی ابن الجوزیؒ نے اس حدیث کو موضوع
ھذا الحدیث فی الموضوعات	حدیثوں کی مد میں داخل کر کے ٹھوکر کھائی ہے
فحسین المذکور قد احتج بہ اھل	کیونکہ حسین مذکور سے اہل الصحیح نے احتجاج
الصحیح وقد وثقہ جماعۃ آھ	کیا ہے اور محدثین کی بڑی جماعت نے اسے ثقہ کہا ہے

اور الفوائد المجموعہ ص ۲۱۲ میں ایک حدیث کے بارے لکھتے ہیں

قد عدہ ابن الجوزی فی الموضوعات	یعنی ابن الجوزیؒ نے اسے موضوعات میں

قال ابن حجر ھو في صحیح مسلم وھذہ غفلۃ شدیدۃ من ابن الجوزي آھ بلفظہ)

میں شمار کیا ہے حالانکہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ صحیح مسلم کی روایت ہے اور ابن الجوزیؒ کی یہ بڑی غفلت ہے۔

قاضی شوکانیؒ ابن جوزیؒ کا تو گلہ کرتے ہیں حالانکہ ان کا اپنا طریقہ ابن جوزیؒ سے کچھ مختلف نہیں۔ چنانچہ محمد بن جابر یمامیؒ کی حدیث ترک رفع الیدین کو کسی محدث نے موضوع قرار نہیں دیا صرف ابن الجوزیؒ نے اپنی عادت کے مطابق اس حدیث کو موضوعات میں شمار کیا ہے اور ان کی تقلید کرتے ہوئے قاضی شوکانیؒ نے بھی الفوائد المجموعہ میں اسے موضوع کہا ہے پھر قاضی شوکانیؒ نے ابن الجوزیؒ کا گلہ کیا ہے کہ انہوں نے صحیحین کی حدیثوں کو موضوعات میں شمار کیا ہے حالانکہ قاضی صاحب خود اس جرم کے مرتکب ہیں چنانچہ حدیث۔ ان من عباد اللہ لو اقسم علی اللہ لابرہ کے متعلق الفوائد المجموعہ ص ۲۵۳ میں لکھتے ہیں۔ ھو موضوعٌ اور قاضی صاحبؒ الفوائد المجموعہ ص ۵۰۸ میں لکھتے ہیں قال القزوینی موضوعٌ۔

حالانکہ یہ حدیث بلاشک وشبہ صحیح ہے چنانچہ یہ حدیث صحیح بخاری ص ۲۴۲ ج۱ و ص ۳۹۴ ج۱ و ص ۹۴۶ ج۲ و ص ۶۶۴ ج۲ وترمذی ص ۸۴ ج۲ میں ہے (وقال حسنٌ صحیحٌ) وابوداؤد ص ۶۳۱ ج۲ ومشکوٰۃ ص ۲۲۳ و ص ۴۴۶ وغیرہ میں موجود ہے اگر قاضی صاحبؒ محمد بن جابر یمامیؒ کی حدیث ترک رفع یدین کو موضوعات میں شمار کر دیں تو اس میں حیرانگی کی کونسی بات ہے بلکہ اس کو موضوعات میں شمار کرنا زیادہ قرین قیاس ہے کیونکہ یہ حدیث ان کے مذہب کے خلاف ہے ؎

یہ اندازِ جنوں اچھا نکالا لیا پہچان گو دیکھا نہ بھالا

محمد بن جابرؒ پر کذب وغیرہ کی کوئی جرح نہیں کہ اس حدیث کو موضوع قرار دیا جائے اگر یہی محمد بن جابرؒ ایسی روایت کی سند میں ہوتے جو قاضی صاحبؒ کے مذہب کے مطابق ہوتی تو وہ حدیث ان کے ہاں اعلیٰ درجہ کی صحیح ہوتی بلکہ

حفظه وخلط كثيرا وعمی فصار يلقن ورجحه ابوحاتم علی ابن لهيعة اه

تو اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا اور کثرت سے اختلاط کا شکار اور اندھے ہو گئے تھے پھر تلقین قبول کر لیا کرتے تھے۔ مگر ابوحاتمؒ نے اس کو ابن لہیعہ پر ترجیح دی ہے۔

حافظ ابن حجرؒ تہذیب التہذیب ص ۹۰ ج ۹ میں لکھتے ہیں۔ قال الذهلی لا بأس به امام ذہلیؒ فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث میں کوئی خرابی نہیں اور حاشیہ نصب الرایہ ص ۶۴ ج ۱ میں ہے کہ وصحح الطبرانی حدیثہ کہ امام طبرانیؒ نے اس کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور حافظ ابن حجرؒ تہذیب ص ۸۹ ج ۹ میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابن مبارکؒ نے محمد بن جابرؒ کو کہا کہ اے شیخ اپنی کتاب سے حدیثیں بیان کیا کرو (یعنی چونکہ آپ کا حافظہ کمزور ہے تو اس لیے کہیں بھول و نسیان نہ ہو جائے) اور ابوالولیدؒ فرماتے ہیں کہ ہم محمد بن جابرؒ پر ظلم کرتے ہیں بوجہ حدیث نہ لینے کے اور ابن ابی حاتمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ ابوحاتمؒ اور امام ابو زرعہؒ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ جس شخص نے یمامہ اور مکہ میں اس سے حدیثیں لی ہیں تو ان میں محمد بن جابرؒ سچا ہے البتہ اس کی حدیثوں میں اختلاط ہے مگر ان کے اصول صحیح ہیں۔ اھ ملخصاً۔ علامہ ذہبیؒ میزان الاعتدال ص ۳۴ ج ۲ میں لکھتے ہیں۔

وفی الجملة قد روی عن محمد بن جابر ائمة وحفاظ۔

کہ محمد بن جابرؒ سے روایت کرنے والے بڑے امام اور حفاظ حدیث ہیں۔

علامہ زیلعیؒ نصب الرایہ ص ۲۹۷ ج ۱ میں لکھتے ہیں۔

فلحسن منه قول ابن عدی كان اسحق بن ابی اسرائيل يفضل محمد بن جابرؒ علی جماعة شيوخ هم افضل منه واوثق وقد روی

بہترین قول ابن عدیؒ کا ہے کہ اسحق بن ابی اسرائیلؒ محمد بن جابرؒ کو مشائخ کی ایک جماعت پر فضیلت دیتے تھے حالانکہ وہ مشائخ ان سے توثیق اور مرتبہ کے لحاظ سے زیادہ تھے بدیں حال

عنه الكبار ايوب وابن عون وهشام بن حسان والثوری والشعبة وابن عنيينة وغيرهم ولولا انه فی ذالك المحل لم يرو عنه هؤلاء الذين هو دونهم اھ

محمد بن جابرؒ سے بڑے بڑے محدثین کرامؒ نے روایت کی ہے (جیسے) ایوبؒ ابن عونؒ ہشام بن حسانؒ سفیان ثوریؒ شعبہؒ ابن عیینہؒ وغیرہم اگر وہ سچے نہ ہوتے تو یہ بزرگ ہستیاں اُن سے روایت نہ کرتیں گو کہ مرتبہ کے لحاظ سے وہ اِن سے کم ہے۔

چنانچہ امام شعبہؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ حکیم راوی سے روایت کیوں نہیں کرتے تو آپ نے جواب دیا کہ اخاف النار کہ آگ کے خوف سے نووی شرح مسلم ص۲۰ ج۱ کسی نے امام شعبہؒ سے پوچھا کہ آپ ابان بن ابی عیاش سے روایت کیوں نہیں کرتے تو آپ نے جواب دیا۔

لان اشرب من بول حمار حتی اروی احب الیّ من اقول حدثنا ابان بن ابی عیاش میزان الاعتدال ص۱۰ ج۱۔

کہ میں گدھے کا پیشاب پی لوں حتیٰ کہ سیر ہو جاؤں تو مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں حدثنا ابان بن ابی عیاش کہوں۔

اگر محمد بن جابرؒ روایت کے قابل نہ ہوتے تو امام شعبہؒ ہرگز ان سے روایت نہ لیتے اور علامہ نور الدین ہیثمیؒ مجمع الزوائد ص۲۹۵ ج۴ میں لکھتے ہیں وقد وثقه غیر واحد کہ بہت سے محدثین کرامؒ نے محمد بن جابر کی توثیق کی ہے اور علامہ امیر یمانیؒ غیر مقلد سبل السلام ص۲۷۷ ج۲ باب الترغیب فی مکارم الاخلاق الحدیث الاول میں میں لکھتے ہیں۔

فان الصدوق مقبول الحديث عند الناس مقبول الشهادة عند الحكام محبوب مرغوب فی احاديثه اھ بلفظہ

کہ سچے آدمی کی بات لوگوں کے ہاں مقبول ہوتی ہے اور اس کی گواہی حکام کے ہاں مقبول ہوتی ہے اور اس کی باتیں محبوب اور مرغوب ہوتی ہیں۔

قارئین کرام جب محمدؒ بن جابرؒ صدوق اور ثقہ اور صحیح الحدیث ہے تو اس کی حدیث بھی مقبول ہونی چاہیے البتہ تخلیط فی الحدیث۔ اور سوء حفظ کے باعث حدیث ضعیف ہو جاتی ہے لیکن محدثین کرامؒ کے ہاں یہ بات مسلّم ہے کہ اگر مختلط الحدیث راوی سے کوئی ثقہ راوی قبل الاختلاط روایت کرے یا اس راوی کی حدیث کو ثقہ راوی قابلِ اعتبار سمجھ کر عمل کرے تو وہ حدیث صحیح ہوتی ہے چنانچہ محمد بن جابرؒ سے ثقہ راوی اسحٰق بن ابی اسرائیلؒ روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں وبہ ناخذ (الدارقطنی ص۱۱۲ ج۱) کہ ہمارا بھی اسی روایت ترک رفع الیدین پر عمل ہے علامہ سید محمد انور شاہ صاحبؒ نیل الفرقدین ص۷۹ میں لکھتے ہیں قلت قد اخذ بہ اسحق فیعتبر الخ میں (سید انور شاہ کشمیریؒ) کہتا ہوں حضرت اسحٰقؒ نے اس روایت پر عمل کیا ہے تو یہ روایت معتبر سمجھی جائے گی۔ نیز یہ روایت اس مسئلہ میں کوئی اکیلی نہیں ہے کہ محمد بن جابرؒ پر وہم کا الزام لگایا جائے بلکہ بہت سی صحیح و صریح حدیثیں ترک رفع الیدین کی گذر چکی ہیں اور آرہی ہیں جو اس حدیث کی تائید کر کے اس کی صحت کو چار چاند لگا دیتی ہیں۔

حضرت امام بخاریؒ کی بے چینی

حضرت امام بخاریؒ جزء رفع الیدین ص۱۳ میں محمد بن جابرؒ کی روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ سفیان ثوریؒ کی حدیث (ترک رفع الیدین) حضرت ابراہیم نخعیؒ تک ہے۔ وحدیث الثوری اصح عند اھل العلم اور سفیان ثوریؒ کی حدیث اہل علم کے ہاں زیادہ صحیح ہے۔ حضرت امام بخاریؒ کبھی تو سفیان ثوریؒ کی روایت کو عبداللہ بن ادریسؒ کی روایت کے مقابلہ میں مرجوح مانتے ہیں اور ترک رفع الیدین کی روایت کو ان کا وہم قرار دیتے ہیں اور اب پھر اسی سفیان ثوری کی روایت ترک رفع الیدین کو ابراہیمؒ تک تسلیم کر کے محمد بن جابرؒ کی روایت کے مقابلے میں اسے اصح قرار دیتے ہیں اور اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت سفیان ثوریؒ کی روایت میں ترک

رفع الیدین حضرت ابن مسعودؓ کا عمل اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت معلوم ہوتی ہے اور محمد بن جابرؒ کی روایت میں حضرت ابن مسعودؓ کے عمل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے ساتھ خلیفتین راشدین حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے عمل ترک رفع الیدین کی مہر تصدیق ثبت نظر آتی ہے جس سے اجماع صحابہؓ کرامؓ یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے امام بخاریؒ کے ہاں اب سفیان ثوریؒ کا وہم معاف ہو گیا ہے اور حضرت ابراہیم نخعیؒ تک ان کی حدیث اصح ہو گئی ہے اور محمد بن جابرؒ کی روایت مرجوح ہو گئی ہے کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

ابھی کیا ہے ابھی تو ابتدا ہے دیکھتے جاؤ ہمارے حال پر یاروں کے احساں اور بھی ہوں گے

اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت امام بخاریؒ کے ہاں محمد بن جابرؒ کی حدیث صحیح ہے البتہ سفیان ثوری کی اصح ہے۔

دلیل نمبر ۱۰ : مسند اعظم ص ۲۵۵ ج ۱ میں روایت آتی ہے۔

ابوحنیفة عن حماد عن ابراهیم عن الاسود ان عبد اللّٰہ بن مسعود کان یرفع یدیه فی اوّل التکبیر ثم لا یعود الی شیءٍ من ذالك ویاثر ذالك عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اخرجه ابومحمد البخاری عن رجاء بن عبد اللّٰہ النهشلی عن شقیق بن ابراهیم عن ابی حنیفة اهـ

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ اپنے استاد حضرت حمادؒ سے اور وہ حضرت ابراہیم نخعیؒ سے اور وہ حضرت اسودؒ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعودؓ پہلی تکبیر میں رفع الیدین کرتے تھے اس کے بعد نماز کے کسی حصہ میں رفع الیدین کی طرف نہ لوٹتے تھے اور اس ترک رفع الیدین کے عمل کو جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نقل کرتے تھے۔

اس مسند ابوحنیفہؒ کے مصنف کے بارے علامہ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ ص ۶۸ ج ۳ میں لکھتے ہیں۔

وفیہا مات عالمہ ما وراء النہر ومحدثہ الامام العلامۃ ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن حارث الحارثی البخاری الملقب بالاستاذ جامع مسند ابی حنیفۃ الامام الخ

اعتراض :۔ مسند حارثی کے مصنف بعض محدثین کرامؒ کے ہاں مجروح ہیں تو یہ روایت قابل اعتبار نہیں۔

جواب ۱ :۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ اور ان کے استاد حمادؒ اور ان کے استاد حضرت ابراہیم نخعیؒ اور ان کے استاد حضرت اسودؒ اور ان کے استاد حضرت ابن مسعودؓ سب کے سب ثقہ تھے اور ترک رفع الیدین پر عمل کرتے تھے اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ان سے نچلے بعض روات پر کلام سے ان پر زد نہیں پڑتی۔

جواب ۲ :۔ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ غیر مقلد تحفۃ الاحوذی ص ۳۱۹ ج ۲ میں اور قاضی شوکانیؒ نیل الاوطار ج ۷ ص ۱۱۱ میں مسند حارثی کی معتضد روایت کو قابل احتجاج گردانتے ہوئے استدلال کرتے ہیں۔ چنانچہ اصل عربی عبارت ملاحظہ ہو۔ وفی مسند ابی حنیفۃ للحارثی من طریق مقسم عن ابن عباسؓ مرفوعاً بلفظ ادرؤا الحدود بالشبہات وما فی الباب وان کان فیہ المقال المعروف فقد شد من عضدہ ما ذکرناہ فیصلح بعد ذالک للاحتجاج بہ آہ بلفظہ۔

ناظرین کرام ترک رفع الیدین کی صحیح اور صریح حدیثیں آپ دیکھ چکے ہیں تو بقول مبارکپوریؒ و قاضی شوکانیؒ اس روایت کے جو دیگر روایات سے مؤید ہے قابل احتجاج ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ (فائدہ) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت تابعی تھے چنانچہ علامہ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ ص ۱۵۸ ج ۱ میں لکھتے ہیں

رأی انسًا غیر مرۃ لما قدم علیہم الکوفۃ آہ . کہ امام اعظمؒ نے حضرت انسؓ کو کئی بار دیکھا ہے جب کہ حضرت انسؓ کوفہ میں آیا کرتے تھے،

اور علامہ ابن ندیمؒ فہرست ابن ندیم ص ۲۹۸ ج ۱ میں لکھتے ہیں۔

وكان من التابعين لقي عدة من الصحابة رضي الله عنهم الخ

کہ امام اعظمؒ تابعین میں سے تھے کئی حضرات صحابہ کرامؓ سے آپ کی ملاقات ہوئی ہے۔

بہر حال بہت سے محدثین کرامؒ نے آپ کو تابعی کہا ہے دیکھئے مقام ابی حنیفہؒ اور مقدمہ البیان الازہر ترجمہ فقہ الاکبر۔ تصنیف محقق وقت شیخ الحدیث استاذیم مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز خان صاحب صفدر دام مجدہم جناب مرزا حیرت صاحب دہلوی غیر مقلد حیات طیبہ ص ۸۴ طبع لاہور میں حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کا بیان حضرت امام ابوحنیفہؒ کے بارے یوں درج کرتے ہیں آپ کا اصلی نام نعمان ہے اور کنیت ابُوحنیفہ ہے اور لقب امام اعظم ہے (الیٰ) آپ نے کسی صحابی کو اپنی آنکھ سے دیکھا تھا اور آپ کو تابعی ہونے کا افتخار بھی حاصل تھا چونکہ مجھے اس میں رد و قدح نہیں کرنی ہے میں تواریخ پر بھروسہ کر کے یہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ نے اپنے بچپن کے زمانہ میں انسؓ صحابی کو دیکھا تھا جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت گذار تھے آھ بلفظہٖ۔

بعض متعصبین نے حضرت امام اعظمؒ پر جرح کی ہے اور یہ جرح ہر ذیشان شخصیت پر ہوئی ہے حضرت امام بخاریؒ بھی جرح سے محفوظ نہیں رہے چنانچہ امام ابو حاتمؒ۔ امام بخاریؒ کو متروک الحدیث قرار دیتے ہیں (مقدمہ نصب الرایہ ص ۵۸) مگر ایسی جرح تعصب پر محمول کی جاتی ہے اور اس سے ان کی عظمت اور وجاہت اور بھی بڑھ جاتی ہے ؎

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

دلیل نمبر ۱۷: ابوداؤد ص ۱۰۹ ج ۱ طحاوی ص ۱۱۰ ج ۱ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵۹ ج ۱ مسند حمیدی ص ۳۱۶ ج ۲ مصنف عبدالرزاق ص ۷۱ ج ۲ سنن الکبریٰ بیہقی ص ۷۶ ج ۲ سنن دارقطنی ص ۱۱۰ ج ۱ نصب الرایہ ص ۴۰۲ ج ۱ تیسیر الوصول ص ۲۳۶ ج ۱ میں روایت ہے۔

فاللفظ لابی داؤد عن البراءؓ بن عازبؓ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم

حضرت براءؓ بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز

كان اذا افتتح الصلوة رفع يديه	شروع کرتے تو کانوں کے قریب تک رفع الیدین
الى قريب من اذنيه ثم لا يعود	کرتے پھر (نماز میں) رفع الیدین کیلئے نہ لوٹتے۔

قارئین کرام یہ حدیث بھی دوسری حدیثوں کی طرح ترک رفع الیدین میں نص صریح ہے۔

اعتراض ۵:۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی یزید بن ابی زیاد کوفی واقع ہے جو کہ ضعیف ہے اور آخر عمر میں اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔

جواب:۔ یزید بن ابی زیاد کوفی پر اگرچہ بعض محدثینؒ نے کلام کیا ہے مگر وہ ثقہ ہے۔ امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ وہ سچا ہے اور اس سے روایت بھی کی جا سکتی ہے مقدمہ صحیح مسلم ص۴ ملخصاً امام ترمذیؒ اس کی حدیث کو حسن صحیح کہتے ہیں دیکھیے سنن ترمذی ج۱ ص۱۶ ج۱ ص۹۶ ج۲ ص۲۱۸ نیز امام ترمذیؒ سنن ترمذی ج۲ ص۱۷ میں لکھتے ہیں

روى عنه سفيان وشعبة وابن عيينة وغير واحد من الائمة اه	
علامہ زیلعیؒ نصب الرایہ ج۱ ص۲۰ میں لکھتے ہیں۔	امام ابن دقیق العیدؒ نے فرمایا ہے کہ یزید بن ابی زیاد ابو عبداللہ کوفی سچے راویوں میں شمار کیا جاتا ہے اور امام ابوالحارث قرویؒ نے ذکر کیا ہے کہ امام ابوالحسنؒ نے کہا ہے کہ یزید بن ابی زیاد جید الحدیث ہے۔
قال الشيخ ويزيد بن ابى زياد معدود فى اهل الصدق كوفى يكنى ابا عبد الله وذكر ابو الحارث القروى قال ابو الحسن يزيد بن ابى زياد جيد الحديث اه	

علامہ جلال الدین سیوطیؒ شافعی المذہب فضّ الوعاء فی احادیث رفع الیدین فی الدعاء (الملحق سبل السلام) ص۴ میں حدیث کی ایک سند کے بارے علامہ ھیثمیؒ سے یوں نقل کرتے ہیں قال الهيثمى رجاله ثقات اور اس میں یزید بن ابی زیاد موجود ہے اور حافظ ابن حجرؒ تہذیب التہذیب ج۸ ص۲۶۶ و ج۱۱ ص۳۳۰ میں لکھتے ہیں کہ محدث جریرؒ نے فرمایا کہ عطاء بن السائب سے یزید بن ابی زیاد زیادہ مضبوط اور

حافظ والا ہے ۔ حالانکہ وہ صحیح بخاری کا راوی ہے ۔ حافظ ابن حجرؒ تہذیب التہذیب ص ۳۳۰ ج ۱۱ میں لکھتے ہیں ـــــــ کہ امام عجلیؒ نے کہا ہے کہ یزید جائز الحدیث ہے اور آخری عمر میں تلقین کو قبول کر لیتے تھے اور ابن حبانؒ نے کہا ہے کہ سچا ہے لیکن جب بوڑھے ہو گئے تو حافظہ خراب ہو گیا اور تلقین قبول کرنے لگے تو ان کی حدیث میں اوپری چیزیں آ گئیں لیکن تغیر حافظہ سے پہلے کا سماع صحیح اور معتبر ہے اور امام یعقوب بن سفیانؒ نے کہا ہے کہ اگرچہ بعض لوگ تغیر حافظہ کی وجہ سے اس پر کلام کرتے ہیں تاہم یہ عدالت اور ثقاہت پر ہے اگرچہ محدث حکمؒ اور منصورؒ کی طرح نہیں اور محدث احمد بن صالح المصریؒ فرماتے ہیں کہ یزید ثقہ ہے اور اس پر جرح کرنے والوں کا قول مجھے تعجب میں نہیں ڈالتا ۔ الخ

غیر مقلدین حضرات کے بزرگ یزید کو ثقہ اور اس کی حدیث کو صحیح قرار دیتے ہیں

علامہ شوکانیؒ الفوائد المجموعہ ص ۱۱۷ میں لکھتے ہیں ۔

وقد اخرجه مسلم فی صحيحه والبخاری تعليقاً واهل السنن الاربع آه

کہ یزید کی روایت امام مسلمؒ نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں لی ہے اور بخاریؒ نے تعلیقاً ۔

(مثلاً صحیح بخاری ص ۹۹۶ ج ۲ اور امام نسائیؒ امام ابوداؤدؒ امام ترمذیؒ اور امام ابن ماجہ نے روایات لی ہے ۔ اور شوکانیؒ لکھتے ہیں يزيد بن ابی زياد قد اخرج له مسلم فی الخلاصة عن الذهبی انه صدوق (نیل الاوطار ص ۵ ج ۲) ۔ نواب صدیق حسن خانؒ غیر مقلد نزل الابرار ص ۲۴۸ میں مجمع الزوائد کے حوالے سے نقل کرتے ہیں وهو حسن الحديث انتهیٰ ۔ علامہ احمد محمد شاکرؒ غیر مقلد شرح ترمذی ص ۱۹۵ ج ۱ میں یزید کی کافی توثیق نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں والحق انه ثقة ۔ حق بات یہ ہے کہ یہ ثقہ ہے پھر امام شعبہؒ سے توثیق نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں وهذا نهاية التوثيق من شعبة

وھو امام الجرح والتعدیل کہ یہ انتہائی درجہ کی توثیق ہے امام شعبہؒ سے اور وہ جرح وتعدیل کے امام ہیں پھر فرماتے ہیں فقد اصاب الترمذی فی تصحیحہ کہ امام ترمذیؒ نے جو یزید کی روایت کو صحیح کہا ہے اچھا کیا ہے یہی علامہ صاحبؒ شرح ترمذی ج۲ ص۲۰۹ میں لکھتے ہیں فمدار الحدیث علی یزید بن ابی زیاد وھو ثقۃ صحیح الحدیث وقد تکلمنا علیہ تفصیلاً فیما مضی رقم ۱۱۴ ج۱ ص۱۹۷) کہ اس حدیث کی دار و مدار یزید بن ابی زیاد پر ہے اور وہ ثقہ اور صحیح الحدیث ہے اور پہلے اس کی توثیق کے بارے مکمل مفصل کلام ہو چکا ہے۔

(تنبیہ) قاضی شوکانیؒ غیر مقلد نیل الاوطار ج۱ ص۲۷۵ میں لکھتے کہ یزید بن ابی زیاد کوفی تو رجال حسن سے بھی نہیں ہے جس کی حدیث کو امام ترمذیؒ نے حسن صحیح کہا ہے حالانکہ خود امام ترمذیؒ کے ہاں یہ ضعیف ہے اور بعض محدثینؒ نے تو اس یزید کو موضوع روایتیں بنانے کے ساتھ متہم کیا ہے اور مولانا عبدالرحمٰن صاحب غیر مقلد تحفۃ الاحوذی ج۱ ص۱۱۳ میں لکھتے ہیں کہ یزید بن ابی زیاد تو ضعیف ہے امام ترمذیؒ نے اس کی حدیث کو کیسے حسن صحیح کہہ دیا ہے پھر مبارکپوری صاحبؒ تاویل بھی خود کرتے ہیں کہ دوسرے امور کی وجہ سے حسن صحیح کہا ہے۔ مگر ان حضرات کا یہ نرا وہم ہے کیونکہ یزید بن زیاد دو ہیں ایک دمشقی جو کہ ضعیف ہے اور دوسرے یزید بن زیاد جس کو یزید بن ابی زیاد بھی کہا جاتا ہے کوفی ہے جو کہ ثقہ ہے چنانچہ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں یزید بن زیاد دمشقی ضعیف ویزید بن ابی زیاد الکوفی اثبت من ھذا واقدم ترمذی ج۱ ص۱۷۱ اور یزید بن زیاد دمشقی کے بارے وضع الحدیث کا اتہام بھی لگایا گیا ہے اور قاضی شوکانیؒ کو الفوائد المجموعہ ص۱۱۷ میں خود یزید بن ابی زیاد کوفی کی توثیق کا اقرار کرنا پڑا چنانچہ ابھی حوالہ گذرا ہے اور علامہ احمد محمد شاکرؒ غیر مقلد نے شرح ترمذی ج۱ ص۱۹۵ میں شوکانیؒ کو بھی یہی جواب دیا ہے کہ یزید دو ہیں الخ اور امام نوویؒ شرح مسلم ج۱ ص۴۲ میں شوکانیؒ کی طرح دھوکہ کھا بیٹھے ہیں اس لیے حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب ج۱ ص۲۳۱ میں

امام نوویؒ کی یہ خطا شمار کی ہے۔ غرض یزید بن ابی زیاد کوفی ثقہ اور صحیح الحدیث ہے البتہ آخری عمر میں حافظہ کا متغیر ہونا عیب ہے مگر جب اس سے نچلے راوی کا تغیر حافظہ سے پہلے کا سماع ہو تو اس کی صحت حدیث میں کوئی شبہ نہیں رہتا اور یہ ترک رفع یدین کی روایت یزید بن ابی زیاد سے روایت کرنے والے قدیم السماع ہیں مثلاً سفیان ثوریؒ امام شعبہؒ محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰؒ وغیرہم چنانچہ امام بخاریؒ جزء رفع الیدین ص ۱۲ میں (بحوالہ نصب الرایہ ص ۴۰۳ ج ۱) لکھتے ہیں کہ شعبہؒ سفیان ثوریؒ اور زہیرؒ کا سماع یزید سے اول عمر میں تھا۔ اور امام بیہقیؒ لکھتے ہیں سفیان ثوریؒ اور زہیر بن معاویہؒ وھشیمؒ کا سماع یزیدؒ سے اول عمر میں ہوا ہے بیہقی ص ۷۶ ج ۲۔ ہاں آخر عمر میں جس نے یزید سے روایت کی ہے اس کے بارے کلام ہو سکتا ہے مگر اس روایت کے راوی تو قدماء ہیں۔

اعتراض ۲:۔ قال ابو داؤد روی هذا الحديث هشيم وخالد ابن ادريس عن يزيد لم يذكروا ثم لا يعود۔

کہ اس حدیث کو ھشیمؒ خالدؒ ابن ادریسؒ نے یزید سے روایت کیا ہے مگر ثم لایعود کی زیادت ذکر نہیں کرتے۔

جواب ۱:۔ ثم لایعود کی زیادت حضرت سفیان ثوریؒ نقل کرتے ہیں (طحاوی ص ۱۱۰ ج ۱) شریکؒ بھی نقل کرتے ہیں (ابو داؤد ص ۱۰۹ ج ۱) اسمٰعیل بن زکریاؒ اور محمدؒ بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰؒ بھی نقل کرتے ہیں (الدارقطنی ص ۱۱۰ ج ۱) سفیان بن عیینہؒ بھی نقل کرتے ہیں (مصنف عبدالرزاق ص ۷۱ ج ۲) علامہ ماردینیؒ الجوہر النقی ص ۱۳۶ ج ۱ میں لکھتے ہیں۔

قلت يعارض هذا قول ابن عدي في الكامل رواه هشيم وشريك و جماعة معهما عن يزيد باسناده وقالوا فيه ثم لم يعد

میں (ماردینیؒ) کہتا ہوں کہ امام ابو داؤدؒ کا یہ قول امام ابن عدیؒ کے اس قول کے معارض ہے جو انہوں نے کامل میں ذکر کیا ہے کہ ھشیمؒ وشریک اور ان کے ساتھ ایک جماعت نے یزید سے ثم لم یعد کی زیادت روایت کی ہے

فلہٰذا امام ابو داؤد کا اعتراض صحیح نہیں ہے۔

جواب ۲ :۔ یزید بن ابی زیادؒ اس روایت میں متفرد بھی نہیں بلکہ عیسیٰ بن عبد الرحمٰنؒ اور حکمؒ اس کے متابع ہیں دیکھیے ابو داؤد ص ۱۰۹ ج ۱ طحاوی ص ۱۱۰ ج ۱ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵۹ ج ۱ بیہقی ص ۷۷ ج ۲۔ بہر طور یہ حدیث صحیح ہے اور ترک رفع الیدین میں صریح ہے اور غیر مقلدین حضرات اس کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔

اعتراض ۲ :۔ سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ یزید مکہ میں لایعود کی زیادت نقل نہ کرتے تھے مگر جب کوفہ میں داخل ہوئے تو ان کو تلقین کی گئی پھر لایعود کی زیادت بیان کرنے لگ گئے۔

جواب ۱ :۔ سفیان بن عیینہؒ کا یہ اعتراض کسی ضعیف راوی نے ان کی طرف غلط منسوب کیا ہے کیونکہ سفیان بن عیینہؒ خود یہ زیادت یزید سے نقل کرتے ہیں دیکھیے مصنف عبد الرزاق ص ۷۱ ج ۲)

جواب ۲ :۔ ابن عیینہؒ نے یزیدؒ سے زمانۂ تغیر حافظہ میں سنا ہے کیونکہ یزیدؒ ۴۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۶ھ میں فوت ہوتے ہیں اور ابن عیینہؒ ۱۰۷ھ میں پیدا ہوئے ہیں ابن عیینہؒ جب بڑے ہوئے ہوں تو پھر ہی انہوں نے علم حدیث وغیرہ حاصل کیا ہوگا اور یہ یزید کی عمر کا آخری حصہ ہے اس لیے ابن عیینہؒ کی حدیث یزیدؒ سے قابل اعتبار نہ ہوگی اس لیے ان کا اعتراض بھی غلط ہے اور سفیان ثوریؒ جو ابن عیینہؒ سے کئی سال بڑے ہیں اور اس طرح دوسرے حضرات جو بڑے ہیں وہ لایعود کی زیادت روایت کرتے ہیں۔

اور امام شعبہؒ بھی یزیدؒ سے صرف اول تکبیر میں رفع الیدین روایت کرتے ہیں چنانچہ سنن دارقطنی ص ۱۱۰ ج ۱ میں ہے

عن شعبة عن يزيد بن ابي زياد — امام شعبہؒ یزیدؒ سے روایت کرتے ہیں کہ

قال سمعت ابن ابي ليلى يقول — یزید نے کہا میں نے عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ سے

سمعت براء بن عازب فی ھذا المجلس یحدث قوما منھم کعب بن عجرۃ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین افتتح الصلوۃ یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ آہ	سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت براءؓ بن عازبؓ کو سنا وہ ایک مجلس میں قوم کو حدیث سناتے تھے، جن میں کعب بن عجرہ بھی تھے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ نماز شروع کرتے تو رفع الیدین کرتے پہلی تکبیر میں۔

قارئین کرام حضرت براءؓ بن عازبؓ کی تصدیق کرنے والے اور حضرات صحابہ کرامؓ بھی موجود تھے جن میں حضرت کعبؓ بن عجرہ بھی تھے معلوم ہوا کہ رفع الیدین صرف ابتدار نماز میں ہے اور یہی وجہ ہے کہ حضرت براءؓ کے شاگرد رشید حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ پہلی تکبیر کے سوا رفع الیدین نہ کرتے تھے جیسے کہ صحیح سند کے ساتھ مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالے سے ان کا عمل باب اول میں گزر چکا ہے۔

اعتراض ۴: مولوی نورحسین صاحب گھرجاکھی غیر مقلد اپنے رسالہ قرۃ العینین ص۹۴ میں لکھتے ہیں کہ علی بن عاصم نے کہا کہ میں نے خود یزید سے جا کر یہ روایت سنی تو یزید نے لایعود نہ کہا میں نے کہا محمد بن ابی لیلیٰ نے آپ سے یہ روایت کی ہے وہ اس میں لایعود کہتے ہیں تو فرمانے لگے مجھے یاد نہیں پھر میں نے اسی بات کو دہرایا پھر فرمایا مجھے یاد نہیں یعنی حافظہ اتنا کمزور ہو گیا تھا۔ آہ

جواب ۱: جناب گھرجاکھی صاحب غیر مقلد اور دوسرے غیر مقلدین حضرات کی عام عادت ہے کہ جھوٹے راویوں کی روایت ان کے ہاں قابل احتجاج ہے یہ علی بن عاصم جھوٹا اور مجروح راوی ہے محدث یحیٰی بن معینؒ فرماتے ہیں کذاب لیس بشئی کہ بہت بڑا جھوٹا اور لیس بشئی ہے اس پر اور بھی محدثین کرامؒ کی سخت جرح ہے دیکھئے تہذیب التہذیب ص۳۴۴ تا ص۳۴۸ اسی طرح محمد بن اسحٰق کذاب اور دجال مگر غیر مقلدین حضرات اس کی روایت سے وجوب فاتحہ خلف الامام ثابت کرتے

ہیں گویا اپنا مفاد کہیں ہاتھ سے نہیں جانے دیتے مگر ہم ایسے راوی کو وقعت نہیں دیتے۔
زمانے نے مرے آگے بھی دنیا پیش کردی تھی مگر میں نے تو اپنا فائدہ انکار میں دیکھا
جواب ۲:۔ جب یزیدؒ سے علی بن عاصم نے تغیر حافظہ کے زمانہ میں سُنا ہے تو علی بن عاصم کی بات کا کیا اعتبار رہے۔ محمد بن ابی لیلیٰؒ سفیان ثوریؒ شریکؒ ھشیمؒ اسمٰعیل بن زکریاؒ ابن عیینہؒ وغیرہم سب لایعود کی زیادت روایت کرتے ہیں ان میں اکثر رُواۃ یزید سے قدیم السماع ہیں نیز یزیدؒ نے جس طرح لایعود حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ سے روایت کیا ہے اس طرح عیسٰی بن عبدالرحمٰن و حکمؒ نے بھی حضرت عبدالرحمٰنؒ سے لایعود روایت کیا ہے۔

دلیل ۱۸:۔ ابوداؤد ص ۱۰۹ ج ۱ طحاوی ص ۱۱۰ ج ۱ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵۹ ج ۱ نصب الرایہ ص ۴۰۳ ج ۱ میں روایت محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ کے طریق سے آتی ہے جس میں حضرت براءؓ بن عازب فرماتے ہیں۔

رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رفع یدیہ حین افتتح الصلوٰۃ ثم لم یرفعہما حتی انصرف۔	کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے رفع الیدین کیا جب نماز شروع کی پھر رفع الیدین نہ کیا حتیٰ کہ نماز سے فارغ ہو گئے۔

اعتراض:۔ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ ضعیف ہے۔
جواب:۔ محمد بن ابی لیلیٰؒ پر اگرچہ بعض محدثینؒ نے خراب حافظہ کی وجہ سے جرح کی ہے تاہم پھر بھی جمہور کے ہاں وہ صدوق اور ثقہ ہے امام بخاریؒ کے استاد احمد بن یونس رحؒ فرماتے ہیں افقہ اھل الدنیا میزان الاعتدال ص ۸۷ ج ۳ تذکرۃ الحفاظ ص ۱۹۲ ج ۱ اس طرح کے الفاظ احمد بن یونسؒ کے استاد امام زائدہؒ فرماتے ہیں میزان ص ۸۷ ج ۳ تہذیب التہذیب ص ۳۰۲ ج ۹۔ امام عجلیؒ فرماتے ہیں کان فقیہًا صدوقًا صاحب سنۃ جائز الحدیث قارئًا عالمًا بالقرآن قرأ علیہ حمزۃ تہذیب ص ۳۰۲ ج ۹ میزان ص ۸۷ ج ۳ تذکرۃ ص ۱۹۲ ج ۱

حضرت ابن ابی لیلیٰؒ فرماتے ہیں میں حضرت عطاؒ کے پاس گیا وہ مجھ سے بعض مسائل پوچھنے لگے ان کے شاگردوں نے کچھ اوپرا جانا تو حضرت عطاؒ نے فرمایا کہ بھائیو یہ تو مجھ سے بھی بڑا عالم ہے میزان ص ۸۸ ج ۳ تذکرۃ ص ۱۶۲ ج ۱ امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں مقام اس کا سچائی ہے لیکن خراب حافظہ والا ہے علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں لہٗ ذکر فی الاحکام من صحیح البخاری (ص ۱۰۶ ج ۲) (تہذیب ص ۳۰۲ ج ۹) امام یعقوب بن سفیانؒ فرماتے ہیں ثقہ ہے عدالت والا ہے اس کی حدیث میں کچھ کلام ہے محدثین کے ہاں یہ نرم حدیث والا ہے (تہذیب ص ۳۰۳ ج ۹) حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں فقہاء ہمارے تو ابن ابی لیلیٰؒ اور ابن شبرمہؒ ہیں (سنن ترمذی ص ۲۰۵ ج ۱)۔ امام ابو یوسفؒ نے اس کی بڑی تعریف کی ہے (میزان ص ۸۸ ج ۳) امام ابو زرعہؒ فرماتے ہیں اتنا قوی نہیں ہے جتنا کہ ہونا چاہیئے تھا (تذکرہ ص ۱۶۲ ج ۱)۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں صدوق مگر صحیح حدیث کو ضعیف سے علیحدہ نہیں کر سکتا اس لیے میں ان سے روایت نہیں کرتا (سنن ترمذی ص ۴۴ ج ۱ و ص ۲۰۵ ج ۱)۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں صدوق فقیہ سند میں اس کو وہم ہو جاتا ہے۔ (سنن ترمذی ص ۲۰۵ ج ۱) مگر وہم سے کون محفوظ ہے الغرض یہ راوی متکلم فیہ ہوتے ہوئے بھی قابل اعتبار ہے۔ اس لیے تو امام ترمذیؒ نے سنن ترمذی ص ۱۷ ج ۲ میں اس کی حدیث کو حسن صحیح کہا ہے اور امام ترمذی نے تحسین تو کئی مواضع پر کی ہے (دیکھیئے سنن ترمذی ص ۱۱۱ ج ۱ ص ۱۲۰ ج ۱ ص ۱۶۹ ج ۱ ص ۲۷ ج ۱)۔ حافظ ابن قیمؒ بدائع الفوائد ص ۱۲۳ ج ۴ میں اس کی ایک حدیث کی محدثینؒ سے تصحیح نقل کرتے ہیں چنانچہ الفاظ یہ ہیں قالوا ھذا اسناد صحیح امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں ثقۃ فی حفظہ شیٔ (الدارقطنی ص ۴۶ ج ۱) محدث منذریؒ الترغیب والترہیب ص ۵۳۵ ج ۵ طبع مصر بابی حلبی میں لکھتے ہیں الانصاری الکوفی صدوق امام ثقۃ ردیٔ الحفیظ کثیرا کذا قال الجمھور فیہ الخ علامہ ذہبیؒ میزان ص ۸۷ ج ۳ میں لکھتے ہیں الانصاری الکوفی صدوق امام سیٔی الحفظ وقد وثق الخ علامہ ذہبیؒ تذکرۃ ص ۱۶۲ ج ۱ میں لکھتے ہیں۔

قلت حدیثہ فی وزن الحسن ولا یرتقی الی الصحۃ لانہ لیس بالمتقن عندھم ومناقبہ کثیرۃ الخ۔

میں (ذہبیؒ) کہتا ہوں کہ اس کی حدیث حَسَنْ درجے کی ہے اور صحت تک نہیں پہنچتی کیونکہ محدثینؒ کے ہاں وہ مضبوط نہیں اور فضائل اس کے بہت ہیں۔

علامہ نورالدین ھیثمیؒ مجمع الزوائد ص ۲۳۸ ج ۲ میں لکھتے ہیں وفی الاسناد الاول محمد بن ابی لیلیٰ وھو سیئ الحفظ وحدیثہ حسنٌ انشاء اللہ اور مجمع الزوائد ص ۲۵ ج ۴ میں لکھتے ہیں۔ محمد بن ابی لیلیٰ وھو سیئ الحفظ ولکنہ ثقۃ۔

غیر مقلدین حضرات کے بزرگوں کی طرف سے محمد بن ابی لیلیٰؒ کی توثیق

علامہ قاضی شوکانیؒ تحفۃ الذاکرین ص ۱۹ میں مجمع الزوائد کے حوالے سے ابن ابی لیلیٰؒ کا حسن الحدیث ہونا نقل کیا ہے بحوالہ بسط الیدین ص ۵۱۔ مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوریؒ تحفۃ الاحوذی ص ۱۷۴ ج ۱ میں فرماتے ہیں۔

محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ وانکان بعض اھل العلم یضعفہ فمتابعۃ الاعمش ایاہ عن عمرو بن مرۃ ومتابعۃ شعبۃ کما ذکر ذالك الترمذی فیما یصحح خبرہ وان خالفاہ فی الاسناد و ارسلاہ فھی غیر قادحۃ

ابن ابی لیلیٰؒ کو اگرچہ بعض اہل علم ضعیف کہتے ہیں مگر اس کی متابعت اعمشؒ عن عمرو بن مرۃ اور شعبۃؒ سے جیسا کہ امام ترمذی نے ذکر کیا ہے پر امر اس کی حدیث کو صحیح کرتا ہے اگرچہ یہ راوی دوسری سند میں ہیں اور انہوں نے اس کا ارسال کیا ہے پس یہ کوئی عیب نہیں ہے۔

الخ بلفظہٖ

اور علامہ احمد محمد شاکرؒ شرح ترمذی میں لکھتے ہیں۔

ومثل ھذا لایقل حدیثہ عن

محمد بن ابی لیلیٰؒ جیسے شخص کی حدیث حسن درجہ

درجة الحسن المحتج به و اذا تابعه غيره كان الحديث صحيحاً۔ لا

ہے جو قابل احتجاج ہے گو کم نہیں ہے اور جب کوئی حدیث اسکی روایت کے موید مِل جائے تو پھر اس کی حدیث صحیح ہو جائے گی (جس کا حسن حدیث سے درجہ زیادہ ہے)

حافظ عبداللہ روپڑی غیر مقلد رفع یدین اور آمین ص۲۷ میں ایک حدیث کے بارے لکھتے ہیں اس حدیث میں محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ایک راوی ہے اس کے متعلق مجمع الزوائد میں لکھا ہے جمہور اس کو ضعیف کہتے ہیں اور ابو حاتم کہتے ہیں مقام اس کا صدق ہے۔ مجمع الزوائد میں جمہور کے ضعیف کہنے کی وجہ نہیں بتائی تقریب التہذیب میں اس کی وضاحت کی ہے چنانچہ لکھتے ہیں صدوق سیئ الحفظ جدا یعنی سچا ہے حافظہ بہت خراب ہے اس سے معلوم ہوا کہ ضعف کی وجہ حافظہ کی کمزوری ہے ویسے سچا ہے جھوٹ نہیں بولتا پس یہ حدیث بھی کسی قدر اچھی ہوئی اور دوسری حدیثوں کے ساتھ مِل کر نہایت قوی ہو گئی آھ بلفظہ۔

قارئین کرام جب غیر مقلدین حضرات کے ہاں ابن ابی لیلیٰؒ کی حدیث دوسری حدیثوں کے ساتھ مِل کر نہایت صحیح اور قوی ہو جاتی ہے تو یہ ترک رفع الیدین کی روایت بھی دوسری حدیثوں کے ساتھ مِل کر نہایت صحیح اور قوی ہو گئی ہے اور غیر مقلدین حضرات پر حجت تام ہو گئی ہے یہ الگ بات ہے کہ یہ روایت چونکہ ان کے مذہب کے خلاف ہے اس لیے غیر مقلدین حضرات اپنے مسلمہ اصولوں کو فراموش کر کے بطور تعصب اس کا انکار کر دیں۔ سہ

ستم ظریف نہ سمجھو کہ بے زباں ہیں ہم ہے بات یوں کہ ہم کرتے نہیں گلہ تم سے

دلیل ۱۹: مسند احمد ص۳ج۴ میں روایت ہے۔

حدثنا عبدالله حدثني ابي ثنا عبدالقدوس بن بكر بن خنيس قال انا حجاج عن عامر بن عبدالله

اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا آپ

بن الزبیر عن ابیہ قال رأیت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا افتتح الصلوۃ فرفع یدیہ
حتی یحاذی بھما اذنیہ قال
قریٔ عن سفیان وانا شاھد سمعت
ابن عجلان وزیاد بن سعد عن
عامر بن عبد اللہ عن ابیہ قال
رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ھکذا وعقد ابن الزبیرؓ آھ

جب نماز شروع کرتے تو رفع الیدین کانوں کے برابر کرتے۔

اس حدیث میں چونکہ صرف رفع الیدین کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے اگر رفع الیدین افتتاح صلوۃ کے بعد بھی ہوتا تو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اس کو بھی بیان فرماتے بلکہ مولانا عبدالرحمن صاحب مبارکپوریؒ غیر مقلد تحفۃ الاحوذی ص ۲۲۳ ج ۱ و ص ۲۴۵ ج ۱ میں لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ایک شخص کو نماز میں دعاء مانگتے ہوئے رفع الیدین کرتے دیکھا تو فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو نماز میں رفع الیدین نہ کرتے تھے حتیٰ کہ نماز سے فارغ ہوجاتے اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ اس صحیح حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں بالکل رفع الیدین نہ کرتے تھے اگر رفع الیدین عندالرکوع ہوتا تو حضرت عبداللہ بن زبیر اس کی استثناء کرتے۔ حضرت عبداللہؓ کے صاحبزادے حضرت عبادؒ کی مرسل صحیح حدیث بھی منع رفع الیدین میں گزرچکی ہے۔ الحاصل ترک رفع الیدین کی روایات مضبوط اور صحیح اور غیر مضطرب ہیں اور رفع الیدین عندالرکوع وغیرہ کی روایات مبہم مضطرب اور ادھوری ہیں ہاں رفع الیدین عندالافتتاح کی روایات بہت مضبوط ہیں کیونکہ پچاس حضرات صحابہؓ کرام اس کے راوی ہیں جن میں

حضرات عشرہ مبشرہؓ بھی شامل ہیں جیسے کہ اسی کتاب کے مقدمہ میں یہ گذر چکا ہے۔ اب غیر مقلدین حضرات کی مرضی کہ پچاس صحابہؓ کرام کا مقابلہ کریں یا انہیں کے مطابق ترک رفع الیدین پر عمل کریں ۔

یا ہاتھ ٹوٹے جائینگے یا کھولیں گے نقاب ۔۔۔ سلطانِ عشق کی یہی فتح و شکست ہے

آثار صحابہ کرامؓ

اثر ۱:۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ افتتاح صلوٰۃ کے بعد رفع الیدین نہ کرتے تھے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے گواہی دی ہے دیکھئے دلیل ۱۵ میں۔

اثر ۲:۔ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۶۰ ج ۱ طحاوی ص ۱۱۱ ج ۱ نصب الرأیہ ص ۴۰۵ ج ۱ درایہ ص ۸۵ میں روایت آتی ہے:۔

واللفظ لہ بن ابی شیبۃ حدثنا یحیی بن آدم عن حسن بن عیاش عن عبدالملک بن ابجر عن الزبیر بن عدی عن ابراھیم عن الاسود قال صلّیت مع عمرؓ فلم یرفع یدیہ فی شئ من صلوٰتہٖ الا حین افتتح الصلوٰۃ قال عبدالملک ورأیت الشعبی وابراھیم وابا اسحٰق لا یرفعون ایدیھم الا حین یفتتحون الصلوٰۃ۔	حضرت اسودؒ تابعی فرماتے کہ میں نے حضرت عمرؓ بن خطاب کے ساتھ نماز پڑھی پس آپ نے نماز کے کسی حصے میں رفع الیدین نہ کیا مگر افتتاح صلوٰۃ کے وقت عبدالملکؒ بن ابجر فرماتے ہیں کہ میں نے امام شعبیؒ و ابراہیم نخعیؒ و ابواسحٰق سبیعی کو دیکھا وہ بھی نماز کی ابتداء کے سوا رفع الیدین نہ کرتے تھے۔

علامہ ماردینیؒ الجوہر النقی ص ۱۳۶ ج ۱ میں لکھتے ہیں وھذا السند ایضاً صحیح علی شرط مسلم حافظ ابن الھمامؒ فتح القدیر ص ۲۱۹ ج ۱ میں لکھتے ہیں بسند صحیح علامہ نیمویؒ آثار السنن ص ۱۰۶ ج ۱ میں لکھتے ہیں وھو اثر صحیح علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نیل الفرقدین ص ۴۲ میں لکھتے ہیں فاثر عمر صحیح بلا ریب دیگر اور کئی مسائل کی طرح اس مسئلہ

ہیں بھی ہمارے مخالف اور فی نفسہٖ سخت متعصّب حافظ ابن حجرؒ بھی اس روایت کی صحت کا اقرار کرتے ہوئے فرماتے ہیں وھذا رجالہ ثقات" درایہ ص۸۵ کہ اس حدیث کے سب راوی معتبر و ثقہ ہیں ؎

وہ آگے آگے وصل کا اقرار ساتھ ساتھ ... میں پیچھے پیچھے سر یہ ہوں بستر لیے ہوئے

الحاصل اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ پہلا راوی حضرت ابوبکر بن ابی شیبہؒ جو امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کا استاد ہے اور صحیحین کا مرکزی راوی ہے دوسرا یحیٰی بن آدمؒ بھی صحیحین کا راوی ہے تیسرا حسن بن عیاشؒ جو ابوبکر بن عیاش کا بھائی ہے (کما فی الترمذی) اور صحیح مسلم کے راوی ہے مثلاً صحیح مسلم ص۲۸۳ ج۱ وغیرہ چوتھا عبدالملک بن ابجرؒ تابعی ہیں (نووی شرح مسلم ص۱۰۶) یہ بھی صحیح مسلم کے رجال میں سے ہیں دیکھئے صحیح مسلم ص۱۰۶ ج۱ ص۲۸۶ ج۱ ص۴۱۱ ج۱ وغیرہ پانچواں زبیر بن عدیؒ صحیحین کے راوی ہیں مثلاً دیکھئے صحیح بخاری ص۱۰۴۷ ج۲۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ اور حضرت اسودؒ جلیل القدر تابعی ہیں اور حضرت عمرؓ بن خطاب خلیفہ راشد ہیں۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ و حضرت عمرؓ رفع الیدین نہیں کرتے تو ان کے مقتدی صحابہ کرامؓ کیسے رفع الیدین کرتے ہوں گے معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرامؓ کا ترک رفع الیدین پہ اجماع تھا۔ چنانچہ امام طحاویؒ شرح معانی الآثار ص۱۱۱ ج۱ میں لکھتے ہیں۔

قال ابوجعفر فھذا عمر لم یکن یرفع یدیہ ایضاً الا فی التکبیرۃ الاولیٰ فی ھذا الحدیث وھو حدیث صحیح لان الحسن بن عیاش وان کان ھذا الحدیث انما دار علیہ فانہ ثقۃ حجۃ قد ذکر ذالک یحیی بن معین وغیرہ افتری عمر بن الخطاب خفی علیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ فی الرکوع والسجود وعلم ذالک من دونہ ومن ھو معہ یراہ یفعل غیر ما رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعل ثم لا ینکر ذالک علیہ ھذا عندنا محال فعل عمر ھذا وترک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاہ علی ذالک دلیل

صحیحٌ ان ذالك هو الحق الذی لا ینبغی لاحد خلافہ آہ بلفظہٖ : اس لمبی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور حسن بن عیاشؒ ثقہ ہیں امام یحیٰی بن معین وغیرہ نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے اگر عمر فاروقؓ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو رفع الیدین رکوع اور سجود میں کرتے دیکھتے تو خود اس کے خلاف عمل نہ کرتے۔ حضرت عمرؓ کا ترک رفع الیدین کرنا اور صحابہؓ کرام کا ان پر انکار نہ کرنا یہ اس بات کی صاف دلیل ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی یہی (ترک رفع الیدین) سُنت ہے اور یہی حق ہے اور اس کے خلاف عمل کرنا کسی کو بھی مناسب نہیں۔ علامہ سید محمد انور شاہ صاحبؒ نیل الفرقدین ص ۲۷ میں لکھتے ہیں۔ وذکر ابن بطال انہ لم یختلف عنہ فی ذالك کہ علامہ ابن بطالؒ نے فرمایا ہے کہ حضرت عمرؓ سے ترک رفع الیدین کے سوا اور کچھ بھی ثابت نہیں یعنی رفع الیدین آپ سے مروی نہیں ہے (لطیفہ) حافظ عنایت اللہ صاحب اثری گجراتی غیر مقلد اپنے رسالہ زینۃ الصلوٰۃ ص ۱۹ میں لکھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ سے رفع الیدین کا ثبوت بحوالہ کتب محدثین اوپر درج ہو چکا ہے پس طحاوی حنفی کا بیان قابل وثوق نہیں ہے یہ امام مزنی کا بھانجہ اور شاگرد ہے جو اُن سے بگڑ کر حنفی ہو گیا بس پھر کیا تھا حنفی ہوتے ہی امام ابوحنیفہؒ اور اُن کے شاگردوں کے فتوؤں کی تائید میں کتاب بنام شرح معانی الآثار لکھ ماری کہ جس میں ضعیف حدیثوں کی تصحیح اور صحاح کی تضعیف کر کے احناف کی خوب رضاجوئی کی مگر خدا کی شان کہ پھر بھی اس کی کتاب کو نہ تو حنفیوں میں قبولیت حاصل اور نہ وہ اہل حدیثوں کے یہاں مقبول و مسلم ہوئی پھر یہ ترک احیاناً جو وجوب کے خلاف ہے سنت کے خلاف نہیں آہ بلفظہٖ۔

تصویر کا دوسرا رُخ :۔ ناقد فن رجال علامہ ذہبیؒ تو امام طحاویؒ کے بارے لکھتے ہیں۔

الامام العلامۃ الحافظ صاحب التصانیف البدیعۃ ۔ الی قولہٖ وکان ثقۃ ثبتاً فقیہا عاقلاً لم یخلف مثلہٗ (تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۲۸)

یعنی امام طحاویؒ امام علامہ حافظ الحدیث اور بے مثال کتب کے مصنف تھے۔ اور ثقہ ثبت فقیہ اور عقلمند تھے اپنے بعد اپنی کوئی نظیر نہیں چھوڑ گئے۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ خود حافظ عنایت اللہ صاحب اسی رسالہ کے ص۲۰ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں امام طحاوی جامع روایت و درایت ہیں اور وہ امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ اور زفر کی حدیث نبوی کے احترام میں مخالفت بھی کرتے ہیں الخ بلفظہ۔ سچ ہے کہ دروغ گو را حافظہ نباشد۔ حدیث شریف میں آتا ہے اذا لم تستحی فاصنع ما شئت۔ بخاری ص۹۵ ج۱ و ص۴۹۵ ج۱ و مسند احمد ص۱۲۱ ج۴ و ص۱۲۲ ج۴ کسی نے اس کا فارسی زبان میں کیا ہی خوب ترجمہ کیا ہے۔ بے حیا باش وہر آنچہ خواہی کن۔

قارئین کرام یہ حافظ عنایت اللہ صاحب پورے غیر مقلد ہیں کیونکہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا والد یوسف نجار کو ٹھہرایا ہے اور بہت سے معجزات کا انکار کیا ہے مثلاً شق قمر (دیکھئے اتفاق البصر فی انشقاق قمر) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے لے کر جو پتھر بھاگا تھا اس کے بارے حافظ صاحب نے کہا ہے کہ وہ حجر (پتھر) نہ تھا بلکہ حجر (گھوڑی) تھی جو کپڑے لے کر بھاگی تھی دیکھیے ان کی کتابیں عیون زمزم و آیات السائلین۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو غیر مقلدین حضرات کے شر سے محفوظ رکھے آمین۔ یہ ہیں انکار تقلید کے نتائج۔

اعتراض: نصب الرایہ ص۴۰۵ ج۱ میں ہے کہ امام حاکمؒ نے اس روایت کو شاذ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس سے حجت قائم نہیں ہو سکتی اور نہ اس کا صحیح حدیثوں سے معارضہ ہو سکتا ہے جو طاؤس بن کیسان عن ابن عمران عمر کان یرفع الخ کے الفاظ سے مروی ہیں کہ حضرت عمرؓ رفع الیدین کرتے تھے۔

الجواب الاول: نصب الرایہ کے صحیح نسخہ میں ابن عمر کی زیادت نہیں ہے۔ جیسے کہ نیل الفرقدین ص۱۰۱ و تعلیق الحسن ص۱۰۶ ج۱ میں خزانہ المعروف ایشاٹک سوسائٹی کلکتہ کے نسخہ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ نیز اس نسخہ کی صحت کی ایک بڑی دلیل یہ بھی ہے

کہ حافظ ابن حجرؒ نے درایہ ص۸۵ میں امام حاکمؒ کی طرف سے معارضہ کے وقت ابن عمرؓ کی زیادت ذکر نہیں کی بلکہ ابن عمرؓ کے عمل سے تعارض پیش کیا ہے حالانکہ درایہ نصب الرأیہ کا ملخص ہے نیز حافظ ابن ہمامؒ نے بھی فتح القدیر ص۲۱۹/۱ میں امام حاکمؒ کی طرف سے ابن عمرؓ کے اثر سے تعارض پیش کیا ہے۔ ملاحظہ ہو بغیۃ الالمعی ج۱ ص۴۰۵)۔ اس سے ثابت ہوا کہ ابن بطالؒ کا فرمان کہ حضرت عمرؓ کے عمل ترک رفع الیدین کے خلاف حضرت عمرؓ سے کچھ بھی مروی نہیں صحیح ہے۔

الجواب الثانی: امام حاکمؒ نے طاؤس بن کیسان کے طریق سے جس روایت کا حوالہ دیا ہے وہ مجہول ہے چنانچہ حکم بن عتیبہؒ فرماتے ہیں۔

فسألت رجلاً من اصحابه فقال انه یحدث به عن ابن عمر عن عمر بن الخطاب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم (بیہقی ص۷۴/۲)	کہ میں نے طاؤسؒ کے اصحاب میں سے ایک شخص سے پوچھا کہ طاؤسؒ رفع الیدین کیوں کرتے ہیں تو اس شخص نے کہا کہ طاؤسؒ اس کو ابن عمر عن عمر بن الخطاب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔ نہ معلوم وہ شخص کون اور کیسا تھا؟۔

تو ایسی مجہول اور بے اصل روایت سے صحیح روایت کو شاذ قرار دینا کہاں کا انصاف ہے؟۔

الجواب الثالث: امام حاکمؒ کا اس کو حضرت عمرؓ سے بیان کرنا وہم ہے اصل میں یہ مجہول روایت حضرت ابن عمرؓ سے بیان کی جاتی ہے دیکھئے مسند احمد ص۴۴/۲۔ اور نصب الرأیہ ص۴۱۵/۱ میں ہے کہ امام احمدؒ نے فرمایا ہے۔

لیس هذا بشئ انما هو عن ابن عمرؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔	کہ حضرت عمرؓ سے یہ روایت بیان کرنا لیس بشئ ہے بلکہ یہ ابن عمرؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی گئی ہے۔

اور امام دار قطنیؒ نے بھی ابن عمرؓ کی زیادت کو وہم قرار دیا ہے اور لکھا ہے
والمحفوظ عن ابن عمرؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم (نصب الرایہ ص۴۱۵ ج ۱)
قارئین کرام جب یہ روایت ہی مجہول ہے تو اس کا بیان کرنا ہی بیکار ہے
چاہے ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طریق سے ہو یا
ابن عمرؓ ان عمرؓ بن الخطاب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے طریق سے ہو۔ اس لیے امام حاکمؒ کا اس مجہول روایت کو صحیح قرار دینا اور
پھر اس سے معارضہ پیش کرکے صحیح روایت کو (جس کا ابن حجرؒ بھی اقرار کر
چکے ہیں شاذ قرار دینا غلط ہے ایسے موقعہ پر علامہ ذہبیؒ کے پاس ایک آخری جواب
ہے جو امام حاکمؒ کو وہ کبھی کبھی دیا کرتے ہیں دیکھیے دلیل ۲ کے تحت جواب ہیں۔
الجواب الرابع: حضرت ابن عمرؓ کی روایت مجہولہ کا اس صحیح روایت سے تعارض
پیش کرنا غلطی ہے کیونکہ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمرؓ کو تکبیر
افتتاح کے سوا رفع الیدین کرتے کبھی نہیں دیکھا کما سیاتی مفصلاً۔
الجواب الخامس: اگر بالفرض حضرت ابن عمرؓ سے رفع الیدین کا اثر ثابت بھی
ہو تب بھی اس کا حضرت عمرؓ کے عمل سے تعارض نہیں کیا جا سکتا چنانچہ مولانا
مبارکپوریؒ غیر مقلد ابکار المنن ص۱۶۵ میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اپنے بیٹے ابن عمرؓ
سے سنت کے زیادہ بڑے عالم تھے اس لیے حضرت عمرؓ کے اثر کو ابن عمرؓ
کے اثر پر ترجیح ہوگی۔ (بحوالہ احسن الکلام ص۳۰۱ ج ۱)۔
اثر ۳: حضرت عثمان غنیؓ سے بھی رفع الیدین صرف عند الافتتاح ثابت ہے۔
جیسے کہ مقدمہ میں بحث گذر چکی ہے۔
اثر ۴: شرح معانی الآثار ص۱۱۰ ج ۱ موطا محمد ص۹۴ مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۵۹ ج ۱ السنن الکبریٰ
بیہقی ص۸۰ ج ۲ نصب الرایہ ص۴۰۶ ج ۱ درایہ ص۸۵ میں روایت ہے۔
واللفظ للموطا۔ قال محمد اخبرنا امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں ابوبکر بن عبداللہ

ابو بکر بن عبد اللہ النہشلی عن عاصم بن کلیب الجرمی عن ابیہ وکان من اصحاب علیؓ ان علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کان یرفع یدیہ فی التکبیرۃ الاولی التی یفتتح بہا الصلوٰۃ ثم لا یرفعہما فی شئی من الصلوٰۃ آھ بلفظہ۔

نہشلیؒ نے خبر دی عاصمؒ بن کلیب نے اور انہوں نے اپنے باپ کلیبؒ سے اور کلیبؒ کہ حضرت علیؓ کے شاگردوں و مصاحبین میں سے تھے کہ حضرت علیؓ پہلی تکبیر میں جس سے نماز شروع کی جاتی ہے رفع الیدین کرتے تھے پھر نماز میں کہیں بھی رفع الیدین نہ کرتے تھے۔

قارئین کرام یہ حدیث بھی صحیح ہے اور بحمد اللہ تعالیٰ حضرات خلفاء راشدینؓ کا اس پر اجماع و اتفاق ہے اور مولانا امیر یمانی غیر مقلد سبل الاسلام ص۱۲۸ ج۱ باب صلوٰۃ التطوع حدیث ۱۶ میں حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اذا اتفق الخلفاء الاربعۃ علی قول کان حجۃ لا اذا انفرد واحد منہم

کہ جب خلفاء راشدین اربعہؓ کا کسی مسئلہ پر اتفاق ہو تو وہ عمل حجت ہو گا نہ جب کہ ان میں سے کوئی علیحدہ ہو۔

غیر مقلدین حضرات کا انصاف دیدہ باید:۔

اعتراض ۱:۔ مولوی محمد صاحب غیر مقلد دلائل محمدی حصہ دوم ص۱۲ میں لکھتے ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ بھی غلط ہے اس اثر کی صحت کوئی شخص پیش نہیں کر سکتا ۔ مسک الختام میں ہے بصحت نرسیدہ آھ

جواب:۔ یہ حدیث صحیح ہے علامہ زیلعیؒ نصب الرایہ ص۴۰۶ ج۱ میں لکھتے ہیں ۔ وھو اثر صحیح نیز فرماتے ہیں۔

فجعلہ الدارقطنی موقوفاً صواباً

کہ دارقطنیؒ نے بھی اس موقوف کو صواب قرار دیا ہے

اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں صحیح علی شرط مسلم (شرح البخاری ص۹ ج۲ و شرح الہدایہ ص۲۹۶ ج۱) علامہ ماردینیؒ (الجوہر النقی ص۱۳۸ ج۱ میں) فرماتے ہیں رجالہ ثقات ۔ و علامہ ابن حجرؒ شافعی فرماتے ہیں رجالہ ثقات وھو موقوف" (درایہ ص۸۵ طبع دہلی) ۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں جب حضرت علیؓ کی حدیث صحیح ثابت ہو چکی ہے تو اس میں تارکین رفع الیدین کے لیے بڑی بھاری حجت ہے (طحاوی ص۱۱۰ ج۱) مولوی محمد صاحب غیر مقلد نے نہ معلوم کس نشہ میں یہ کہہ دیا ہے کہ اس کی صحت کوئی شخص پیش نہیں کر سکتا ؎

گر نبیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اعتراض ۲ :- مولوی محمد صاحب غیر مقلد دہلوی جوناگڑھی فرماتے ہیں اور بالفرض اگر ثابت بھی مان لیں تو کہیں گے کہ ممکن ہے کہ یہ مسئلہ باوجود خوب شہرت کے حضرت علیؓ کو معلوم نہ ہو جیسے کہ بیع امہاتِ اولاد کا آپ کو علم نہ تھا وغیرہ (دلائل محمدی ص۱۴۲ حصہ دوم) ۔

جواب :- غیر مقلدین حضرات اپنی مرضی کے خلاف صحیح حدیثوں کے انکار کرنے میں کوئی دقت محسوس نہیں کرتے بس ممکن بالفرض اگر مگر وغیرہ الفاظ بول کر مداری کی طرح اس کو ایک کھیل اور تماشہ سمجھتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون پھر باوجود خوب شہرت کے حضرت علیؓ کو پتہ نہ ہو یہ کیسی خوب شہرت ہے کہ جس کا خلیفہ راشد حضرت علیؓ جیسے شخص کو علم نہ ہو ۔ نیز مولوی محمد صاحب غیر مقلد کا یہ کہنا کہ بیع امہاتِ اولاد کا حضرت علیؓ کو علم نہ تھا بالکل بے جا ہے ۔ حضرت علیؓ سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ انہوں نے امہاتِ اولاد کی بیع کی تحریم سے جواز کی طرف رجوع کر لیا تھا ۔ اور خود فرماتے ہیں کہ پہلے میری اور حضرت عمرؓ کی رائے اس پر متفق ہو گئی تھی کہ ان کو نہ بیچا جائے پھر میری رائے یہ ہوئی کہ بیع جائز ہے امیر یمانیؒ فرماتے ہیں کہ اگر اس مسئلہ میں کوئی نص ہوتی تو حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ کو رائے کی ضرورت پیش نہ آتی ۔ نہی کے بارے جو روایت ہے وہ حضرت

پر موقوف ہے اور اجازت کے بارے میں روایت ضعیف ہونے کے باوجود حضرت علیؓ کے ہاں معمول بہ ہے۔ (دیکھئے سبل السلام ج ۲ ص ۳۲۷، ۳۲۸ کتاب البیوع حدیث ۱۲) کسی نے اسی موقعہ پر بہت ہی خوب کہا ہے ؎

خوئے بد را بہانہ ہائے بسیار

اعتراض ۲۳ و جوابہٗ :۔ علامہ زیلعیؒ نصب الرایہ ص ۴۱۳ ج ۱ میں لکھتے ہیں

وقال الشیخ فی الامام قال عثمان بن سعید الدارمی وقد روی من طریق واھیۃ عن علی انہ کان یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ من الصلوٰۃ ثم لا یعود قال وھذا ضعیف اذ لا یظن بعلی انہ کان یختار فعلہ علی فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو قد روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یرفع عند الرکوع و عند الرفع منہ قال الشیخ وما قالہ الدارمی ضعیف فانہ جعل روایۃ الرفع مع حسن الظن بعلی فی ترک المخالفۃ دلیلا علی ضعف ھذہ الروایۃ وخصمہ یعکس الامر ویجعل فعل علی بعد الرسول دلیلا علی نسخ ما تقدم واللہ اعلم۔	امام ابن دقیق العیدؒ نے اپنی کتاب امام میں لکھا ہے کہ دارمیؒ نے کہا ہے کہ حضرت علیؓ سے کمزور طریقہ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ پہلی تکبیر میں رفع الیدین کرتے تھے پھر نہ کرتے تھے دارمیؒ نے کہا کہ یہ ضعیف ہے اس لیے کہ حضرت علیؓ پر گمان نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اپنے ترک رفع الیدین کے فعل کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فعل رفع الیدین پر ترجیح دیں حالانکہ خود حضرت علیؓ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے رفع الیدین روایت کیا ہے امام ابن دقیق العیدؒ دارمیؒ کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دارمیؒ نے جو کچھ کہا ہے ضعیف ہے کیونکہ انہوں نے بقول خود رفع الیدین کی روایت کو جو حضرت علیؓ سے مروی ہے ترک رفع الیدین کے عمل کے ضعیف ہونے پر حضرت علیؓ سے حسن ظن کرتے ہوئے دلیل پکڑی ہے اور مخالف کو بھی حق ہے کہ

وہ معاملہ کو اُلٹا کر حضرت علیؓ سے حسن ظن رکھتے
ہوئے ترک رفع الیدین کے عمل کو رفع الیدین
کی روایت کے لیے ناسخ بنا ڈالے واللہ
تعالیٰ اعلم۔ کیونکہ آپؐ کے بعد حضرت علیؓ
کا عمل نسخ کی واضح دلیل ہے ،

قارئین کرام حضرت علیؓ کا عمل ترک رفع الیدین میں بہت مضبوط ہے۔ اوّلاً تو اس کی سند بہت مضبوط ہے حافظ ابن حجرؒ جیسے شخص بھی رجالہ ثقات فرما چکے ہیں وثانیاً حضرت علیؓ کے تمام ساتھی ترک رفع الیدین پر عمل کرتے تھے یہ آپ کی تعلیم ہی تو تھی جس پر وہ پابند عمل ہوتے۔ دوسری طرف رفع الیدین کی روایت نہایت کمزور ہے کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی عبدالرحمٰن بن ابی الزناد واقع ہے جو کہ ضعیف ہے جس کی بحث اپنے مقام پر آجائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ بہر طور ثابت ہوا کہ حضرات خلفاء راشدین رفع الیدین بعد الافتتاح نہ کرنے پر متفق ہیں۔

اثر ۵ ؎ طحاوی ص $\frac{۱۱۰}{ج۱}$ مصنف ابن ابی شیبہ ص $\frac{۲۴۰}{ج۱}$ نصب الرأیہ ص $\frac{۳۹۲}{ج۱}$ میں روایت ہے۔

واللفظ لابن ابی شیبۃ حدثنا ابوبکر بن عیاش عن حصین عن مجاھد قال ما رأیت ابن عمر یرفع یدیہ الا فی اول ما یفتتح اھ	امام بخاریؒ کے استاد حافظ ابوبکر بن ابی شیبہؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے ابوبکر بن عیاشؒ نے حدیث بیان کی کہ وہ حصینؒ سے وہ امام المفسرین حضرت مجاہدؒ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ افتتاح صلوٰۃ کے بعد رفع الیدین میں نے کبھی بھی حضرت ابن عمرؓ کو کرتے نہیں دیکھا۔

علامہ ماردینیؒ الجوہر النقی ص $\frac{۱۳۶}{ج۱}$ میں فرماتے ہیں وھذا سند صحیح، علامہ عینیؒ شرح بخاری ص $\frac{۸}{ج۳}$ میں فرماتے ہیں۔ باسناد صحیح اور شرح ہدایہ ص $\frac{۴۲۶}{ج۱}$ میں فرماتے

ہیں واسناد ما رواہ الطحاوی صحیح علامہ نیمویؒ فرماتے ہیں وسندہ صحیح آثار السنن ص ۱۰۸ ج۱

اعتراض ۱ : حضرت امام بخاریؒ فرماتے ہیں ابوبکر بن عیاشؒ کا آخری عمر میں حافظہ متغیر ہوگیا تھا تو یہ روایت صحیح کیسے ہوسکتی ہے۔

الجواب الاول : امام ابن عدیؒ فرماتے ہیں۔

لم اجد له حديثا منكرا من روايـة الثقات عنـه بحوالہ مقدمة فتح الباری وفتح الملہم ص ۱۶ ج۲	کہ میں نے ابوبکر بن عیاشؒ کی کوئی روایت بھی اوپری اور منکر نہیں پائی جو ثقہ راویوں نے ان سے روایت کی ہو۔

اور یہاں ان سے ثقہ راوی حافظ ابوبکر بن ابی شیبہؒ ہیں جن سے حضرت امام بخاریؒ صحیح بخاری میں روایت کرتے ہیں۔

الجواب الثانی : امام بخاریؒ نے خود ابوبکر بن عیاشؒ سے صحیح بخاری میں کافی روایات ذکر کی ہیں مثلاً دیکھیں صحیح بخاری ص ۱۸۶ ج۱ و ص ۲۳۲ ج۱ و ص ۲۶۰ ج۱ و ص ۲۶۳ ج۱ و ص ۲۷۲ ج۱ و ص ۴۹۶ ج۱ و ص ۶۵۵ ج۲ و ص ۷۲۵ ج۲ و ص ۷۴۸ ج۲ و ص ۸۸۹ ج۲ و ص ۹۰۳ ج۲ و ص ۹۵۲ ج۲ و ص ۹۵۴ ج۲ و ص ۹۶۳ ج۲ و ص ۹۸۶ ج۲ و ص ۱۰۵۲ ج۲ و ص ۱۱۱۸ ج۲ و ص ۴۰۴ ج۱ وغیرہ۔ حضرت امام بخاریؒ خود تو ابوبکر بن عیاشؒ سے احتجاج کرتے ہیں لیکن فریق مخالف پر اعتراض کرتے ہیں اگر ہم ابوبکر بن عیاشؒ کی روایت احتجاج کرنے کے باعث گناہ گار ہیں تو حضرت امام بخاریؒ خود بھی تو اس کے مرتکب ہیں ع

ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

الجواب الثالث : حضرت ابوبکر بن عیاشؒ کا مذہب ترک رفع الیدین ہے اور ساتھ ہی یہ گواہی بھی دیتے ہیں کہ میں نے کسی فقیہ کو بھی رفع الیدین کرتے نہیں دیکھا اتنے مضبوط عقیدے والے شخص سے ترک رفع الیدین کے مسئلہ میں کیا وہم کا تصور کیا جاسکتا ہے ہرگز نہیں۔

الجواب الرابع : جب حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جناب نبی کریم صلی اللہ تعالے

علیہ وسلم سے ترک رفع الیدین کی روایت ذکر کی ہیں تو اگر خود ان پر عمل کریں تو اس میں کیا حرج ہے بلکہ ان پر لازم ہے کہ ضرور وہ ترک رفع الیدین پر عمل کریں تاکہ سنّتِ نبوی پر عمل ہو جائے۔

الجواب الخامس :- حضرت ابن عمرؓ کے اس اثر کے اور بھی متابعات ہیں مثلاً مؤطا محمد ص ۹۳ میں ہے۔

قال محمد اخبرنا محمد بن ابان بن صالح عن عبد العزیز بن حکیم قال رأیت ابن عمر یرفع یدیه حذاء اذنیه فی اوّل تکبیرة الافتتاح ولم یرفعهما فیما سوی ذالك۔

عبد العزیز بن حکیمؒ جو جلیل القدر ثقہ تابعی ہیں وہ گواہی دیتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ افتتاح صلوٰۃ کے سوا نماز میں رفع الیدین نہ کرتے تھے۔

اور نصب الرایہ ص ۴۰۶ ج ۱ میں ہے۔

اثر آخر اخرجه البیهقی عن سوار بن مصعب العوفی۔ عن عطیة العوفی ان ابا سعید الخدری وابن عمر کانا یرفعان ایدیهما اوّل ما یکبران ثم لا یعودان۔

کہ حضرت ابو سعید الخدریؓ و حضرت ابن عمرؓ پہلی تکبیر میں رفع الیدین کرتے تھے پھر نماز میں اس کی طرف نہ لوٹتے تھے۔

یہ روایت اگرچہ کمزور ہے لیکن بطور تائید پیش کی جا سکتی ہے غیر مقلدین حضرات کے محمد بن اسحٰق کذّاب اور دجال کی روایت سے تو کسی طرح یہ کم نہیں ہے حالانکہ وہ تو ایسے راوی سے فاتحہ خلف الامام کے پڑھنے کا وجوب ثابت کرتے ہیں فوا اسفا :

اعتراض ۱۲ :- مولوی محمد صاحب غیر مقلد دہلوی دلائل محمدی ص ۴۲ ج ۲ میں لکھتے ہیں۔ حنفی دوستو ایک بزرگ صحابیؓ پر آپ کا بہتان کہ جو آج زندہ ہوئے تو آپ کو پتھر

مارا کرتے عجب تعجب انگیز ہے ۔ اور مولوی نور حسین صاحب گھرجاکھی غیر مقلد قرۃ العینین صفحہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ رفع الیدین نہ کرنے والے کو کنکریاں مارتے تھے الخ ملخصاً۔

جواب ۱ :- یہ غیر مقلدین حضرات کی عادت ہے کہ وہ حضرت ابن عمرؓ پر طرح طرح کے بہتان باندھتے ہیں کبھی تو ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک رفع الیدین کی روایت ان سے روایت کرتے ہیں اور پھر اس کو ثابت بھی مانتے ہیں (نیل الاوطار) حالانکہ یہ موضوع ہے بحث آرہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ اور کبھی ان سے رفع الیدین نہ کرنے والے کو کنکریاں مارنے کی روایت کرتے ہیں حالانکہ یہ بھی غیر ثابت ہے چنانچہ مسند حمیدی ص ۲۷۷ ج ۲ حدیث ۶۱۵ ومحلی ص ۲۲۵ ج ۴ میں اس کی سند میں ولید بن مسلم واقع ہے جو کہ مختلط الحدیث وضعیف ہے امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ کثیر الخطاء ہے نیز فرماتے ہیں۔

اختلطت علیہ احادیث ماسمع — کہ اس کی سنی ہوئی حدیثیں اور نہ سنی ہوئی سب

ومالم یسمع وکانت لہ منکرات — رل مل گئیں اور اس کی روایتیں منکر ہیں۔

(تہذیب التہذیب ص ۱۵۴-۱۵۵ ج ۱۱) امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں اس راوی کی امام مالکؒ سے دس حدیثوں کی کوئی اصل ہی نہیں ہے اور ان دسؔ میں سے چار نافعؒ کے طریق سے ہیں (اور یہ روایت بے اصل بھی نافعؒ کے طریق سے ہے حافظ حبیب اللہ) پھر اس نے کذابین سے تدلیس کی ہے (دیکھئے میزان الاعتدال ص ۲۷۵ ج ۳ وتہذیب۔) ـــــــــــــــ

ــــــــــ ایسے راویوں کی لاتوں کے سہارے غیر مقلدین حضرات بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں اور انہیں صحیح حدیثیں بہتان نظر آتی ہیں۔ فوا اسفا۔

جواب ۲ :- مسند حمیدی کی روایت میں فی کل خفض ورفع کے الفاظ ہیں یعنی ہر اونچ نیچ میں جو رفع الیدین نہ کرتا تو حضرت ابن عمرؓ اس کو کنکریاں مارتے اور غیر مقلدین حضرات ہر اونچ نیچ میں رفع الیدین کے منکر ہیں کیونکہ سجدہ کو جاتے اور

سر اٹھاتے وقت وہ رفع الیدین کے قائل نہیں ہیں تو حضرت ابن عمرؓ اگر آج زندہ ہوتے تو غیر مقلدین حضرات کو ضرور سنگسار کرتے۔

جواب ۳: علامہ ابن حزم ظاہریؒ (محلی ص۱۲۶ ج۴ بتحشیہ محمد خلیل ہراسؒ میں) اس حدیث کے ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں قال علیؒ ماکان ابن عمر لیحصب من ترک مالہ ترکہ آہ یعنی علیؒ (ابن حزمؒ) نے کہا ہے کہ ابن عمرؓ ایسے نہ تھے کہ کنکریاں مارتے ترک رفع الیدین کرنے والے کو آپ کو کیا ضرورت تھی۔ اگر کسی نے اسے ترک کیا۔ علامہ ابن حزمؒ بھی اس عبارت میں اس حدیث کے غیر ثابت ہونے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

جواب ۴: حضرت مجاہدؒ جو حضرت ابن عمرؓ کے شاگرد ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی بھی آپ کو افتتاح صلوٰۃ کے سوا رفع الیدین کرتے نہیں دیکھا حضرت عبدالعزیز بن حکیمؒ بھی اس طرح فرماتے ہیں عطیہ عوفیؒ بھی اس طرح فرماتے ہیں اور حضرت امام شعبیؒ بھی جو دو سال ابن عمرؓ کی مجلس میں رہے ترک رفع الیدین پر عمل کرتے ہیں معلوم ہوا کہ حضرت ابن عمرؓ سے کنکریاں مارنے کی یہ روایت غیر ثابت ہے بلکہ عین ممکن ہے کہ حضرت ابن عمرؓ رفع الیدین کرنے والے کو کنکریاں مارتے ہوں مگر راوی جو مختلط اور کثیر الوہم ہے اختلاط و سوء حفظ کے باعث الٹا بیان کر دیا ہو۔

اثر ۶: مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۵۹ ج۱ طحاوی ص۱۱۱ ج۱ مؤطا محمد ص۹۴ نصب الرایہ ص۲۹۶ ج۱ و ص۴۰۶ ج۱ مصنف عبدالرزاق ص۷۱ ج۲ میں روایت ہے۔

عن ابراھیم قال کان عبداللہ لا یرفع یدیہ فی شیئ الا فی الافتتاح	حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ افتتاح صلوٰۃ کے سوا رفع الیدین نہ کرتے تھے

علامہ زیلعیؒ فرماتے ہیں کہ امام بیہقیؒ اس موقوف اثر کو ھوالصواب اور امام حاکمؒ ھذا ھو الصحیح فرماتے ہیں (نصب الرایہ ص۲۹۶ ج۱) علامہ ماردینیؒ فرماتے ہیں۔

وھذا اسند صحیح (الجوہر النقی ص۱۲۹ ج۱)۔

اعتراض :۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ کی حضرت عبداللہؓ سے ملاقات ثابت نہیں۔

جواب :۱۔ حضرت عبداللہؓ کی متصل روایات گزر چکی ہے۔

وقال الدارقطنی بعد اثر ابراھیمؒ عن عبد اللہ فی باب الدیات ابراھیم اعلم باقوالہ و فتیاہ۔ (بحوالہ انوار المحمود ص۲۵۷ ج۱)	امام دارقطنیؒ نے ابراہیمؒ کے اثر کے بعد جو حضرت ابن مسعودؓ سے باب الدیات میں ہے یہ فرمایا ہے کہ ابراہیمؒ حضرت ابن مسعودؓ کے اقوال اور فتویٰ کو سب سے زیادہ جانتے ہیں۔

جواب ۲ :۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ کی مرسلات عند المحدثینؒ صحیح ہیں امام احمدؒ فرماتے ہیں مرسلات ابراہیم النخعی لا بأس بھا (تدریب الراوی ص۱۲۴) امام حاکمؒ نے ابراہیم نخعیؒ کی مرسلات کو مرسلات صحیحہ میں شمار کیا ہے (تدریب الراوی) ص۱۲۳ اور مقدمہ نصب الرایہ ص۳۳ میں ہے واخرج ابونعیم بسندہ الیہ واھل النقد یعدون مراسیل النخعی صحاحًا اھ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کان ابراھیم لا یرسل عن عبد اللہ الا ما صح عندہ وتواترت بہ الروایۃ عنہ اھ۔ شرح معانی الآثار ص۱۱۳ ج۱ ملک الحفاظ امام یحیٰی بن معینؒ فرماتے ہیں مراسیل نخعیؒ مراسیل شعبیؒ وسالمؒ سے بہتر ہیں (تدریب الراوی ص۱۲۴) نیز فرماتے ہیں مرسلات النخعی صحیحۃ الا حدیث تاجر البحرین (سنن الکبریٰ بیہقی ص۱۴۸ ج۱ نصب الرایہ ص۵۲ ج۱ درایہ ص۱۶ مراسیل ابی داؤد ص۴)۔ (فائدہ) حدیث تاجر البحرین بھی صحیح ہے (آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اس نے کہا یا رسول اللہ میں بحرین کو تجارت کے لیے جانا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کہ دو رکعت نماز پڑھ لے) قال الہیثمی رجالہ موثقون مجمع الزوائد ج۲ ص۲۸۳) نزل الابرار ص۳۳ لنواب صدیق حسن خاں غیر مقلد۔

جواب ۳ :۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ سے مطالبہ کیا گیا کہ جب آپ حضرت عبداللہؓ سے روایت کیا کریں تو سند سے کریں تو آپ نے فرمایا کہ میں جب سند سے بیان کرتا ہوں

تو مجھے ایک راوی معلوم ہوتا ہے جب میں بغیر سند کے اُن سے روایت کردوں تو ایک جماعت نے مجھے وہ حدیث بتائی ہوتی ہے (ملخصاً سنن ترمذی ص ۲۳۹ ج ۲ دارقطنی ص ۳۶۱ ج ۲ زاد المعاد ص ۲۰۴ ج ۲ و ص ۲۵۴ ج ۲ طبقات ابن سعد ص ۱۹ ج ۹ تدریب الراوی ص ۱۲۴)

حنفی مذہب کے وجوہ ترجیح

۱۔ رفع الیدین کی روایات کے بعض حصے بالاتفاق متروک العمل ہیں مثلاً رفع الیدین عند السجود و عند الرفع منہ وغیرہ جس سے رفع الیدین کی روایات کا منسوخ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ ۲۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے رفع الیدین سے منع کیا ہے مثلاً لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن الحدیث اور مالی اراکم رافعی ایدیکم الحدیث اور پھر آپ کا عمل بھی ترک رفع الیدین تھا کما مرّ عن ابن مسعودؓ دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے رفع الیدین کرنے کا حکم نہیں کیا جس سے معلوم ہوا کہ رفع الیدین کرنے والا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی نہی سے بے پرواہ ہے حالانکہ آپ نے صاف اعلان کیا ہے کہ رفع الیدین نہ کیا جائے مگر سات جگہوں میں۔ اور ان سات جگہوں میں افتتاح صلوٰۃ کا ذکر ہے مگر رکوع اور سجود کا کوئی ذکر نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وما نہاکم عنہ فانتہوا الآیتہ پ ۲۸ یعنی جس چیز سے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم تمہیں منع کریں پس تم اس سے رُک جاؤ۔ ۳۔ رفع الیدین ہر اونچ نیچ میں خشوع نماز کے خلاف ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جو رفع الیدین سے منع کرنے والی روایت لا ترفع الایدی الحدیث کے راوی ہیں اس رفع الیدین کو خشوع کے خلاف قرار دیا ہے دیکھئے دلیل ۱۹۔

علامہ امیر یمانیؒ سبل السلام ص ۹۷ ج ۱ باب المواقیت حدیث ۱۹ میں لکھتے ہیں۔

وتعلیل الابراد بان شدۃ الحر من فیح جہنم یعنی وعند شدتہ یذہب الخشوع الذی ہو روح الصلوٰۃ واعظم	آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ظہر کو ٹھنڈا کرکے پڑھنے کا حکم دیا ہے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ گرمی کی شدت جہنم کے سانس اور بھاپ میں سے ہے یعنی سخت

المطلوب منہا ۔ گرمی کے وقت خشوع چلا جائیگا جو نماز کی روح اور مطلوب اعظم ہے ۔
بحمداللہ تعالیٰ حضرات احناف کا اس حدیث پر عمل ہے کیونکہ وہ سخت گرمی کے وقت ظہر کی نماز عام طور پر اڑھائی بجے سے لے کر تین ۳ بجے تک پڑھتے ہیں جب کہ غیر مقلدین حضرات اس حدیث کی سخت مخالفت کرتے ہیں اور سخت گرمی کے وقت بھی ظہر کی نماز عام طور پر بھی ایک بجے کے لگ بھگ پڑھتے ہیں معلوم ہوا کہ حضرات احناف کی نماز قرآن مجید کی اس آیت کریمہ کے عین موافق ہے ۔ قد افلح المؤمنون الذین هم فی صلوتهم خاشعون الآیۃ پ۱۸ ۔ ۴ ۔ جب حدیث قولی اور فعلی کا تعارض ہو جائے تو باتفاق محدثین کرام قولی کو فعلی پر ترجیح دی جاتی ہے چنانچہ رفع الیدین کی روایات فعلیہ ہیں اور لا ترفع الایدی الحدیث اور مالی اراکم رافعی ایدیکم الحدیث وغیرہ قولیہ ہیں جن میں رفع الیدین کرنے سے منع کیا گیا ہے لہذا ترجیح رفع الیدین نہ کرنے کو ہے ۔ ۵ ۔ اکابر صحابہ کرامؓ جیسے خلفاء راشدین کرامؓ و حضرت عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہم ترک رفع الیدین پر عمل کرتے تھے لہذا دیگر صحابہ کرامؓ سے اگر رفع الیدین مروی ہو تو ان کی روایت مرجوح یا مئول ہو گی ۔ ۶ ۔ حافظ عبداللہ صاحب روپڑی غیر مقلد رفع الیدین اور آمین ص۴۳ میں لکھتے ہیں اگر دو دلیلوں میں تعارض ہو جائے اور پتہ لگ جائے کہ فلاں پیچھے ہے تو پہلی کو منسوخ کہا جائے گا اور اگر پتہ نہ لگے تو ایک کو دوسری پر ترجیح دی جائے گی اور اگر یہ بھی نہ ہو سکا تو پھر موافقت کی جائے گی اور اگر موافقت کی بھی کوئی صورت نہ ہو تو پھر دونوں کو چھوڑ کر کسی (اس سے) ادنی دلیل کی طرف رجوع ہو گا مثلاً آیتوں میں تعارض ہو تو حدیثوں کی طرف اگر حدیثوں میں ہو تو اقوال صحابہؓ کی طرف یا قیاس کی طرف اور یہ بھی ناممکن ہو تو پھر اصلوں کو برقرار رکھا جائے گا یعنی شئی کی اصلی حالت پر حکم ہو گا مثلاً اگر کسی شئی میں اصل طہارت ہو تو وہ طہارت پر رہے گی اور اگر اصل نجاست ہے تو نجاست پر رہے گی ۔ آھ
قارئین کرام ہم نے سب بحثوں کو چھوڑ کر اب یہ دیکھنا ہے کہ اصل رفع الیدین

کرنا ہے یا نہ کرنا ۔ علامہ ابوالحسن سندھیؒ حاشیہ نسائی ص ۲۰۶ ج ۲ طبع مصر میں رفع الیدین بین السجدتین کی روایات کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں تعارضت روایة الفعل والترک ۔ کہ رفع الیدین کرنے اور نہ کرنے کا تعارض آگیا ہے آگے فرماتے ہیں اصل عدم رفع الیدین ہے ۔ اخذوا بالاصل تو محدثین کرامؒ نے اصل کو یعنی عدم رفع الیدین کو اختیار کیا ہے ۔ مولوی عبدالتواب ملتانی غیر مقلد حاشیہ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۸۴ ج ۱ میں رفع الیدین بین السجدتین کی روایات کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں تعارضت فیہ روایات الفعل والترک والاصل العدم اھ کہ رفع یدین کرنے اور نہ کرنے کی روایات باہم متعارض ہوگئی ہیں اور اصل عدم رفع یدین ہے ۔ جب اصل ترک رفع الیدین ہے تو ہم بھی کہتے ہیں کہ رکوع و سجود میں رفع الیدین کرنے اور نہ کرنے کی روایات کا تعارض ہوگیا ہے اور اصل یہ ہے کہ رفع یدین نہ ہو اور اپنی اصلی حالت پہ اس کو برقرار رکھا جائے ۔ ۷ ۔ رفع الیدین کی روایات مضطرب ہیں کسی میں رفع الیدین عند الرکوع و بعد الرکوع ہے اور رفع یدین بین السجدتین کا ذکر نہیں ہے اور کسی میں ترک رفع الیدین بین السجدتین کا ذکر ہے اور کسی میں رفع الیدین بین السجدتین کا ذکر ہے اور کسی میں فی کل خفض و رفع کا ذکر ہے مگر ترک رفع الیدین کی روایات اس اضطراب سے خالی ہیں فلہذا ترجیح ترک رفع الیدین کو ہے ۔ ۸ ۔ علامہ زرقانیؒ شرح موطا مالک ص ۱۴۳ ج ۱ مطبعہ خیریہ میں امام اصیلیؒ کے حوالہ سے لکھتے ہیں ۔

لان سالما ونافعا لما اختلفا	کہ امام اصیلیؒ نے فرمایا ہے کہ امام مالکؒ نے رفع یدین
فی رفعہ ووقفہ ترک مالک فی	کی روایت پر اس لیے عمل نہیں کیا کہ سالمؒ اس کو مرفوع
المشہور القول باستحباب ذالک	بیان کرتے ہیں اور نافعؒ اس کو موقوف بیان کرتے ہیں جب
لان الاصل صیانة الصلوة	انہوں نے جھگڑا کیا تو امام مالکؒ نے رفع یدین عند الرکوع
عن الافعال ۔	وغیرہ کے استحباب کا قول چھوڑ دیا کیونکہ اصل بات یہ ہے کہ نماز کو افعال
	سے بچایا جائے ۔

۹۔ پچاس صحابہ کرامؓ جن میں خلفاء راشدینؓ وعشرہ مبشرہؓ بھی شامل ہیں رفع الیدین عندالافتتاح روایت کرتے ہیں (دیکھیے سبل السلام ونیل الاوطار) اگر رفع یدین بعد الافتتاح بھی ہوتا تو وہ اس کو بھی روایت کرتے معلوم ہوا کہ رفع الیدین بعد الافتتاح مرجوح ہے۔

۱۰۔ ترک رفع الیدین کی روایات کے راوی زیادہ فقیہ اور حافظ ہیں مثلاً حضرات خلفاء راشدین کرامؓ وعشرہ مبشرہؓ وابن مسعودؓ وغیرہم اور حضرات محدثین کرامؒ کا قاعدہ ہے کہ جس روایت کو فقہاء بیان کریں وہ اولیٰ ہے۔ فلہٰذا ترجیح ترک رفع الیدین کو ہے۔

تلك عشرة كاملة :۔

الباب الثالث

رفع الیدین کے دلائل

دلیل ۱: صحیح ابن خزیمہ ص ۲۹۴ ج ۱ و ابوداؤد ص ۱۰۴ میں روایت آتی ہے۔

واللفظ لہٗ عن ابیہ قال رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا استفتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی یحاذی منکبیہ واذا اراد ان یرکع وبعد ما یرفع رأسہ من الرکوع (الی) فلا یرفع بین السجدتین۔

حضرت سالمؒ اپنے باپ حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ جب نماز شروع کرتے تو کاندھوں کے برابر رفع الیدین کرتے اور جب ارادہ کرتے کہ رکوع کریں اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اور دو سجدوں میں رفع الیدین نہ کرتے تھے۔

جواب ۱: باب ثانی کی دلیل ۱ کے تحت گذر چکا ہے کہ یہ حدیث دراصل ترک رفع یدین کی دلیل ہے کیونکہ اذا کی جزاء محذوف تھی عبارت اس طرح تھی۔ واذا اراد ان یرکع وبعد ما یرفع رأسہ من الرکوع فلا یرفعہما (صحیح ابوعوانہ ص ۹۰ ج ۲ وسند

حمیدی ص۲۷۷ بعض محدثین کرامؒ نے اس حدیث کی جو تخریج کی ہے اس میں جزاء مذکور نہیں اور بعض نے شرط کی جزاء رفعھما کذلك ایضاً ذکر کی ہے لیکن صحیح ابوعوانہ اور مسند حمیدی کی روایت میں جزاء لا یرفعھما مذکور ہے اور صحیح ابوعوانہ کی حدیثیں غیر مقلدین حضرات کے نزدیک بھی صحیح ہیں جیسا کہ گذر چکا ہے جب حدیث کی صحیح کتابوں سے لا یرفعھما کی جزاء بھی ثابت ہے تو رفع یدین کی روایت ہی حتمی اور قطعی نہ رہی جس پر غیر مقلدین حضرات کا بلاوجہ خاصا زور صرف ہوتا رہتا ہے۔

جواب ۲ :- حضرت ابن عمرؓ ترک رفع الیدین پر عمل کرتے تھے حضرت امام مجاہدؒ فرماتے ہیں میں نے کبھی بھی آپ کو افتتاح کے سوا رفع الیدین کرتے نہیں دیکھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ سے رفع الیدین کی روایت جو بیان کی جاتی ہے وہ صحیح نہیں ہے

جواب ۳ :- رفع الیدین اور ترک رفع الیدین کی روایات کا تعارض ہو گیا ہے اور اصل یہ ہے کہ رفع الیدین نہ کیا جائے کہ ابھی وجوہ ترجیح میں گزرا۔

جواب ۴ :- مجدالدین فیروز آبادیؒ سفر السعادہ ص۱۳ طبع مصر از مصر میں لکھتے ہیں۔

والذی ورد فی بعض الاحادیث انہ	بعض حدیثوں میں جو ہر اونچ نیچ میں رفع یدین
کان یرفع یدیہ فی کل خفض	کا ذکر وارد ہوا ہے سہو و غلطی ہے صحیح
ورفع سھو والروایۃ الصحیحۃ	روایت یہ ہے کہ ہر اونچ نیچ میں تکبیر
انہ کان یکبر فی کل خفض ورفع الخ	کہتے تھے۔

اگر فیروز آبادیؒ کے ہاں رفع الیدین بین السجدتین کی روایات سب سہو پر مبنی ہیں تو اگر یہی ضابطہ عند الرکوع وغیرہ پر بھی چسپاں کر دیا جائے تو اسے بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔

جواب ۵ :- امام مالکؒ کے دور میں یہ روایت مدینہ منورہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفاً میں غیر معمول بہا رہی ہے۔

جوابؔ ۶:۔ حضرت ابن عمرؓ سے رفع الیدین بین السجدتین کی روایات بھی مروی ہیں۔ اور غیر مقلدین حضرات رفع الیدین بین السجدتین کے قائل ہی نہیں ہیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ روی الطحاوی حدیث الباب فی مشکلہ من طریق نصر بن علی عن عبدالاعلیٰ بلفظہ کان یرفع یدیہ فی کل خفض ورفع ورکوع وسجود وقیام وقعود وبین السجدتین ویذکر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یفعل ذالک (بحوالہ بسط الیدین ص۲۹) اور علامہ احمد محمد شاکرؒ غیر مقلد شرح ترمذی ص۴۲ ج۲ میں لکھتے ہیں۔ وفی روایۃ الطحاوی من حدیث ابن عمرؓ کان یرفع یدیہ فی کل خفض ورفع ورکوع وسجود اھ بلفظہ ۔۲۔ مجمع الزوائد ص۱۰۲ ج۲ میں ہے وعن ابن عمرؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ عند التکبیر للرکوع وعند التکبیر حین یھوی ساجدا رواہ الطبرانی فی الاوسط وھو فی الصحیح خلا التکبیر للسجود واسنادہ صحیح ؎

۳۔ مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۵۹ ج۱ میں ہے۔ ابوبکر قال نا ابن فضیل عن عاصم بن کلیب عن محارب بن دثار عن ابن عمرؓ قال رأیتہ یرفع یدیہ فی الرکوع والسجود۔ ۴۔ مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۸۴ ج۱ میں ہے۔ حدثنا ابوبکر قال حدثنا ابواسامۃ عن عبیداللہ عن نافع عن ابن عمرؓ انہ کان یرفع یدیہ اذا رفع رأسہ من السجدۃ الاولیٰ۔ ۵۔ امام بخاریؒ جزء رفع الیدین ص۱۰ میں لکھتے ہیں۔ اخبرنا ایوب بن سلیمان ثنا ابوبکر بن اویس عن سلیمان بن بلال عن العلاء انہ سمع سالم بن عبداللہ ان اباہ کان اذا رفع رأسہ من السجود واذا اراد ان یقوم رفع یدیہ۔ ۶۔ محلی ابن حزم ص۹۲ ج۴ بتحشیہ محمد خلیل ہراسؒ میں بطریق نافع عن ابن عمرؓ موقوفاً روایت آتی ہے۔

واذا قال سمع الله لمن حمده واذا سجد وبين الركعتين يرفعهما الی شدیہ ۔ قال علیؒ (ابن حزمؒ) ھذا اسنادٌ لا داخلۃ فیہ وما کان ابن عمرؓ یرجع الیٰ خلاف ماروی من ترک الرفع عند السجود الا وقد صح عندہ فعل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لذالک آہ بلفظہٖ

ان ٹھوس حوالوں سے ثابت ہوا کہ حضرت ابن عمرؓ کی روایات میں رفع یدین بین السجدتین بھی ہے اور غیر مقلدین حضرات اس کے قائل ہی نہیں اگر غیر مقلدین حضرات ان روایات کو منسوخ مانتے ہیں تو ہماری طرف سے رفع الیدین عند الرکوع وعند الرفع منہ کا یہی جواب سمجھ لیں اگر کوئی اور جواب ہے تو فما ھو جوابکم فھو جوابنا حافظ عبداللہ صاحب روپڑی غیر مقلد رفع یدین اور امین ص۱۱۰ تا ص۱۱۱ میں حافظ ابن الہمام حنفیؒ کو یہ ناکافی جواب دیتے ہیں کہ اذا قام من السجدتین سے مراد اذا قام من الرکعتین ہے۔ لیکن روپڑی صاحب اور غیر مقلدین حضرات ان مذکورہ بالا روایات میں کیا تاویل کریں گے دیدہ باید :۔

جواب : ۔ حضرت امام مالکؒ نے اس روایت کو خود روایت کر کے اس پر عمل نہیں کیا معلوم ہوا کہ اس میں رفع الیدین بیان کرنا انکے ہاں صحیح نہیں ہے اور محدثین کرامؒ کا اصول ہے کہ راوی الحدیث ادری بمراد حدیثہ من غیرہ۔

جواب ۸ : ۔ یہ روایت مضطرب ہے کہیں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم عند الرکوع وبعد الرکوع رفع الیدین کرتے تھے (صحیحین) اور کہیں آتا ہے آنحضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ان دو مقاموں میں رفع الیدین نہ کرتے تھے صحیح ابو عوانہ ومسند حمیدی اور کہیں رفع الیدین عند الرکوع وبعد الرکوع کا ذکر ہی نہیں کیا گیا۔ (ابوداؤد ص۱۰۴ ج۱) اور کہیں آتا ہے رفع الیدین بین السجدتین نہ کرتے تھے۔ (صحاح ستہ) اور کہیں آتا ہے کہ رفع الیدین بین السجدتین کرتے تھے مجمع الزوائد و طحاوی وغیرہ اور کہیں آتا ہے کہ ہر اونچ نیچ میں رفع الیدین کرتے تھے مشکل الآثار للطحاوی

لہذا ان روایات کو ترک کر دینا چاہیئے۔ اب رفع الیدین عند الافتتاح ہی رہ گیا ہے اور اس میں کوئی اضطراب نہیں ہے اور اس کو پچاس ۵۰ حضرات صحابہ کرام رض روایت کرنے والے ہیں۔

جواب ۹ :- غیر مقلدین حضرات کا اصول ہے کہ اگر کسی صحابی رض سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس کی دوسری روایت کو بھی وہ مشکوک سمجھتے ہیں مثلاً حضرت ابن مسعود رض کے متعلق ان کا اعتراض باب ثانی میں دلیل ۱۳ کے اندر اعتراض ۱۲ میں دیکھیں اور حضرت علی رض کے متعلق باب ثانی میں آثار صحابہ رض میں اثر ۳ اور اعتراض ۲ میں دیکھیں ان کے اسی اصول کے مطابق حضرت ابن عمر رض سے بھی اغلاط ثابت ہیں تو ان کی روایت رفع الیدین مشکوک ہو جائے گی مثلاً۔ ۱۔ حضرت ابن عمر رض کو مسح علی الخفین کا کوئی علم نہ تھا حالانکہ حافظ ابن کثیر رح تفسیر ص ۲۸/ج۲ میں تصریح کی ہے کہ مسح علی الخفین قولاً و فعلاً متواتر ہے چنانچہ مسح علی الخفین کے علم نہ ہونے کی روایات ان کتابوں میں دیکھیں مؤطا مالک ص ۲۵ تحفۃ کلاں صحیح بخاری ص ۳۳/ج۱ مسند احمد ص ۱۵/ج۱ و ص ۳۵/ج۱ ۔ ۲۔ حضرت ابن عمر رض فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک عمرہ رجب میں کیا ہے حالانکہ حضرت عائشہ رض نے تردید فرمائی ہے صحیح بخاری ص ۲۳۱/ج۱ و ص ۶۱۰/ج۲ مسلم ص ۴۰۹/ج۱ ابن ماجہ ص ۲۲۱ مسند احمد ص ۱۵۵/ج۲ و ص ۷۳/ج۲ و ص ۱۲۹/ج۲ و ص ۵۵/ج۲ و ص ۱۵۷/ج۲ ۔

۳۔ حضرت ابن عمر رض صلوٰۃ الضحیٰ کو بدعت کہتے تھے حالانکہ یہ سنت ہے دیکھئے صحیح بخاری ص ۲۳۸/ج۱ مسلم ص ۴۰۹/ج۱ ابو داؤد ص ۱۸۳/ج۱ مسند احمد ص ۱۲۹/ج۲ و ص ۱۵۵/ج۲ اگرچہ اسی حدیث کی تشریح میں شراح حدیث نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ اہتمام کے مسجد میں صلوٰۃ الضحیٰ پڑھنا اور اس کا اظہار کرنا یہ بدعت ہے نہ کہ نفس صلوٰۃ ضحیٰ (دیکھئے نووی شرح مسلم وغیرہ) مگر مشکوۃ ص ۱۱۶ مسند احمد ص ۲۳/ج۲ و ص ۴۵/ج۲ میں یہ بھی تصریح ہے وہ فرماتے ہیں کہ نہ تو میں پڑھتا ہوں نہ حضرت عمر رض و ابوبکر رض پڑھتے اور نہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔ ان کی اس روایت

سے نفس صلوٰۃ الضحیٰ بدعت معلوم ہوتی ہے

۲۔ بخاری ص۲۰۸/۱ میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ رات کو خوشبو لگائی جائے اور صبح کو اسی حالت میں احرام باندھا جائے اس لیے حضرت ابن عمرؓ خوشبو کے بجائے زیتون کا تیل لگایا کرتے تھے بخاری ص۲۰۸/۱۔ تو حضرت عائشہؓ نے تردید فرمائی بخاری ص۲۰۸/۱ وص۲۰۸/۱ وص۸۷۷/۲ وص۸۷۸/۲۔

روپڑی صاحب رفع یدین اور آمین ص۱۰۵ میں لکھتے ہیں غرض جب اس قسم کی غلطیاں عبداللہؓ بن مسعود سے ثابت ہیں تو رفع یدین کے مسئلہ میں غلطی کوئی انوکھی چیز نہیں آھ۔ تو ہم بھی الزامی جواب کے طور پر کہتے ہیں کہ غرض جب اس قسم کی غلطیاں حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ سے ثابت ہیں تو رفع یدین کے مسئلہ میں غلطی کوئی انوکھی چیز نہیں ہے اور یہ جواب روپڑی صاحب اور غیر مقلدین حضرات کے ذہن کے عین موافق ہے۔

جواب ۱: حضرت ابن عمرؓ کی اس حدیث کے موقوف اور مرفوع ہونے میں خاصہ جھگڑا ہے حضرت سالمؒ اس کو مرفوع بیان کرتے ہیں جب کہ حضرت نافعؒ اس کو موقوف بیان کرتے ہیں چنانچہ علامہ زرقانیؒ مالکی شرح مؤطا مالک ص۱۴۳/۱ میں لکھتے ہیں۔

قال الاصیلی لم یأخذ به مالك لان نافعاً وقفه علی ابن عمر وهو احد المواضع الاربع التی اختلف فیها سالم ونافع (الی) لان سالما ونافعا لما اختلفا فی رفعه ووقفه ترکه مالك فی المشهور	امام اصیلیؒ نے کہا ہے کہ امام مالکؒ نے اس روایت پر عمل اس لیے نہیں کیا کہ حضرت نافعؒ نے اس کو حضرت ابن عمرؓ پر موقوف بیان کیا ہے اور یہ روایت اُن چار روایتوں میں سے ایک ہے جہاں سالمؒ و نافعؒ کا اختلاف ہے (الی) اس لیے جب سالمؒ و نافعؒ نے اس کے مرفوع اور موقوف ہونے

القول باستحباب ذالك لان الاصل صیانة الصلوٰة عن الافعال الخ

میں اختلاف کیا ہے تو امام مالکؒ نے اپنے مشہور قول میں رفع الیدین کے استحباب کو ترک کر دیا ہے کیونکہ اصل بات یہ ہے کہ نماز کو (غیر ضروری) افعال سے بچایا جائے۔

سوال :- حضرت نافعؒ بھی (بطریق عبدالاعلیٰ عن عبیداللہ عن نافع) اس کو مرفوع بیان کرتے ہیں دیکھیے صحیح بخاری ص ۱۰۲ ج ۱۔

جواب :- حافظ ابن حجرؒ فتح الباری ص ۱۵۱ ج ۲ میں لکھتے ہیں۔

وحکی الاسماعیلی عن بعض مشائخہ انہ اومأ الی ان عبدالاعلیٰ اخطأ فی الرفع قال الاسماعیلی وخالفہ عبداللہ بن ادریس وعبدالوھاب الثقفی ومعتمر بن سلیمان عن عبیداللہ فرووہ موقوفا عن ابن عمر الخ

کہ امام اسماعیلیؒ نے اپنے بعض مشائخ سے حکایت کیا ہے کہ انہوں نے اشارہ کیا ہے اس بات کی طرف کہ عبدالاعلیٰؒ نے خطا کی ہے اس روایت کو مرفوع بیان کرنے میں امام اسمٰعیلؒ نے کہا ہے کہ عبداللہ بن ادریسؒ اور عبدالوہاب ثقفیؒ اور معتمر بن سلیمانؒ سب کے سب عبدالاعلیٰؒ کی مخالفت کرتے ہوئے عبیداللہؒ سے روایت کرتے ہوئے حضرت ابن عمرؓ سے اس کو موقوف بیان کرتے ہیں۔

خود امام بخاریؒ نے بھی دبی زبان سے اس کی طرف اشارہ کیا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں ورواہ ابن طہمان عن ایوب وموسیٰ بن عقبۃ مختصراً (صحیح بخاری ص ۱۰۲ ج ۱) امام ابوداؤدؒ اس روایت کے بارے تصریح فرماتے ہیں الصحیح قول ابن عمرؓ لیس بمرفوع (ابوداؤد ص ۱۰۹ ج ۱) امام بیہقیؒ فرماتے ہیں

وعبدالاعلیٰ ینفرد برفعہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو ثقۃ

کہ عبدالاعلیٰؒ اس کے مرفوع بیان کرنے میں اکیلا ہے لیکن ثقہ ہے۔

(سنن الکبریٰ ص ۱۳۶ ج ۲)

اگر امام بیہقیؒ کی مراد یہ ہو کہ زیادۃ الثقۃ مقبولۃ تو پھر مشکل الآثار طحاوی میں عبدالاعلیٰ کے طریق سے عن ابن عمرؓ مرفوعاً ہر اونچ نیچ میں رفع الیدین مروی ہے حالانکہ وہ اس کے قائل ہی نہیں ہیں یہ کیسا ضابطہ ہے کہ میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو۔

امام بخاریؒ پر بھی تعجب ہے اور یہ کہنا پڑتا ہے کہ ترک رفع الیدین کے باب میں تو وہ سفیان ثوریؒ کی روایت کو عبداللہ بن ادریسؒ کی روایت کے مقابلہ میں وہم قرار دیتے ہیں اور یہاں عبداللہ بن ادریسؒ عبدالوھاب ثقفیؒ و معتمر بن سلیمانؒ سب کے سب اس روایت کو موقوف قرار دیتے ہیں مگر امام بخاریؒ اس کی پرواہ کیے بغیر عبدالاعلیٰ اکیلے کی روایت کو مرفوع تسلیم کرتے ہیں شاید کہ ان کا بھی اسی ضابطے پر عمل ہے کہ میٹھا میٹھا ہپ کڑوا کڑوا تھو۔

امام ابوبکر اسماعیلیؒ نے صحیحین پہ تخریج کے طور پہ کتاب لکھی ہے جس کی تمام حدیثیں صحیح ہیں اور اس کتاب میں صحیحین میں محذوفات و اغلاط کو ظاہر کیا گیا ہے۔ دیکھئے باب ثانی میں حدیث ۱ کے تحت مولانا روپڑی صاحبؒ کا حوالہ اور امام ابوبکر اسماعیلیؒ نے اس روایت کو مرفوع بیان کرنا عبدالاعلیٰ کی خطا شمار کی ہے اور علامہ امیر یمانیؒ غیر مقلد کے حوالے سے گذر چکا ہے کہ صحیحین کی جس حدیث پہ محدثین کرام کی تنقید ہو جائے گویا کہ وہ صحیحین کی معیاری حدیث ہی نہیں ہے اور پھر عبدالاعلیٰ اکیلا ہے اور اس کے مخالف ایک جماعت ہے اور حافظ عبداللہ صاحب روپڑی غیر مقلد رفع یدین اور آمین کے ص ۹۱ میں لکھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جماعت کے مقابلے میں اکیلے کی نہیں مانی جاتی آھ۔

جواب ۱۱ :۔ امام زہریؒ کے شاگردوں میں سے سفیانؒ بن عیینہؒ اس روایت کو ترک رفع الیدین میں بیان کرتے ہیں دیکھئے صحیح ابوعوانہ ص ۹۰ ج ۲ و ص ۹۱ ج ۲ و مسند حمیدی ص ۲۷۷ ج ۲ اس طرح امام زہریؒ کے شاگرد امام مالکؒ بھی اس روایت کو ترک رفع الیدین میں بیان کرتے ہیں خلافیات بیہقی بحوالہ نصب الرایہ ص ۴۰۴ ج ۱ و مدونہ کبریٰ ص ۷۱ ج ۱

اس طرح امام زہریؒ کے شاگرد یونسؒ بھی اس کو ترک رفع الیدین عند الرکوع میں بیان کرتے ہیں۔

کما قال ابن عبدالبرؒ المالکی بحوالۂ معارف السنن ص۴۷۳ ج۲ ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ اس روایت کو رفع الیدین میں بیان کرنا صحیح نہیں ہے۔

جواب ۱۲: حضرت ابن عمرؓ سے اگر رفع الیدین کی روایت صحیح بھی تسلیم کرلی جائے تب بھی حضرت ابن مسعودؓ کی روایت کے مقابلہ میں یہ مرجوح ہے کیونکہ جب حضرت ابن مسعودؓ و حضرت ابن عمرؓ کی روایات کا اختلاف ہو جائے تو محدثین کرامؒ کے ہاں ترجیح حضرت ابن مسعودؓ کی روایت کو ہوتی ہے چنانچہ علامہ احمد محمد شاکرؒ غیر مقلد شرح ترمذی ص۱۲۸ ج۱ میں لکھتے ہیں کہ مستدرک حاکم ص۱۳۹ ج۱ میں ہے کہ حضرت علیؒ بن مدینی و حضرت یحییٰؒ بن معین کا مناظرہ ہوا ابن مدینیؒ استادِ امام بخاریؒ نے فرمایا کہ مسِّ ذکر سے وضوء نہیں ٹوٹتا ابن معینؒ نے فرمایا کہ ٹوٹ جاتا ہے نتیجہ یہاں تک پہنچا کہ ابن مدینیؒ نے حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث پیش کی اور ابن معینؒ نے حضرت ابن عمرؓ کی حدیث پیش کی حضرت علیؒ بن مدینیؒ نے فرمایا کہ جب حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن مسعودؓ کا اجتماع ہو جائے اور پھر اختلاف کریں تو ترجیح حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث کو ہوگی حضرت ابن معینؒ خاموش ہو گئے اور حضرت امام احمدؒ بن حنبل نے علی بن مدینیؒ کی تصدیق کی۔

حضرت مولانا علامہ سید محمد انور شاہ صاحبؒ بسط الیدین ص۵۹ میں اسے یوں تحریر فرماتے ہیں واذا اجتمع ابن مسعود وابن عمر واختلفا فابن مسعود اولیٰ ان یتبع فقال له احمد نعم۔ الدارقطنی ص۵۵ ج۱ والعارضۃ والمستدرک ص۱۳۹ ج۱ اھ بلفظہ حافظ عبداللہ صاحب روپڑی غیر مقلد کو بھی اس کا ایک گونہ اقرار ہے چنانچہ وہ رفع الیدین اور آمین ص۶۴ میں لکھتے ہیں بلکہ عبداللہ بن عمرؓ کو قریباً عبداللہ بن مسعود کے مرتبہ پر رکھنا چاہیئے۔

جواب ۱۳: یہ روایت ابن ماجہ ص۶۲ میں اس طرح آتی ہے۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام الی الصلوٰۃ المکتوبۃ کبّر ورفع یدیہ

(یعنی قول) واذا اراد ان یرکع فعل مثل ذالک الحدیث اور یہ حدیث آگے بھی باحوالہ آ رہی ہے جس سے فریق ثانی استدلال کرتا ہے۔ تو فَعَلَ مثل ذالک کے جملہ سے بعض نے رفع الیدین سمجھ لیا ہے حالانکہ یہ مماثلت صرف تکبیر میں ہے کیونکہ مماثلت میں یہ ضروری نہیں ہے کہ من کل الوجوہ مماثلت ہو مثلاً حدیث شریف میں آتا ہے قولوا مثل مایقول المؤذن کہ تم بھی ویسا کہا کرو جیسے مؤذن کہتا ہے۔ مؤذن تو چلا چلا کر اذان دیتا ہے تو کیا جواب بیٹھنے والے بھی چلا چلا کر اذان کا جواب دیں۔ پھر تو ایک اذان کی بجائے کئی اذانیں ہو جائیں گی اور پھر حدیث شریف میں یہ بھی آتا ہے حی علی الفلاح کے جواب میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہنا چاہیئے۔ تو اس میں من کل الوجوہ مماثلت کہاں ہے۔ اس لیے امام ابن دقیق العیدؒ احکام الاحکام ص ۵۵ جلد ۱ میں لکھتے ہیں۔

ان لفظة المثل لا تقتضی المساواۃ من کل جھة۔ — کہ مثل کا لفظ من کل الوجوہ مساوات نہیں چاہتا۔

اور علامہ عینیؒ عمدۃ القاری ص ۱۱۴ جلد ۳ میں لکھتے ہیں۔

قلت التشبیہ لاعموم لہ فلا یلزم ان یکون فی جمیع الاجزاء۔ — میں (عینیؒ) کہتا ہوں کہ تشبیہ میں عموم نہیں ہوتا پس نہیں لازم آتا کہ جمیع اجزاء میں ہو۔

پس یہاں فعل مثل ذالک سے مراد تکبیر ہے نہ کہ رفع یدین ہے بلکہ اس حدیث میں اصل خرابی جزاء محذوف لا یرفعھما کے باعث آئی ہے ورنہ اس قدر شدید اختلاف اس حدیث میں پیدا نہ ہوتا۔

جواب ۱۴ ۱۔ ترک رفع الیدین کی حدیث لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن۔ الحدیث جس کے بارے نواب صدیق حسن خانؒ غیر مقلد بسند جید کہتے ہیں قولی ہے اس طرح مالی اراکم رافعی ایدیکم الحدیث بھی قولی ہے اور رفع الیدین کی یہ حدیث فعلی ہے بموجب قولی اور فعلی حدیث کا تعارض ہو جائے تو ترجیح عند المحدثینؒ

قولی ہوتی ہے۔ دیکھئے نووی شرح مسلم ص۲۵۳ ج۱ وتحفۃ الاحوذی ص۲۰ ج۱۔

دلیل ۲ :- ابوداؤد ص۱۰۹ ج۱ مسند احمد ص۹۳ ج۱ ابن ماجہ ص۶۲ میں روایت آئی ہے

واللفظ عن علیؓ بن ابی طالب قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام الی الصلوۃ المکتوبۃ کبر ورفع یدیہ حتی تکونا حذو منکبیہ واذا اراد ان یرکع فعل مثل ذالك واذا رفع رأسہ من الرکوع فعل مثل ذالك واذا قام من السجدتین فعل مثل ذالك آھ	حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے تھے اور کاندھوں کے برابر رفع الیدین کرتے تھے اور جب رکوع کرنے کا ارادہ کرتے تو ایسا کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو ایسا کرتے اور سجدتین سے جب کھڑے ہوتے تو ایسا ہی کرتے۔

جواب :- اس حدیث کی سند میں عبدالرحمٰن بن ابی الزناد ایک راوی ہے جو کہ خطا کار اور مضطرب الحدیث اور ضعیف الحدیث ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ کے استاد علامہ نورالدین ھیثمیؒ فرماتے ہیں عبدالرحمٰن بن ابی الزناد وھو ضعیف مجمع الزوائد ص۲۸ ج۲ وص۱۳۱ ج۲ وص۵۲ ج۲ وص۹۳ ج۲ وص۵ ج۲ وص۳۹ ج۳ وص۵ ج۴۔ اور مجمع الزوائد ص۲۲۴ ج۴ میں فرماتے ہیں عبدالرحمٰن بن ابی الزناد وثقہ النسائی وغیرہ وضعفہ الجمہور کہ امام النسائیؒ وغیرہ نے تو اس کی توثیق کی ہے لیکن جمہور اس کی تضعیف کرتے ہیں۔ علامہ نورالدین ھیثمیؒ نے جو امام نسائیؒ کی طرف ابن ابی الزناد کی توثیق منسوب کی ہے غلط ہے اور یہ ان کا وہم ہے کیونکہ امام نسائیؒ کے ہاں بھی یہ راوی ضعیف ہے چنانچہ علامہ ذہبیؒ میزان الاعتدال ص۱۱۱ ج۲ میں لکھتے ہیں وضعفہ النسائی اور خود امام نسائیؒ اپنی تصنیف ضعفاء صغیر ص۴۷ میں فرماتے ہیں ضعیف۔ امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں ضعیف لیس بشئ لا یحتج بہ

میزان الاعتدال ص ۱۱۱ ج ۲ و تاریخ بغداد ص ۲۲۸ ج ۱۰ و تہذیب ص ۱۷۱ ج ۶ امام[۴] مالکؒ نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے تذکرۃ الحفاظ ص ۲۲۸ ج ۱ ۔ امام[۵] ترمذی بھی اس کی ایک حدیث کا جواب یوں دیتے ہیں یشیر مالکؒ بعبد الرحمن کہ امام مالک کا اشارہ عبدالرحمن بن ابی الزناد کے ضعف کے بارے میں ہے کہ یہ حدیث اُس نے غلط روایت کی ہے سنن ترمذی ص ۱۵ ج ۱ ۔ امام[۶] احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں مُضطرب الحدیث ضعیفٌ ۔ میزان الاعتدال ۔ امام[۷] ابوحاتمؒ فرماتے ہیں ضعیفٌ لا یحتج بہ لیس بشیءٍ (میزان) امام بخاریؒ کے استاد علیؒ[۸] بن مدینی فرماتے ہیں کان عند اصحابنا ضعیفا (تاریخ بغداد ص ۲۲۸ ج ۱۰) کہ ہمارے حضرات محدثین کے ہاں ضعیف ہے اور حضرت عبدالرحمٰن[۹] بن مہدی بھی اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں (تذکرۃ الحفاظ ص ۲۲۸ ج ۱) بلکہ حضرت عبدالرحمٰن بن مہدیؒ نے اس کی تمام حدیثوں پر قلم پھیر دیا تھا یعنی کہ وہ سب کی سب غلط ہیں (دیکھیے تاریخ بغداد ص ۲۲۹ ج ۱۰ و تہذیب التہذیب ص ۱۷۲ ج ۶ اور امام[۱۰] حاکم ابواحمدؒ فرماتے ہیں لیس بالحافظ عندہم کہ محدثین کرامؒ کے ہاں حافظ الحدیث شمار نہیں کیا جاتا (تہذیب ص ۱۷۳ ج ۶) امام ابن سعدؒ[۱۱] فرماتے ہیں وکان یضعّف لروایتہٖ عن ابیہ (تاریخ بغداد ص ۲۲۹ ج ۱۰) کہ اپنے باپ سے غلط روایت کرنے کے باعث ضعیف قرار دیے جاتے تھے اور محدث[۱۲] صالح بن محمد جزرہؒ فرماتے ہیں قد روی عن ابیہ اشیاءُ لم یروہ غیرہ (تذکرۃ الحفاظ ص ۲۲۸ ج ۱) ۔ کہ اس نے اپنے باپ سے ایسی روایتیں کی ہیں ۔ جو اس کی کوئی بھی موافقت نہیں کرتا اور امام[۱۳] ابوجعفر عمروؒ بن علیؒ اور امام[۱۴] ساجیؒ بھی فرماتے ہیں کہ فیہ ضعفٌ (تاریخ بغداد ص ۲۲۹ ج ۱۰ و ص ۲۳۰ ج ۱۰) کہ اس میں کمزوری ہے اور علامہ ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں اس کی بعض منکر روایات کا بطور مثال تذکرہ بھی کیا ہے اور تذکرۃ الحفاظ میں فرماتے ہیں کہ اگرچہ بہت مضبوط نہیں ہے لیکن پھر بھی ہشام بن عروہؒ کی روایت میں حجت ہے ۔ لیکن یہ روایت ہشام بن عروہؒ کے طریق سے نہیں ہے اس لیے علامہ ذہبیؒ کے ہاں بھی یہ منکر

سمجھی جائے گی امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ابن ابی الزناد ضعیف ہے اور رفع یدین کے یہ الفاظ اس کے سوا کسی اور راوی نے نقل نہیں کیے (شرح معانی الآثار ص ۹۶ ج ۱ ص ۱۱۰ ج ۱)۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں صدوق تغیر حفظه لما قدم بغداد (تقریب ص ۲۲۹)۔ کہ سچا ہے لیکن بغداد میں جب آیا تو حافظہ متغیر ہو چکا تھا۔

قارئین کرام جب یہ راوی ضعیف الحدیث مضطرب الحدیث لا یحتج بہ لیس بشئ غلط روایت کرنے والا اور متغیر الحافظہ ہے تو اس کی روایت کس طرح قابل احتجاج ہو سکتی ہے۔ اسلئے یہ حدیث ان سب محدثین کرامؒ کے ہاں ضعیف سمجھی جائے گی۔

جواب ۲ :۔ یہ حدیث ضعیف حضرت علیؓ کے اثر صحیح کے خلاف ہے کیونکہ حضرت علیؓ ترک رفع الیدین پر عمل کرتے تھے اور حضرت حافظ ابن حجرؒ جیسے متعصب شخص بھی اس کے بارے فرماتے ہیں رجالہ ثقات۔ افضل الشہادات ماشہدت بہ الاعداء۔ معلوم ہوا کہ رفع الیدین کی یہ روایت حضرت علیؓ سے بیان کرنا غلط ہے اور یہ خرابی عبدالرحمٰن بن ابی الزناد ضعیف راوی کے باعث ظہور میں آئی ہے ورنہ تو حضرت علیؓ سے کسی راوی نے بھی رفع الیدین کی روایت نہیں کی۔

جواب ۳ :۔ اس حدیث میں رفع الیدین عندالرکوع وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ فعل مثل ذالک سے رفع الیدین کا ثبوت نہیں ہو سکتا بلکہ یہ تشلیث صرف تکبیر میں ہے چنانچہ عندالافتتاح تکبیر رفع الیدین کا بیان ہے تو یہ مشابہت بھی صرف تکبیر میں ہے اور پہلے گذر چکا ہے کہ مشابہت جمیع اجزاء میں ضروری نہیں ہے اس لیے مسند احمد ص ۴۲۸ ج ۴ تا ص ۴۲۹ ج ۴ میں جو روایت بیان کی گئی ہے اس میں صرف تکبیر ہے۔ رفع الیدین عندالرکوع کا نام و نشان ہی نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو۔

عن مطرف بن عبدالله الشخير

قال صليت انا وعمران بن حصين

بالكوفة خلف على بن ابى طالب

فكبر بنا هذا التكبير حين يركع

وحین یجد فکبرہ کلّہ فلما
انصرفنا قال لی عمران بن حصین
ماصلیت منذ حین او قال منذکذا
اشبہ بصلوٰۃ رسول اللہ صلّی
اللہ علیہ وسلّم من ھٰذہ الصلوٰۃ
یعنی صلوٰۃ علیؓ۔

یہی وجہ ہے کہ تمام اہل کوفہؒ قدیماً وحدیثاً کا ترک رفع الیدین پہ اجماع تھا۔
(تنبیہ) جناب مولانا نور حسین صاحب گھرجاکھی غیر مقلد قرۃ العینین صہ۱۵ میں لکھتے ہیں فرشتے بھی رفع الیدین کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں جب سورۃ کوثر نازل ہوئی (الیٰ صہ۱۶ میں ہے) ہم ساتوں آسمانوں کے فرشتے بھی رفع یدین سے نماز پڑھتے ہیں (الیٰ) گرچہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن متابعۃً وتائیداً لکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ آھ حالانکہ یہ روایت موضوع ہے چنانچہ علامہ ذہبیؒ میزان الاعتدال صہ ۹۷/ج۱ میں لکھتے ہیں۔

اسرائیل بن حاتم المروزی روی عن مقاتل الموضوعات والا وابد والطامات۔

کہ اسرائیل نے مقاتل سے موضوعات اور اناب شناپ اور مصائب روایت کئے ہیں اور یہ روایت ان موضوعات میں سے ہے۔

اور پھر اس سند کا دوسرا راوی مقاتل بن حیان بھی ضعیف ہے دیکھئے میزان الاعتدال صہ ۱۹۶/ج۳۔ تیسرا راوی اصبغ بن نباتہ ہے ابوبکر بن عیاشؒ اس کو کذاب قرار دیتے ہیں اور امام نسائیؒ و ابن معینؒ و ابن حبانؒ و ابن عدیؒ سب اس پہ جرح کرتے ہیں (میزان صہ ۱۲۵/ج۱) تو گھرجاکھی صاحب نے حضرت علیؓ کی ضعیف روایت کی تائید موضوع روایت سے کرکے مشہور مثال کی تصدیق کردی ہے۔ عذر گناہ بدتر از گناہ۔
ابن الجوزیؒ فرماتے ھذا الحدیث موضوع (کتاب الموضوعات صہ ۹۹/ج۲) علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں وھو

موضوع ہے لایساوی شیئا (الفوائد المجموعۃ ص۳) بن گھڑت اور بالکل صحیح ہے۔

جواب۴:۔ اس حدیث میں رفع الیدین سجدتین سے قیام کے وقت بھی ذکر کیا گیا ہے حالانکہ غیر مقلدین حضرات اس کے منکر ہیں۔

دلیل ۳:۔ ابوداؤد ص۱۰۶ ج۱ وغیرہ میں حضرت ابوحمید ساعدیؓ کی روایت ہے جو دس صحابہ کرامؓ میں انہوں نے بیان کی ہے جن میں حضرت ابوقتادہؓ بھی تھے اور سب نے سن کر کہا صَدَقْتَ تو نے سچ کہا ہے اور اس میں رفع الیدین عند الرکوع وعند رفع الرأس من الرکوع کا بیان کیا گیا ہے۔

جواب۱:۔ اس حدیث کی سند میں عبدالحمید بن جعفر متکلم فیہ راوی ہے۔ امام نسائیؒ ضعفاء صغیر ص۴۸ میں فرماتے ہیں لیس بالقوی امام ابوحاتمؒ فرماتے ہیں لا یحتج بہ اور امام سفیان ثوریؒ بھی اس کی تضعیف کرتے تھے وکان الثوری یضعفہ من اجل القدر (میزان الاعتدال ص۹۴ ج۲) اور حافظ ابن حجرؒ (تہذیب التہذیب ص۱۱۲ ج۶ میں) لکھتے ہیں وکان یحیی بن سعید یضعفہ۔ کہ امام الجرح والتعدیل یحیی بن سعید القطانؒ بھی اس کی تضعیف کرتے تھے امام الجرح والتعدیل حضرت یحیی بن معینؒ سے پوچھا گیا کہ کیا وہ اس سے روایت بھی لیتے تھے تو ابن معینؒ نے فرمایا کہ حضرت یحیی القطانؒ اس سے روایت بھی لیتے تھے وکان یضعفہ وکان یری القدر اور ساتھ ہی اس کی تضعیف بھی کرتے تھے اور یہ تقدیر کا منکر تھا۔ وقال ابن حبان ربما اخطأ اور ابن حبانؒ فرماتے ہیں کہ اس نے اکثر اوقات خطاء کی ہے۔ امام ترمذیؒ نے بھی اس کی ایک روایت کو غیر اصح قرار دیا ہے (دیکھئے سنن ترمذی ص۱۴۲ ج۲ سورۃ حجر) امام طحاویؒ شرح معانی الآثار ص۱۱۱ ج۱ میں فرماتے ہیں۔

واما حدیث عبدالحمید بن جعفر	کہ عبدالحمید ابن جعفر کو جب وہ خود ضعیف
فانھم یضعفون عبدالحمید	قرار دیتے ہیں اور اس سے احتجاج نہیں کرتے

فلا یقیمون بہ حجتہ فکیف یحتجون بہ فی مثل ھذا الخ
تو پھر اس کی حدیث سے کس طرح حجت پکڑتے ہیں۔

اور خود امام طحاویؒ نے (شرح معانی الآثار ص۱۲۷ ج۱ میں) اسے ضعیف قرار دیا ہے اور حافظ ابن قیم حنبلیؒ اس کی ایک حدیث کا جواب یوں دیتے ہیں۔

وضعف یحیی بن سعید والثوری عبدالحمید بن جعفر (زاد المعاد ص۱۳۶ ج۴)
کہ امام یحیی بن سعیدؒ اور امام ثوریؒ نے عبدالحمید بن جعفر کو ضعیف قرار دیا ہے۔

اس خطار کار راوی نے رفع الیدین کا ذکر کر کے اپنی خطار کا اظہار کیا ہے۔

قاضی شوکانیؒ غیر مقلد نیل الاوطار ص۲۳۱ ج۱ میں عبدالحمید بن جعفر کی ایک روایت بارے یوں لکھتے ہیں۔

وقال ابن المنذر لا یثبتہ اھل النقل وفی اسنادہ مقال الخ
یعنی ابن المنذر نے فرمایا اس راوی کو محدثین کرام ضبط قرار نہیں دیتے اور اس سند میں کلام ہے۔

چنانچہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری ص۱۱۴ ج۱ میں ابوحمید ساعدیؓ کی یہ روایت ذکر کی ہے مگر رفع الیدین عند افتتاح الصلوٰۃ کے علاوہ کا اور کوئی ذکر نہیں ہے۔
چنانچہ علامہ امیر یمانیؒ غیر مقلد سبل السلام ص۱۰۵ ج۱ میں لکھتے ہیں۔

تقدم حدیث ابی حمید من روایۃ البخاری لکن لیس فیہ ذکر الرفع الا عند تکبیرۃ الاحرام بخلاف حدیثہ عند ابی داؤد ففیہ اثبات الرفع فی المواضع الثلاثۃ۔
کہ حضرت ابوحمیدؓ کی حدیث جو بخاری کی روایت سے گزر چکی ہے اس میں رفع یدین تکبیر احرام کے سوا اور کہیں نہیں لیکن ابوداؤد کی یہ روایت اس کے خلاف ہے اور اس میں تین مقامات میں رفع الیدین کا ذکر ہے۔

معلوم ہوا کہ رفع الیدین کا بیان بخاریؒ میں اس لیے نہیں ہے کہ وہاں راوی عبدالحمید بن جعفر نہیں ہے اور چونکہ ابوداؤد میں عبدالحمید ہے اس لیے اس نے بطور خطار رفع

الیدین کا ذکر کر دیا ہے اگر رفع الیدین کا ذکر صحیح ہوتا تو امام بخاریؒ اسے صحیح البخاری میں بیان کرنے سے ہرگز نہ چوکتے کیونکہ انہوں نے جزء رفع الیدین میں ہر قسم کی رطب و یابس روایات کی بھرتی کی ہے۔

جواب ۲:۔ اس حدیث میں عبدالحمید بن جعفر کے ضعیف ہونے کے علاوہ یہ حدیث منقطع بھی ہے کیونکہ محمد بن عمرو بن عطاء کا سماع حضرت ابو قتادہؓ سے ثابت نہیں ہے حالانکہ حدیث میں ہے منھم ابو قتادہؓ چنانچہ امام طحاویؒ شرح معانی الآثار ص ۱۲۷/۱ میں لکھتے ہیں۔

وفاۃ ابی قتادۃ قبل ذالك وصلی علیہ علیؓ — کہ حضرت ابو قتادہؓ کی وفات اس محمد بن عمرو بن عطاء کی ولادت سے بھی پہلے ہے اور ان کی نماز جنازہ حضرت علیؓ نے پڑھائی ہے۔

چنانچہ صحیح سند سے ثابت ہے کہ حضرت ابو قتادہؓ کی نماز جنازہ حضرت علیؓ نے پڑھائی ہے دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۱۶/۴ شرح معانی الآثار ص ۳۳۹/۱ سنن الکبری بیہقی ص ۳۶/۴ تاریخ بغداد ص ۱۶۱/۱ طبقات ابن سعد ص ۹/۶۔

اور علامہ ماردینیؒ الجوہر النقی ص ۳۶/۴ میں لکھتے ہیں کہ امام ابن عبدالبر مالکیؒ نے استیعاب میں کئی طرق سے روایت موسیٰ بن عبداللہ بن زید الانصاریؒ و امام الشعبیؒ سے کی ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو قتادہؓ کی نماز جنازہ پڑھائی تھی اور امام حسن بن عثمانؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو قتادہؓ سن ۳۸ھ میں فوت ہوئے ہیں الخ ملخصاً۔

اور حافظ ابن حجرؒ تخلیص الحبیر ص ۱۶۰ میں بیہقیؒ کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ راجح یہی ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو قتادہؓ کی نماز جنازہ پڑھائی ہے علامہ سید محمد انور شاہ صاحبؒ نیل الفرقدین ص ۳۶ میں لکھتے ہیں۔

وفی الکمال وقیل توفی — کمال میں کہا گیا ہے کہ حضرت ابو قتادہؓ کوفہ میں

بالكوفة سنة ثمان وثلاثين ولهذا قال ابن حزم وتعله وهم منه يعني عبد الحميد۔

۳۸ھ میں فوت ہوئے ہیں اس لیے علامہ ابن حزم ظاہری غیر مقلد فرماتے ہیں شاید کہ عبدالحمید کا وہم ہے (محلی ص ۱۲۸/۴) یعنی اس حدیث میں رفع الیدین بیان کرنا اور پھر محمد بن عمرو بن عطاء کی حضرت ابوقتادہؓ سے حدیث بیان کرنا۔

الحاصل :۔ امام شعبیؒ موسیٰ بن عبداللہ الانصاریؒ امام طحاویؒ علامہ ابن عبدالبر مالکیؒ علامہ ابن حزمؒ امام حسن بن عثمانؒ حافظ ابن حجرؒ علامہ ماردینیؒ سب کے سب فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوقتادہؓ کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ نیز علامہ ماردینیؒ الجوہر النقی ص ۱۲۸/۲ میں لکھتے ہیں

قال ابن قطان فيجب التثبت في قوله فيهم ابوقتادة فان ابا قتادة قتل مع علي وهو صلى عليه هذا هو الصحيح وقتل عليؓ سنة اربعين ومحمد بن عمرو لم يدرك ذالك وقيل توفي ابوقتادة سنة اربع وخمسين وليس بصحيح

یعنی ابن قطان فاسیؒ نے فرمایا ہے کہ واجب ہے ان کے لیے راوی کا یہ قول ثابت کرنا کہ ان میں حضرت ابوقتادہؓ بھی تھے کیونکہ حضرت ابوقتادہؓ تو حضرت علیؓ کے دور خلافت میں شہید ہوئے ہیں اور حضرت علیؓ نے آپ کا جنازہ پڑھایا ہے اور یہی صحیح ہے اور حضرت علیؓ ۴۰ھ میں شہید ہوئے ہیں اور محمد بن عمرو نے یہ زمانہ نہیں پایا اور کہا گیا ہے کہ حضرت ابو قتادہؓ ۵۴ھ میں فوت ہوئے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے (کیونکہ واقدی کذاب کی روایت ہے)

اس لیے امام ابن ابی حاتمؒ (کتاب العلل ص ۱۶۳ میں) لکھتے ہیں۔

قال ابي فصار الحديث مُرْسَلاً

کہ میرے باپ ابوحاتم نے فرمایا کہ پس یہ حدیث منقطع ہے

(فائدہ) ابوحاتمؒ کی اصطلاح ہے کہ وہ منقطع روایت کو مرسل کہتے ہیں۔ (توجیہ النظر)

(بحوالہ احسن الکلام ص ۱۱۸/۱۱۹ ج ۱) علامہ سید محمد انور شاہ صاحبؒ نیل الفرقدین ص ۴۲ میں فرماتے ہیں۔

وکان قتل علیؓ سنة اربعین	کہ حضرت علیؓ ۴۰ھ میں شہید ہوئے ہیں اور
وان محمد بن عمرو بن عطاء مات	محمد بن عمرو بن عطاء ۱۲۰ھ کے بعد فوت
بعد سنة عشرین ومائة	ہوئے تو اس کی کل عمر اسی سال سے کچھ
وله نیف وثمانون سنة فعلی	زائد ہے تو اس عمر کے مطابق محمد بن عمرو بن عطاء
هذا لم یدرک اباقتادة۔	نے حضرت ابوقتادہؓ کا زمانہ نہیں پایا۔

امام ہیثم بن عدیؒ بھی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوقتادہؓ ۳۸ھ میں فوت ہوئے ہیں (دیکھئے البدایہ والنہایہ ص ۶۸ ج ۸)۔

قارئین کرام جب یہ حدیث ضعیف اور منقطع ہے تو رفع الیدین نہ حضرت ابوحمید ساعدیؓ سے ثابت ہوا اور نہ دس صحابہ کرامؓ سے۔ اسی کو کہتے ہیں نہ ہے بانس نہ بجے بانسری اور محمد بن عمرو بن عطاء کی ملاقات نہ تو حضرت علیؓ سے ثابت ہے اور نہ ابوقتادہؓ سے قاضی شوکانیؒ غیر مقلد نیل الاوطار ص ۱۸۵ ج ۲ میں لکھتے ہیں یہ صحیح ہے کہ حضرت ابوقتادہؓ حضرت علیؓ کی خلافت میں فوت ہوئے ہیں مگر محمد بن عمرو کی عمر و وفات میں غلطی ہے یعنی تاریخ لکھنے والے غلط کار ہیں۔ سبحان اللہ تعالیٰ۔

(تنبیہ) مولوی عبداللہ صاحب روپڑی غیر مقلد رفع یدین اور آمین ص ۱۱۹ میں لکھتے ہیں مجلس علماء دیوبند نے جس تلخیص کے ص ۱۹۰ سے یہ عبارت نقل کی ہے (کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوقتادہؓ کی نماز جنازہ پڑھائی تھی اور یہی راجح ہے) اس تلخیص کے ص ۱۸۳ میں حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں محمد بن عمرو دو ہیں ایک محمد بن عمرو بن علقمہ بن وقاص لیسی (والصحیح لیثی) مدنی جو عطاف بن خالد کا استاد ہے اس کی ملاقات ابوقتادہ سے نہیں ہوتی اور ایک محمد بن عمرو بن عطاء تابعی کبیر ہے جو عبدالحمید بن جعفر کا استاد ہے اس کی ملاقات ہے اس نے ابوحمید ساعدیؓ وغیرہ سے خود سنا ہے خواہ وفات ابوقتادہؓ خلافت علیؓ میں ہوئی یا بعد میں چنانچہ امام بخاری نے اس کے سماع کی تصریح

کی ہے اور اسی بنا پر اس کی روایت اپنی کتاب صحیح بخاری میں لائے ہیں گویا طحاوی نے غلطی کی کہ محمد بن عمرو ایک ہی سمجھ کر حدیث کو ضعیف لکھ دیا قارئین کرام مجلس علماء دیوبند کی دیانتداری ملاحظہ فرمادیں کہ حافظ ابن حجر ہی سے اس حدیث کا ضعف بیان کررہے ہیں حالانکہ وہی اسکو صحیح کہہ رہے ہیں الخ بلفظہ۔ حافظ عبداللہ صاحب روپڑی نے اس عبارت میں کئی غلطیاں کی ہیں اولاً تو محمد بن عمرو کو دو بتلانا بے فائدہ ہے کیونکہ محمد بن عمرو بن علقمہ کی باتفاق محدثین کرامؒ حضرت ابو قتادہؓ سے ملاقات نہیں ہے باقی محمد بن عمرو بن عطاء کی ملاقات حضرت ابو قتادہؓ سے ہے یا نہیں بحث اس میں ہے اگر اس روایت کو لیا جائے جو موسیٰ بن عبداللہ انصاریؒ و امام شعبیؒ شاگردانِ حضرت علیؓ نے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو قتادہؓ کی نماز جنازہ پڑھائی ہے تو پھر محمد بن عمرو بن عطاء کی حضرت ابو قتادہؓ سے کسی صورت میں بھی ملاقات متصور نہیں ہوسکتی بلکہ اس کی ولادت بھی حضرت ابو قتادہؓ کی وفات کے بعد ہوئی ہے کیونکہ حضرت علیؓ ۴۰ھ میں شہید ہوئے ہیں اور حضرت ابو قتادہؓ بحوالہ کمال ۳۸ھ کوفہ میں فوت ہوئے ہیں اور محمد بن عمرو بن عطاء ۱۲۰ھ کے بعد فوت ہوتے ہیں۔ اور اس کی کل عمر ۸۰ سال سے متجاوز ہے تو حضرت ابو قتادہؓ سے ملاقات کب ہوسکتی ہے ہاں اگر واقدی کذاب کی روایت لی جائے کہ حضرت ابو قتادہؓ ۵۴ھ میں فوت ہوئے ہیں تو حافظ ابن حجرؒ تہذیب التہذیب ص ۳۷۵ ج ۹ میں لکھتے ہیں۔

ویکون محمد بن عمرو علی	
ھذا ادرک من حیاتہ اکثر	کہ اس روایت کی بناء پر محمد بن عمرو حضرت
من عشر سنین واللہ تعالیٰ اعلم	ابو قتادہؓ کی حیات کے دس سال سے زیادہ عرصہ
	پانے والا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس میں روایت کے ضعف کی طرف اشارہ ہے مولانا حافظ عبداللہ صاحب روپڑی کا حافظ ابن حجرؒ کی طرف وثوق سے یہ منسوب کرنا کہ حضرت ابو قتادہؓ کی وفات

خواہ خلافت علیؓ میں ہوئی ہو یا بعد میں۔ حافظ ابن حجرؒ کے ہاں محمد بن عمرو بن عطاء کی ملاقات حضرت ابو قتادہؓ سے ثابت ہے بالکل غلط اور حافظ ابن حجرؒ پر بے جا حملہ ہے و ثانیاً امام طحاویؒ کی غلطی تو ثابت نہ ہو سکی بلکہ غیر مقلدین حضرات کی تاریخ سے ناواقفیت ثابت ہوئی۔ وثالثاً حضرت امام بخاریؒ نے محمد بن عمرو بن عطاء کی روایت جو حضرت ابو حمید ساعدیؓ سے صحیح بخاری ص ۱۱۴ ج ۱ میں روایت کی ہے اس میں نہ تو رفع الیدین ہے اور نہ عبدالحمید بن جعفر ہے اور نہ دس صحابہ کرامؓ کا کوئی ذکر ہے انہوں نے عبدالحمید بن جعفر کا بنایا ہوا یہ سارا گورکھ دھندا ہی ختم کر دیا ہے۔

جواب ۳: اس حدیث کی سند میں اضطراب ہے کسی روایت میں آتا ہے عن محمد بن عمرو بن عطاء عن ابی حمید الساعدی دیکھئے ابوداؤد ص ۱۰۶ ج ۱ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵۹ ج ۱ طحاوی ص ۱۰۹ ج ۱ ابن ماجہ ص ۶۲۔ اور کسی روایت میں ہے محمد بن عمرو اخبرنی مالک عن عیاش او عباس بن سہل الساعدی انہ کان فی مجلس فیہ ابوہ الخ سنن الکبریٰ بیہقی ص ۱۰۱ ج ۲ اور کسی روایت میں ہے عن محمد بن عمرو بن عطاء عن عباس بن سہل عن ابی حمید الساعدی سنن الکبریٰ ص ۱۱۸ ج ۲ اور کسی روایت میں ہے عن محمد بن عمرو بن عطاء عن عباس او عیاش ابوداؤد ص ۱۰۷ ج ۱ طحاوی ص ۱۲۷ ج ۱ اور کسی روایت میں ہے محمد بن عمرو بن عطاء قال حدثنی رجل انہ وجد عشرۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم طحاوی ص ۱۲۷ ج ۱۔ الغرض شدید اضطراب ہونے کے باعث یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ مضطرب حدیث بھی ضعیف کی قسم ہے چنانچہ نواب صدیق حسن خانؒ غیر مقلد نے دلیل الطالب ص ۶۱۸ و ص ۸۸۲ میں اور مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوریؒ غیر مقلد نے تحقیق الکلام ص ۷ ج ۲ میں اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ بحوالہ احسن الکلام ص ۹۸ ج ۲۔

جواب ۴: اس حدیث کے متن میں بھی اضطراب ہے طحاوی ص ۱۲۷ ج ۱ ابوداؤد

ص ۱۰۶ ج ۱ میں تورک کا ذکر ہے لیکن ابوداؤد ص ۱۰۷ ج ۱ میں تورک کی نفی ہے پھر عبدالحمید بن جعفر کے طریق سے قالوجمیعاً صدقت اور دوسرے طریق میں یہ ندارد۔ جب یہ روایت ضعیف ہے منقطع ہے مضطرب ہے سنداً و متناً تو یہ صحیح کیسے ہوسکتی ہے اور اس سے احتجاج کیسے کیا جاسکتا ہے۔ جناب گھر جاکھی صاحب نے اس روایت کی بناء پر سولہ صحابہ کرامؓ سے رفع الیدین ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنے رسالہ میں خوب بھرتی کی ہے اور حضرت سلمان فارسیؓ المتوفی ۳۵ھ سے (قرۃ العینین ص ۳۲) اور حضرت ابومسعود انصاریؓ المتوفی ۴۱ھ سے (قرۃ العینین ص ۳۱) بھی اس روایت کی بناء پر رفع الیدین بیان کیا ہے حالانکہ ٹھوس دلائل سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ محمد بن عمرو بن عطا۔ اس زمانے کو نہ پاسکے۔ نیز حضرت ابومسعود انصاریؓ سے مرفوع روایت میں صرف رفع الیدین عندالافتتاح کا بیان ہے جس کو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

سالم البراد قال دخلنا علی ابی مسعود الانصاری فسئلناه عن الصلوٰۃ فقال الا اصلی بکم کما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی قال فقام فکبر ورفع یدیہ۔ الحدیث دیکھئے مسند احمد ص ۲۷۴ ج ۵۔ کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج — تا ثریا میرود دیوار کج

دلیل ۴ :۔ ابوداؤد ص ۱۰۸ ج ۱ مسند احمد ص ۲۵۵ ج ۱ و ص ۲۸۹ ج ۱ میں روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ رکوع و سجدہ میں رفع الیدین کرتے تھے۔

جواب :۔ یہ حدیث ضعیف اور مجہول اور باطل ہے کیونکہ اس کی سند میں دو راوی ہیں ایک عبداللہ بن لہیعہ ہے جو کہ ضعیف ہے باتفاق اکثر محدثین و غیر مقلدین۔ چنانچہ اسی حدیث کا جواب دیتے ہوئے متعصب غیر مقلد عالم محی الدین عبدالحمید حاشیہ ابوداؤد مصری ص ۲۷۵ میں فرماتے ہیں۔

وفی اسنادہ عبد اللہ بن لہیعۃ وفیہ مقال | کہ اس حدیث کی سند میں عبد اللہ بن لہیعہ ہے جس میں کلام ہے۔

علامہ امیر یمانی غیر مقلد نے سبل السلام ص۲۰/۱ و ص۱۳۲/۱ و ص۲۳۳/۱ میں اسے ضعیف قرار دیا ہے علامہ قاضی شوکانی غیر مقلد نے الفوائد المجموعہ ص۲۱۴ و ص۲۱۶ میں اسے ضعیف اور ذاھب الحدیث کہا ہے مولانا عبد الرحمٰن مبارک پوری غیر مقلد نے تحفۃ الاحوذی ص۲۱/۱ و ص۱۵/۲ و ص۴۲/۲ و ص۵۳/۲ و ص۲۳۰/۲ میں اسے ضعیف اور متروک الحدیث قرار دیا ہے۔ دوسرا راوی میمون مکی ہے جو کہ مجہول ہے میزان الاعتدال ص۲۲۴/۳ میں ہے لا یعرف تقریب ص۳۷۰ میں ہے مجھول من الرابعۃ۔ نیز اس روایت میں رفع الیدین فی السجود کا ذکر ہے جس کے غیر مقلدین حضرات منکر ہیں فما ھو جوابکم فھو جوابنا نیز حضرت ابن الزبیرؓ سے صحیح روایت میں رفع الیدین صرف عند الافتتاح ثابت ہے دیکھئے باب ثانی میں دلیل ۱۹ کے تحت بلکہ حضرت ابن الزبیرؓ نماز میں مطلقاً رفع الیدین سے منع کرتے تھے جس کی سند بھی صحیح ہے وہاں ہی دیکھیں غیر مقلدین حضرات نے اس باطل روایت سے احتجاج کیا ہے دیکھیے قرۃ العینین ص۵۰ گھر جاکھی صاحب وزینۃ الصلوٰۃ ص۸ حافظ عنایت صاحب اثری غیر مقلد گجراتی منکر معجزات اور پھر حین یسجد کے الفاظ شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے ہیں۔ فوا اسفا۔

دلیل ۵ :۔ ابن ماجہ ص۶۲ میں ہے

عن ابن عباسؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ عند کل تکبیرۃ۔ | حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے۔

الجواب :۔ یہ روایت بھی باطل اور موضوع ہے کیونکہ اس کی سند میں عمرو بن ریاح واقع ہے جو کہ ضعیف اور دجال ہے امام بخاریؒ اپنے استاد عمرو بن علی فلاسؒ سے نقل کرتے ہیں کہ یہ دجال ہے امام نسائیؒ اور امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں متروک امام حاکمؒ

ابو احمدؒ فرماتے ہیں ذاهب الحدیث ہے اور یہ حدیث رفع الیدین عند کل تکبیرۃ اسی نے روایت کی ہے (تہذیب التہذیب ص۴۸ ج۲) حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ میں (ابن حجرؒ) کہتا ہوں کہ امام ابن عدیؒ نے فرمایا ہے کہ یہ راوی ابن طاؤس سے باطل روایتیں نقل کرتا ہے اس کی کوئی راوی متابعت نہیں کرتا (یہ باطل روایت بھی ابن طاؤس سے ہے) اور امام ابن حبانؒ نے کہا ہے کہ یہ راوی۔ ثقہ راویوں سے موضوع روائتیں نقل کرتا ہے اس کی روایت لکھنی جائز نہیں ہے مگر بطور تعجب کے اور امام عقیلیؒ نے کہا ہے کہ یہ راوی منکر الحدیث ہے اور امام ساجیؒ نے کہا ہے کہ باطل اور منکر روایتیں نقل کرتا ہے الخ تہذیب التہذیب۔

اور تذکرہ مقدسی ص۱۵۲ میں ہے لا یحل الاحتجاج بہ کہ اس سے احتجاج کرنا حلال نہیں ہے حافظ ابن حجرؒ نے تقریب میں لکھا ہے کہ بعض محدثین حضرات نے اسے کذاب قرار دیا ہے۔ نیز اس حدیث میں عند کل تکبیرۃ رفع الیدین کا بیان ہے اور تم اس کے منکر ہو فما ھو جوابکم فھو جوابنا اس طرح حضرت ابن عباسؓ سے نضر بن کثیر سعدی کے طریق سے ایک روایت مروی ہے ابوداؤد ص۱۰۸ ج۱ مگر یہ روایت بھی منکر اور موضوع ہے کیونکہ نضر بن کثیر سعدی سخت مجروح ہے امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں شیخ فیہ نظر امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں فیہ نظر امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں۔

یروی الموضوعات عن الثقات لایجوز الاحتجاج بہ بحال۔ کہ ثقہ راویوں سے موضوع روایتیں نقل کرتا ہے ایسے احتجاج کرنا کسی حالت میں بھی جائز نہیں ہے (الی)

میں (ابن حجرؒ) کہتا ہوں کہ اس کو علی بن حسین بن جنیدؒ اور امام دولابیؒ اور امام عقیلیؒ وغیرہم سب نے ضعیف قرار دیا ہے۔ (تہذیب التہذیب ص۴۴۲ ج۱۰) اور تذکرہ مقدسی ص۹۸ میں اسی حدیث کے جواب میں ہے۔ فیہ النضر بن کثیر ابو سہل قال البخاری عندہ مناکیر۔ علامہ احمد محمد شاکر غیر مقلد تعلیقات محلی ص۹۴ ج۴ میں لکھتے

ہیں ضعیف ؒ اور مولوی محی الدین عبدالحمید غیر مقلد حاشیہ ابو داؤد ص ۲۷۵ ج ۱ میں اسی حدیث کے جواب میں لکھتے ہیں وھو ضعیف الحدیث وقال ابو احمد النیسا بوری ھذا حدیث منکرٌ من حدیث ابن طاؤس آھ بلفظہٖ۔ علامہ شمس الحق عظیم آبادیؒ غیر مقلد عون المعبود شرح ابی داؤد ص ۲۷۰ ج ۱ میں لکھتے ہیں النضر بن کثیر السعدی ضعیف الحدیث بہت افسوس آتا ہے ان غیر مقلدین حضرات پر جو اس روایت سے احتجاج کرتے ہیں چنانچہ گھر جاکھی نے قرۃ العینین ص ۲۷ میں اس سے احتجاج کیا ہے نیز حضرت ابن عباسؓ کی صحیح حدیث لاترفع الایدی الخ گذر چکی ہے کہ رفع الیدین سات مقامات کے علاوہ نہ کیا جائے اور نواب صدیق حسن خانؒ غیر مقلد فرماتے ہیں بسندٍ جیّدٍ فلہٰذا حضرت ابن عباسؓ سے رفع الیدین ثابت کرنا سخت غلطی ہے۔

دلیل ۶ :۔ ابن ماجہ ص ۶۲ میں روایت ہے۔

ان جابر بن عبد اللہ کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ واذا رکع رفع رأسہ من الرکوع فعل مثل ذالک ویقول رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعل مثل ذالک۔	حضرت جابرؓ بن عبداللہ جب نماز شروع کرتے تو رفع الیدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو ایسا کرتے اور فرماتے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ درایہ ص ۸۶ میں فرماتے ہیں رجالہ ثقات"۔

الجواب :۔ اس حدیث کی سند میں دو راوی متکلم فیہ ہیں ایک ابراہیم بن طہمان ہے جس کے بارے امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں کہ اس کی بعض روایات تو صحیح روایتوں کے مشابہ ہیں اور بعض روایات ایسی ہیں جن میں یہ خود متفرد ہے اور وہ روایات معضلات ہیں یعنی غیر مفہوم المراد ہیں (تہذیب التہذیب ص ۱۳۱ ج ۱) اور تذکرہ

مقدسی صنہ میں اس کی ایک روایت کو بے اصل قرار دیا گیا ہے چنانچہ اصل الفاظ یہ ہیں فیہ ابراھیم بن طھمان وھذا لا اصل لہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ چنانچہ اس حدیث کے بارے بھی محدث سلیمانیؒ فرماتے ہیں کہ ابراہیم بن طہمان نے جو یہ حدیث رفع الیدین کی عن ابی الزبیر عن جابر روایت کی ہے محدثین کرامؒ نے اس کا انکار کیا ہے چنانچہ اصل الفاظ یہ ہیں وقال السلیمانی انکروا علیہ حدیثہ عن ابی الزبیر عن جابر فی رفع یدین (تہذیب التہذیب ص۱۳۰ ج۱)۔

حافظ ابن حجرؒ کا اس راوی کے بارے آخری فیصلہ

قلت الحق انہ ثقۃ صحیح الحدیث اذا روی عنہ ثقۃ ولم یثبت غلوہ فی الارجاء (تہذیب التہذیب ص۱۳۱ ج۱)	میں (ابن حجرؒ) کہتا ہوں کہ حق بات یہ ہے کہ ابراہیم بن طہمان ثقہ اور صحیح الحدیث ہے جب کہ اس سے روایت کرنے والا بھی ثقہ ہو اور اس کا ارجاء میں غلو ثابت نہیں ہے۔

مگر یہاں ابراہیم بن طہمان سے روایت کرنے والا ثقہ نہیں ہے چنانچہ اس روایت میں موسی بن مسعود ابوحذیفۃ النھدی تلمیذ ابراہیم بن طہمان ضعیف ہے امام ترمذیؒ فرماتے ہیں وموسی بن مسعود ضعیف فی الحدیث سنن ترمذی ص۹۸ ج۲ امام ترمذیؒ اپنے استاد محمد بن بشارؒ سے اس کا ضعیف و متروک الحدیث ہونا نقل کرتے ہیں سنن ترمذی ص۹۸ ج۲ امام بخاریؒ کے استاد عمرو بن علی الفلاسؒ فرماتے ہیں۔

لا یحدث عنہ من یبصر الحدیث	جسکو حدیث میں بصیرت ہوگی وہ اس سے روایت نہیں کریگا

معلوم ہوا کہ اس حدیث سے احتجاج کرنے والے بصیرت حدیث سے محروم ہیں)۔ امام ابن خزیمہؒ فرماتے ہیں لا یحتج بہ امام حاکم ابواحمدؒ فرماتے ہیں لیس بالقوی عندھم امام ابن قانعؒ فرماتے ہیں فیہ ضعف امام حاکم ابوعبداللہ فرماتے ہیں کثیر الوھم سیئی الحفظ امام ساجی فرماتے ہیں یصحف وھولیّنؒ

کہ اصل عبارت میں تحریف کرتا تھا لین الحدیث ہے امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں قد اخرجہ البخاری وھو کثیر الوھم تکلموا فیہ کہ امام بخاریؒ نے اس سے احتجاج کیا ہے حالانکہ یہ کثیر الوہم ہے محدثین کرامؒ نے اس میں کلام کیا ہے ابن حجرؒ جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بخاری میں اس کی کوئی حدیث نہیں ہے بغیر تین حدیثوں کے جو اس نے سفیان سے روایت کی ہیں وہ بھی بطور احتجاج کے نہیں بلکہ متابعتہ ہیں امام احمدؒ و امام ابوحاتمؒ و امام ابن حبانؒ سب نے اس کو خطاء کار ٹھہرایا ہے تہذیب التہذیب ص ۳۷۰ ج ۱۰ تا ص ۳۷۱۔ علامہ ابن حزم ظاہریؒ غیر مقلد فرماتے ہیں۔

موسی بن مسعود ابوحذیفۃ	کہ یہ ضعیف حروف بدلنے والا کثیر الخطاء
النہدی ضعیف مصحف کثیر	ہے اور اس نے سفیانؒ سے باطل روایتیں
الخطاء روی عن سفیان البواطیل	نقل کی ہیں۔

(محلی ص ۱۲۷ ج ۱)۔

حافظ ابن حجرؒ پر بہت افسوس آتا ہے کہ وہ اس ضعیف حدیث کے بارے رجالہ ثقات فرماتے ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ ایک حدیث کے بارے فرماتے ہیں۔ رجالہ ثقات علامہ امیر یمانیؒ غیر مقلد نے سبل السلام ص ۴ ج ۲ حدیث ثامنؓ متعلق ثمن سنور و کلب میں حافظ ابن حجرؒ کی خوب خبر لی ہے کہ یہ حدیث منکر اور باطل ہے اس کے رجال ثقات کیسے ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ قصہ تلک غرانیق العلیٰ کو بھی صحیح سمجھتے ہیں (دیکھئے فتح الباری ص ۳۳۲ ج ۸ تا ص ۲۳۴۔ حالانکہ قاضی عیاضؒ و امام نوویؒ اس کو موضوع و باطل قرار دے چکے ہیں اس لیے علامہ احمد محمد شاکرؒ غیر مقلد نے شرح ترمذی ص ۶۵ ج ۲ میں حافظ ابن حجرؒ کی خوب خبر لی ہے اور آخر میں فرماتے ہیں وقد اخطاء فی ذالک خطاء لا نرضاہ لہ و لکل عالمٍ زلۃ عفا اللہ عنہ آہ الحاصل ، حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے رفع الیدین کی

روایت غیر ثابت ہے اور حافظ ابن حجرؒ کی سخت غلطی ہے جو انہوں نے اس حدیث کے بارے کہہ دیا ہے کہ رجالہ ثقات۔

دلیل ۷:۔ ابن ماجہ ص۶۲ میں روایت ہے

عمیر بن حبیب قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ مع کل تکبیرۃ فی الصلوۃ المکتوبۃ	حضرت عمیرؓ بن حبیب فرماتے ہیں کہ فرض نماز میں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے۔

الجواب:۔ یہ حدیث باتفاق محدثین کرامؒ ضعیف و بناوٹی ہے کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی تو رفدہ بن قضاعہ الغسانی الشامی ہے جو کہ ضعیف و مجہول ہے دوسرا راوی عبداللہ ہے جس نے اپنے باپ سے نہیں سنا۔ چنانچہ امام بخاریؒ فرماتے ہیں رفدہ بن قضاعۃ الغسانی الشامی عن الاوزاعی فی احادیثہ مناکیر (ضعفاء صغیر بخاری ص۱۳) یہ روایت بھی اوزاعی کے طریق سے ہے امام نسائیؒ فرماتے ہیں ولیس بالقوی (ضعفاء صغیر نسائی ص۴۲) اور تذکرہ مقدسی ص۳۴ میں اسی حدیث کا جواب یوں دیا گیا ہے فیہ رفدہ بن قضاعۃ وھو ضعیف۔ علامہ محمد فواد عبدالباقی تعلیقات ابن ماجہ جلد اول حدیث ص۸۶۱ میں اس حدیث کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مجمع الزوائد میں ہے کہ رفدہ بن قضاعہ ضعیف ہے اور عبداللہ نے اپنے باپ سے نہیں سنا۔

حکاہ العلائی عن ابن جریج	محدث علائیؒ نے اسکی ابن جریجؒ سے حکایت کی ہے۔

امام دارقطنیؒ امام ابن حبانؒ امام ابن عدیؒ سب کے سب اس حدیث کو غلط قرار دیتے ہیں (دیکھئے تہذیب التہذیب ص۲۸۳/۳ و ص۲۸۴) اور امام احمدؒ و امام یحیی بن معینؒ بھی اس حدیث کو غلط قرار دیتے ہیں (دیکھئے بدائع الفوائد ص۹۰/۴ لابن قیمؒ) نیز اس حدیث میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین بیان کیا گیا ہے حالانکہ غیر مقلدین حضرات اس کے قائل ہی نہیں ہیں فما ھو جوابکم فھو جوابنا تعجب کی بات ہے کہ

مولوی نور حسین گرجاکھی غیر مقلد اپنے رسالہ قرۃ العینین ص۳۵ میں اس غلط روایت سے احتجاج کرتے ہیں۔

دلیل ۸: قال ابو بکرؓ صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوۃ واذا رکع واذا رفع رأسہ من الرکوع رواتہ ثقات (بیہقی ج۲ ص۷۳)

حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور آپ رفع الیدین کرتے تھے جب کہ افتتاح صلوۃ کرتے اور جب کہ رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے۔

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کے راوی ثقہ ہیں۔

الجواب: اس حدیث میں کئی خرابیاں ہیں جن کے باعث یہ حدیث غیر ثابت ہے اول تو یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ الفاظ اس طرح ہیں۔

اخبرنا ابو عبداللہ الحافظ ثنا ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الصفار الزاھد املاء من اصل کتابہ قال قال ابو اسمعیل محمد بن اسماعیل السلمی الخ

محمد بن عبداللہ الصفار الزاہدؒ نے اپنی کتاب سے یہ حدیث لکھائی اور کہا کہ محمد بن اسماعیل سلمیؒ نے کہا ہے معلوم ہوا کہ یہ حدیث انہوں نے سلمیؒ سے خود نہیں سنی بلکہ ان کی کتاب سے نقل کی ہے۔

من ادعی الاتصال فعلیہ البیان۔ ثانیاً محمد بن اسمعیل سلمیؒ متکلم فیہ ہے ثالثاً سلمیؒ کا استاد محمد بن فضل سدوسیؒ اگرچہ ثقہ ہے مگر آخر عمر میں مختلط الحدیث اور متغیر الحافظہ اور مفقود العقل ہو گئے تھے اور محدثین کرامؒ کا اتفاق ہے کہ ایسے راوی کی حدیث ضعیف ہوتی ہے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں وعارمؒ (اس کا لقب ہے) اختلط آخرا (مقدمہ شرح مسلم ص۱۸) حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں لقبہ عارم ثقۃ ثبت تغیر فی آخر عمرہ (تقریب ص۳۳۵) امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں اختلط عارمؒ فی آخر عمرہ وزال عقلہ (تہذیب التہذیب ص۴۰۳ ج۹) امام بخاریؒ فرماتے ہیں تغیر فی آخر

عمرہ۔ امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں

تغیّر حتی کان لا یدری ما یحدث به فوقع فی حدیثه المناکیر فیجب التنکب عن حدیثه فیما رواه المتأخرون فاذا لم یعلم هذا ترک الکل ولا یحتج بشئ منها الخ (تہذیب ص۴۰۴ ج ۹)	کہ اس کا اتنا حافظہ متغیر ہو گیا تھا کہ جو حدیث بیان کرتا اس کو یہ علم نہ ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے تو اس کی حدیث میں منکر باتیں آگئیں پس واجب ہے اس کی حدیث سے گریز کرنا اور رک جانا جو اس سے متاخرین نے روایت کی ہو پس جب اس بات کا علم نہ ہو سکے تو اس کی تمام حدیثیں متروک قرار دی جائینگی اور کسی کیساتھ بھی احتجاج نہ کیا جائیگا۔

چنانچہ محمد بن فضل سدوسیؒ کا شاگرد محمد بن اسمعیل سلمیؒ متاخرین میں سے ہے علامہ نیمویؒ

تعلیق حسن ص۱۱۱ ج۱ میں لکھتے ہیں

قلت فیه ابو النعمان محمد بن فضل السدوسی وهو ثقة تغیر بالآخره رواه عنه ابو اسماعیل السلمی وهو لیس من اصحابه القدماء ولم یخرج الشیخان فی صحیحهما الخ	اس حدیث کی سند میں ابو النعمان محمد بن فضل سدوسیؒ واقع ہے جو کہ ثقہ تھے مگر آخری عمر میں متغیر الحافظ ہو گئے تھے اس روایت کرنے والا ابو اسماعیل سلمیؒ اس کے متقدمین شاگردوں میں سے نہیں ہے اور امام بخاریؒ و امام مسلمؒ نے اس کی کوئی حدیث بھی صحیحین میں تخریج نہیں کی۔

محمد بن فضل سدوسی متوفی ۲۲۴ھ میں اور اس کا شاگرد محمد بن اسماعیل سلمی متوفی ۲۸۰ھ ہے جس نے حالت اختلاط میں سنا ہے۔ رابعؔ یہ حدیث حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عمل کے خلاف ہے کیونکہ حضرت عبداللہؓ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پیچھے اور حضرت عمر فاروقؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور یہ سب حضرات رفع الیدین افتتاح کے سوا نہ کرتے تھے دیکھئے باب ثانی میں دلیل ۱۵ میں۔

(تنبیہ) مولوی نور حسین صاحب گھرجاکھی غیر مقلد اپنے رسالہ قرۃ العینین ص۱۱ میں عنوان قائم کرتے ہیں دوسری حدیث صدیق اکبر پھر آگے لکھتے ہیں (جس کا خلاصہ یہ ہے) ابن جریج رفع یدین کرتے تھے امام عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ ابن جریج نے نماز عطاء سے سیکھی ہے اور عطاء نے حضرت ابن زبیرؓ سے اور انہوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انہوں نے جبریلؑ سے اور حضرت جبریلؑ خدا سے لیکر آیا (بیہقی ص۲/۷۳) گھرجاکھی صاحب نے اس کو حدیث سمجھ کر اپنی جہالت کا ثبوت دیا ہے حالانکہ یہ امام عبدالرزاقؒ کا قول ہے چنانچہ خود گھرجاکھی صاحب لکھتے ہیں کہ امام عبدالرزاق فرماتے ہیں اور حافظ عنایت اللہ صاحب اثری گجراتی غیر مقلد منکر معجزات نے اپنے رسالہ زینۃ الصلوۃ ص۶ میں اسے عبدالرزاقؒ کا قول کہا ہے اگر اسی کا نام حدیث ہے تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے ترک رفع الیدین والی نماز اپنے استاد حمادؒ وغیرہ سے سیکھی ہے اور انہوں نے حضرت ابراہیم نخعیؒ سے اور انہوں نے حضرت اسودؒ وعلقمہؒ سے اور انہوں نے حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے اور انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے اور انہوں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے اور حضرت جبریل خدا تعالے سے لے کر آیا۔ فلہذا اللہ تعالی کا حکم ہے کہ نماز میں رفع الیدین نہ کیا کرو۔

دلیل ۹:۔ مجمع الزوائد ص۱۰۲/۲ و ص۱۳۵/۲ میں حضرت معاذؓ بن جبل کی مرفوع روایت میں رفع الیدین کا بیان کیا گیا مگر علامہ ہیثمیؒ اس روایت کے بارے فرماتے ہیں۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ الخصیب بن جحدر وھو کذاب مجمع الزوائد ص۱۰۲/۲ و ص۱۳۵/۲۔ امام طبرانیؒ نے اس روایت کو اپنی کتاب معجم کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں خصیب بن جحدر ایک راوی ہے جو کہ بہت بڑا جھوٹا ہے جب یہ روایت جھوٹی ہے تو اس سے استدلال کیسے کیا جاسکتا ہے۔ گھرجاکھی صاحب اس جھوٹی روایت سے بھی استدلال کرنے سے نہیں چوکے (دیکھئے قرۃ العینین ص۲۸)

دلیل ۱۰ :- ابن ماجہ ص۶۲ میں ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے آپ نماز میں کاندھوں کے برابر رفع یدین کرتے جب کہ نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے۔

جواب ۱ :- اس حدیث کی سند میں ایک راوی اسماعیل بن عیاش واقع جو کہ ضعیف ہے اور اس کی روایت غیر الشامیین سے تو باتفاق محدثین کرامؒ مردود ہے دیکھئے نووی شرح مسلم ص۱۸ ج۱ وسنن ترمذی ص۱۹ ج۱ وص۱۴۰ ج۱ وص۳۴ ج۲ وص۱۰۹ ج۲ علامہ ابن حزمؒ غیر مقلد فرماتے ہیں اسماعیل بن عیاش وھو ساقط لاسیما فیما روی عن الحجازیین (محلی ص۲۵۷ ج۱ بتحشیہ شاکرؒ) امام طحاویؒ شرح معانی الآثار ص۱۱۱ ج۱ میں لکھتے ہیں وھذا لا یحتج بہ لانہ من روایۃ اسماعیل بن عیاش عن غیر الشامیین مبارکپوریؒ غیر مقلد تحفۃ الاحوذی ص۲۶ ج۲ میں لکھتے ہیں اسماعیل بن عیاش الحمصی صدوق فی روایتہ عن اھل بلدہ مخلط فی غیرھم آہ حافظ ابن حجرؒ نے بلوغ المرام میں اس کی ایک حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے حالانکہ وہ شامیوں سے روایت کی گئی ہے دیکھئے سبل السلام ص۱۳۰ ج۱ باب سجود السہو حدیث ۹۔ علامہ امیر یمانیؒ غیر مقلد سبل السلام ص۵۸ ج۲ باب الوصایا میں لکھتے ہیں اسماعیل بن عیاش وھو ضعیفؒ۔ علامہ شوکانیؒ غیر مقلد الفوائد المجموعہ ص۱۱ میں لکھتے ہیں اسماعیل بن عیاش وھو کثیر الخطاء الخ کہ وہ بہت خطار کار ہے۔

قارئین کرام۔ اسماعیل بن عیاش کی یہ روایت بھی غیر شامیین سے ہے جو باتفاق محدثین کرامؒ ناقابل قبول ہے۔

جواب ۲ :- حضرت ابوہریرہؓ افتتاح صلوٰۃ کے سوا رفع الیدین نہ کرتے تھے اور اس نماز کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کے زیادہ مشابہ قرار دیتے تھے اور وہ حدیث بھی صحیح ہے دیکھئے باب ثانی میں دلیل ۷۔

جواب ۳ :- اس حدیث میں حین یسجد کے الفاظ بھی ہیں یعنی آنحضرت

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدہ میں بھی رفع الیدین کرتے تھے اور غیر مقلدین سجدہ میں رفع الیدین کے منکر ہیں فما ھو جوابکم فھو جوابنا۔ گھر جا کھتی صاحب اپنے رسالہ قرۃ العینین میں اس روایت کو ذکر کر کے ابن ماجہ کا حوالہ دیتے ہیں اور حین یسجد کے الفاظ شیر مادر سمجھ کر ہضم کر جاتے ہیں فواسفا۔

اعتراض:- حضرت ابو ہریرہؓ کی اگر یہ روایت ضعیف ہے تو ان کی دوسری روایت جو ابو داؤد ص ۱۰۸ ج ۱ میں رفع الیدین کے باب میں آتی ہے صحیح ہے چنانچہ حافظ ابن حجرؒ تلخیص الحبیر ص ۸۲ میں (بحوالہ قرۃ العینین ص ۳۶) فرماتے ہیں رواہ ابو داؤد ورجالہ رجال الصحیح اور امام ابن دقیق العیدؒ فرماتے ہیں وھو لاء کلھم رجال الصحیح بحوالہ نصب الرایہ ص ۴۱۴ ج ۱۔

الجواب:- اس کی سند میں کئی خرابیاں ہیں الاول۔ اس کی سند میں ایک راوی یحییٰ بن ایوب غافقی ابو عباس مصری ہے اگرچہ صحیحین میں اس سے احتجاج کیا گیا ہے مگر پھر بھی امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ اس کا حافظ خراب ہے اور وہ بہت خطا کرتا ہے اور محدث جلیل امام اسماعیلیؒ فرماتے ہیں کہ اس سے احتجاج نہ کیا جائے امام ابن سعدؒ فرماتے ہیں کہ وہ منکر الحدیث ہے امام دار قطنیؒ فرماتے ہیں کہ اس کی بعض حدیثوں میں اضطراب ہے اور امام عقیلیؒ فرماتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے (تہذیب التہذیب ص ۱۸۶ ج ۱۱ تا ص ۱۸۷) حافظ ابن کثیرؒ اپنی تفسیر ص ۱۶۹ ج ۱ میں لکھتے ہیں فیہ شیئ کما قال الامام احمد فیہ ھو سیئ الحفظ۔ کہ اس میں کوئی خرابی ہے جیسا کہ امام احمدؒ نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ وہ خراب حافظ والا ہے اور حافظ ابن حجرؒ تقریب ص ۲۷۴ میں لکھتے ہیں۔

صدوق ربما اخطاء من السابعۃ — سچا ہے لیکن اکثر اوقات خطا کی ہے۔

ساتویں طبقہ کا راوی ہے جناب نواب صدیق حسن خانؒ غیر مقلد نزل الابرار ص ۱۳۰ میں لکھتے ہیں وفیہ مقال لکنہ صدوق۔ اور اس میں محدثین کرامؒ کی

جرح ہے لیکن سچا ہے۔ اگر ہم اس کو حسن درجہ کا راوی بھی مان لیں تب بھی رفع الیدین اس کی خطا کا نتیجہ ہے۔ الثانی اس کی سند میں ابن جریج راوی واقع ہے جو کہ ثقہ ہے مگر سخت قسم کا مدلس ہے اور یہ روایت اس نے عنعنہ سے روایت کی ہے اور ایسے راوی کی روایت باتفاق محدثین کرامؒ حجت نہیں ہوتی چنانچہ امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں۔

تجنب تدلیس ابن جریج فانہ	بچ ابن جریج کی تدلیس سے کیونکہ وہ بُری تدلیس
قبیح التدلیس لا یدلس الا فیما	والا ہے۔ نہیں تدلیس کرتا مگر اس راوی سے
سمعہ من مجروح (تہذیب التہذیب ص۴۰۵ ج۶)	جو کہ مجروح ہوتا ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوریؒ غیر مقلد ابکار المنن ص۲۳۷ میں لکھتے ہیں کہ ابن جریج مدلس تھے اس کی روایت حسن کیسے ہوئی (بحوالہ احسن الکلام ص۲۵ ج۲) الثالث امام یحییٰ بن معینؒ ابن جریج کے متعلق فرماتے ہیں لیس بشئی فی الزھری (تہذیب ص۴۰۴ ج۶) کہ ابن جریج امام زہریؒ سے روایت کرتے ہیں لیس بشئی ہے۔ قارئین کرامؒ یہ روایت بھی ابن جریج کی امام زہریؒ کے طریق سے ہے۔ اندریں حالات رجالہ رجال الصحیح کہنے سے حدیث صحیح نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ سوء حفظ تدلیس وغیرہ عیوب صحت حدیث کے منافی ہیں اور روایت بھی صحیحین کی ہے۔ نیز ان کی دوسری روایت میں ہر اونچ نیچ میں رفع الیدین کا ذکر کیا گیا ہے حالانکہ تم اس کے منکر ہو۔ چنانچہ علامہ احمد محمد شاکرؒ غیر مقلد شرح ترمذی ص۴۲ میں لکھتے ہیں وفی روایۃ للدارقطنی فی العلل من حدیث ابی ھریرۃ یرفع یدیہ فی کل خفض ورفع اور حافظ ابن حجرؒ تلخیص الحبیر ص۲۱۹ میں لکھتے ہیں عن ابی ھریرۃ انہ کان یرفع یدیہ فی کل خفض ورفع ویقول انا اشبھکم صلوۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فما ھو جوابکم فھو جوابنا۔

دلیل ۱۱ :۔ جناب نور حسین صاحب گھرجاکھی اپنے رسالہ قرۃ العینین ص۴۲ میں

عنوان قائم کرتے ہیں۔ چودہ سو صحابہ کی شہادۃ ا۔ پھر یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ بلالؒ بن حرملہ فرماتے ہیں سألت جابر بن عبد اللّٰہ کم کنتم یوم الشجرۃ قال کنا الفا واربعمائۃ قال وکان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یرفع یدیہ فی کل تکبیرۃ من الصلوۃ مجمع الزوائد ص ۱۰۱ ج ۲ ۔ میں نے حضرت جابر بن عبداللّٰہ سے پوچھا کہ تمہاری (حدیبیہ میں) جب درخت کے نیچے بیعت ہوئی تھی تعداد کیا تھی تو انہوں نے فرمایا کہ ہم چودہ سو تھے اور جناب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰے وسلم نماز کی ہر تکبیر میں رفع الیدین کرتے تھے۔

الجواب ۱ :۔ اس حدیث کی سند میں نصر بن باب ایک راوی واقع ہے جس کے بارے امام ابو خیثمہؒ فرماتے ہیں کہ وہ بہت بڑا جھوٹا تھا امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ وہ کذاب نہ تھا مسند احمد ص ۳۱۰ ج ۲ اور محدثینؒ کی ایک جماعت نے اسے متروک قرار دیا ہے اور امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ محدثین کرامؒ اسے جھوٹا شمار کرتے ہیں ابن معینؒ وابن حبانؒ نے بھی جرح کی ہے (میزان ص ۲۳ ج ۴

الجواب ۲ :۔ جناب گرجاکھی صاحب نے مجمع الزوائد سے اس حدیث کے نقل کرنے میں خیانت اور بددیانتی سے کام لیا ہے کیونکہ مجمع الزوائد میں اس حدیث کے کے بعد علامہ ھیثمیؒ خود فرماتے ہیں

قلت ھو فی الصحیح خلا رفع یدین رواہ احمد وفیہ الحجاج بن ارطاۃ واختلف فیہ ۔	میں (ھیثمیؒ) کہتا ہوں کہ یہ حدیث صحیح بخاری میں موجود ہے مگر رفع الیدین کا ذکر اس میں نہیں ہے ہاں اس رفع یدین کی روایت کو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں حجاج بن ارطاۃ واقع ہے جو کہ مختلف فیہ راوی ہے۔

چنانچہ چودہ سو صحابہؓ کی یہ حدیث صحیح بخاری ص ۵۰۵ ج ۱ وص ۵۹۸ ج ۲ وص ۶۱۷ ج ۲ وص ۸۴۲ ج ۲ ومسند احمد ص ۳۹۶ ج ۳ وص ۳۰۱ ج ۳ میں موجود ہے مگر رفع الیدین کا نشان تک اس میں نہیں ہے جس سے معلوم ہوا کہ رفع الیدین اس روایت میں بیان کرنا حجاج بن ارطاۃ کی

غلطی ہے کیونکہ حجاج بن ارطاۃ ضعیف اور مدلس اور کثیر الخطاء اور متروک الحدیث ہے چنانچہ امام بخاریؒ اپنی کتاب ضعفاء صغیر ص۹ میں لکھتے ہیں قال ابن مبارک و کان الحجاج مدلسا حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا کہ حجاج مدلس تھا۔

امام نسائیؒ سنن نسائی ص۲۶۲ ج۲ (کتاب قطع ید السارق) میں فرماتے ہیں الحجاج بن ارطاۃ ضعیف ولا یحتج بحدیثہ۔ حافظ ابن قیم حنبلیؒ فرماتے ہیں ضعیف لا یحتج بہ (دیکھئے زاد المعاد ص۸ ج۱ و ص۱۳۰ ج۱)۔ اور تذکرہ مقدسی میں بھی اسے ضعیف ومتروک الحدیث قرار دیا گیا ہے (دیکھئے تذکرہ مقدسی ص۱۱ و ص۲۵ و ص۲۲ و ص۳۸ ص۹۰ و ص۹۲ و ص۱۴۱)۔ نصب الرایہ ص۹۲ ج۱ میں ہے کہ حجاج بن ارطاۃ وھو ضعیف امام دار قطنیؒ فرماتے ہیں لا یحتج بہ۔ امام اصمعیؒ فرماتے ہیں اول من ارتشی بالبصرۃ من القضاۃ حجاج بن ارطاۃ کہ حجاج بن ارطاۃ پہلا شخص ہے قضاۃ میں سے جس نے بصرہ میں رشوت لینی شروع کی اور عیسیٰ بن یونسؒ فرماتے ہیں کہ حجاج بن ارطاۃ جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھتا تھا۔ میزان الاعتدال۔ امام یعقوب بن شیبہؒ امام ساجیؒ امام ابن سعدؒ امام ابن خزیمہؒ امام حاکم ابو احمدؒ قاضی اسماعیلؒ وغیرہ سب کے سب اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں۔

ترکہ ابن المبارک وابن مھدی	کہ ابن مبارکؒ و عبدالرحمن بن مہدیؒ و یحییٰ
ویحی القطان ویحی بن معین	القطانؒ ویحییٰ بن معینؒ وامام احمدؒ سب نے
واحمد بن حنبل	اس کو ترک کر دیا تھا۔

(تہذیب التہذیب ص۱۹۷ ج۲ تا ص۱۹۸)

امام محمد بن نصرؒ فرماتے ہیں الغالب علی حدیثہ الارسال والتدلیس وتغییر الالفاظ۔ امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا گیا کہ

فلم لیس ھو عند الناس بذاک	حجاج بن ارطاۃ محدثین کرامؒ کے ہاں قوی کیوں
قال لان فی حدیثہ زیادۃ علی	نہیں تو آپ نے فرمایا کیونکہ اس کی حدیث میں

حدیث الناس لیس یکاد لہ	زیادت ہوتی ہے جو دوسرے محدثین کرامؒ
حدیث الا فیہ زیادۃ ۔	کے ہاں نہیں پائی جاتی اس کی کوئی حدیث
(تہذیب التہذیب ص۱۹۷/ج۲)	بھی تقریباً زیادت سے خالی نہ ہوگی ۔

قارئین کرام امام احمدؒ جو اس روایت کے راوی ہیں وہ خود اس کی سند کے راوی حجاج بن ارطاۃ کو متروک الحدیث قرار دیتے ہیں نیز فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث زیادت سے خالی نہیں ہوتی چنانچہ اس حدیث میں بھی اس نے رفع الیدین کا اضافہ کر دیا ہے ورنہ تو اس حدیث میں رفع الیدین کا بیان کسی راوی نے بھی نہیں کیا ۔ اور مبارکپوری غیر مقلد تحفۃ الاحوذی ص۲۳/ج۱ میں لکھتے ہیں الحجاج بن ارطاۃ الکوفی احد الفقہاء صدوق کثیر الخطاء والتدلیس ۔ اور علامہ عطاء اللہ صاحب غیر مقلد تعلیقات سلفیہ ص۲۵۶/ج۲ میں لکھتے ہیں حجاج بن ارطاۃ ضعیف و مدلس ۔

الجواب ۳ :۔ اس روایت میں ہر تکبیر میں رفع الیدین بیان کیا گیا ہے اور تم اس کے منکر ہو ۔ فما ھو جوابکم فھو جوابنا ۔ ایسی کمزور و موضوع روایت سے گھرجاکھی صاحب اجماع صحابہؓ اور چودہ ۱۴ سو صحابہؓ کی شہادۃ بیان کرتے ہیں ۔ وا اسفا مولانا گھرجاکھی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ صلح حدیبیہ میں شریک صحابہ کرامؓ کی تعداد پندرہ سو بھی آئی ہے (دیکھیے بخاری ص۵۹۸/ج۲) پھر اس روایت میں ہر تکبیر میں رفع الیدین کرنے پر بھی بقول گھرجاکھی صاحب اجماع ثابت ہوا اور گھرجاکھی صاحب ہر تکبیر میں رفع الیدین کے منکر ہیں معلوم ہوا کہ گھرجاکھی صاحب اجماع صحابہؓ کرام کے منکر ہیں ؎

دام گیسو میں پھنسا دل پاؤں میں زنجیر ہے　　وہ تمہارا خواب تھا یہ خواب کی تعبیر ہے

(تنبیہ) حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حجاج بن ارطاۃ کی ایک روایت بطور متابعت کے جو کہ معلّق ہے صحیح بخاری میں کتاب العتق کے اندر دیکھی ہے (تہذیب التہذیب ص۱۹۸/ج۲) لیکن یہ حافظ ابن حجر کا وہم ہے کیونکہ صحیح بخاری کتاب العتق ص۳۴۳/ج۱ میں

ہے تابعہ الحجاج ھو الاسلمی الباھلی ۔ اس لیے علامہ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ ص۱۷۵ ج۱ میں لکھتے ہیں (حجاج بن ارطاۃ) لیس بالمتقن لحدیثہ وکان ایضاً یدلس لم یخرج لہ البخاری الخ مزید براں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ حضرت جابرؓ کی اس روایت سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ اس روایت میں جس رفع الیدین کا ذکر ہے وہ حدیبیہ کے مقام پر ہوا جس پر چودہ سو صحابہؓ کی شہادت کا عنوان اور سرخی قائم کی گئی ہے ۔ اس روایت میں تو حضرت جابرؓ دو چیزوں کا ذکر فرماتے ہیں ایک یہ کہ حدیبیہ کے مقام پر چودہ سو ۱۴۰۰ صحابہ تھے اور دوسری چیز وکان (حرف واو عاطفہ کے ساتھ جو مطلق جمع کے لیے ہے اس میں ترتیب نہیں ہوتی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ الحدیث کہ آپ نے رفع یدین کیا یہ کب کیا ؟ حدیبیہ کے واقعہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ممکن ہے کہ یہ رفع یدین اس وقت ہوا ہو جب آپ رفع یدین کرتے تھے بعد کو یہ متروک و منسوخ ہو گیا ۔ کمامر عن الطحاویؒ وابن الھمامؒ وغیرھما ۔

دلیل ۱۲ ۔ ابن ماجہ ص۶۲ میں ہے ۔

عن حمید عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ اذا دخل فی الصلوٰۃ واذا رکع ۔	حمید الطویلؒ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع الیدین کرتے تھے جب نماز میں داخل ہوتے اور جب رکوع کرتے ۔

جواب :- اس حدیث کی سند میں حمیدؒ الطویل راوی مدلس ہے اور اس نے یہ روایت حضرت انسؓ سے عنعنہ کے ساتھ بیان کی ہے اور ایسے راوی کی حدیث باتفاق محدثین کرامؒ غیر مقبول ہے چنانچہ حافظ ابن حجرؒ طبقات المدلسین ص۱۲ میں اس کو طبقہ ثالثہ کا مدلس شمار کیا ہے جن کی حدیث بغیر صیغہ دال علی السماع کے قابل قبول نہیں ہوتی علامہ عطاء اللہ صاحب غیر مقلد نے اس روایت کا خوب

رد کیا ہے ان کے اصل الفاظ ملاحظہ ہوں ۔

فهي ايضاً ليست مما تصلح للاحتجاج لان في سندها حميد الطويل وهو من الطبقة الثالثة من المدلسين الذين قال الحافظ فيهم في اول طبقات المدلسين لم يحتج الائمة من احاديثهم الا ما صرحوا فيه بالسماع ومنهم من رد حديثهم مطلقاً آه ۔ وهو (حميد الطويل) كثير التدليس عن انس وغيره راجع الميزان للذهبي والتهذيب ومقدمة الفتح وطبقات المدلسين آه بلفظه ۔ (تعلیقات سلفیہ علی سنن نسائی ص ۱۲۹ ج ۱ مطبوعہ لاہور)

جواب ۱ :۔ یہ روایت مدلس ہونے کے ساتھ حضرت انسؓ پر موقوف ہے چنانچہ امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں ۔ لم يروه عن حميد مرفوعاً غير عبد الوهاب والصواب من فعل انسؓ (دارقطنی ص ۱۰۸ ج ۱) امام طحاویؒ فرماتے ہیں

واما حديث انس بن مالك فهم يزعمون انه خطاء وانه لم يرفعه احد الا عبد الوهاب الثقفي خاصة والحفاظ يوقفونه على انس (شرح معانی الآثار ص ۱۱۱ ج ۱)

یعنی یہ روایت مرفوع نہیں حضرت انسؓ کا فعل اور ان پر موقوف ہے صرف عبد الوہاب الثقفیؒ اس کو مرفوع بیان کرتے ہیں باقی سب حفاظ اس کو حضرت انسؓ پر موقوف بیان کرتے ہیں

جواب ۲ :۔ پھر مرفوع روایت میں حضرت انسؓ سے رفع الیدین فی السجود بھی مروی ہے ملاحظہ ہو ۔ وعن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه في الركوع والسجود قلت رواه ابن ماجة خلا قوله والسجود رواه ابو يعلى و رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ص ۱۰۱ ج ۲) گھر جاکھی صاحب غیر مقلد نے اپنے رسالہ قرۃ العینین ص ۳۷ میں مجمع الزوائد کے رجاله رجال الصحیح کا حوالہ دیا ہے مگر رفع الیدین فی السجود کو شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے ہیں نیز حضرت انسؓ کا اپنا عمل بھی رفع الیدین فی السجود مروی ہے دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۸۴ ج ۱ محلی ابن حزم ص ۲۹۶ ج ۴ جزء رفع الیدین

بخاری ص۳۰ ۔ فما ھو جوابکم فھو جوابنا ۔ مجمع الزوائد ص۱۰۲ ج۲ میں ایک روایت حضرت انسؓ سے ہر تکبیر میں رفع الیدین کی بھی آتی ہے لیکن علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں رواہ الطبرانی فی الاوسط وفیہ محمد بن عبید اللہ العزرمی وھو ضعیف۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں والعزرمی متروک الحدیث (ضعفاء صغیر ص۹۰) امام ترمذیؒ فرماتے ہیں و محمد بن عبید اللہ العزرمی یضعف فی الحدیث من قبل حفظہ ضعفہ ابن المبارک وغیرہ (سنن ترمذی ص۱۹۰ ج۱) ممن یضعفون فی الحدیث (سنن ترمذی ص۲۳۹ ج۲) ۔ حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں قال الدارقطنی محمد بن عبد اللہ العزرمی ضعیف (بدائع الفوائد ص۲۶۰ ج۳) ۔ تذکرہ مقدسی ص۴۷ وص۹۱ میں ہے متروک الحدیث ترکہ ابن حبان علامہ ہیثمیؒ ایک اور مقام میں بھی فرماتے ہیں وھو ضعیف (مجمع الزوائد ص۲۹۰ ج۳) اور دوسرے مقام میں فرماتے ہیں ۔ محمد بن عبید اللہ العزرمی وھو مجمع علی ضعفہ (مجمع الزوائد ص۲۷۹ ج۱) امام احمد فرماتے ہیں والعزرمی لا یساوی حدیثہ شیئا (مسند احمد ص۲۰۸ ج۲) ۔

نیز ہر تکبیر میں رفع الیدین کے غیر مقلدین حضرات خود منکر ہیں ۔ نیز مجمع الزوائد ص۱۰۲ ج۲ میں حضرت انسؓ سے ایک اور روایت آتی ہے جس کے بارے علامہ ہیثمی فرماتے ہیں رواہ الطبرانی فی الاوسط وفیہ ابراھیم بن محمد الاسلمی وھو ضعیف ۔ امام بخاریؒ بھی فرماتے ہیں ضعیف (ضعفاء صغیر ص۳) امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارکؒ نے اسے ترک کر دیا تھا (سنن ترمذی ص۲۳۶ ج۲) ۔ تذکرہ مقدسی ص۱۲۹ وص۱۵۰ میں ہے کذّاب کردہ بہت بڑا جھوٹا ہے امام نسائیؒ ضعفاء صغیر ص۵۷ میں لکھتے ہیں کہ یہ ان مشہور جھوٹوں میں سے ہے جو موضوع حدیث بنانے کے ساتھ متہم ہیں الحاصل : حضرت انسؓ سے رفع الیدین ثابت ہی نہیں ہے ۔

دلیل ۱۳ : نصب الرایہ میں ایک روایت خلافیات بیہقی کے حوالے سے نقل کی گئی ہے ۔ عن عبد اللہ بن القاسم قال بینما الناس یصلون فی مسجد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ خرج علیھم عمر بن الخطاب فقال اقبلوا علی بوجوھکم اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقام مستقبل القبلۃ ورفع یدیہ حتی یحاذی بھما منکبیہ ثم کبر ثم رکع وکذالک حین رفع فقال القوم ھکذا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی بنا قال الشیخ رجال اسنادہ معروفون۔ لیکن اس حدیث میں رفع الیدین عندالرکوع کا کوئی ذکر نہیں ہے اور حضرت عمرؓ سے ترک رفع الیدین کا عمل گذر چکا ہے جس کے بارے حافظ ابن حجرؒ فرما چکے ہیں رجالہ ثقات اور تمام خلفاء راشدینؓ سے سوا تکبیر افتتاح کے رفع الیدین ثابت ہی نہیں ہے چنانچہ علامہ نیمویؒ آثار السنن ص ۱۰۹/۱ میں فرماتے ہیں واما الخلفاء الاربعۃ فلم یثبت عنھم رفع الایدی فی غیر تکبیرۃ الاحرام واللہ اعلم۔

دلیل ۱۴:۔ عن ابی قلابۃ انہ رأی مالک بن الحویرث اذا صلی کبر ورفع یدیہ واذا اراد ان یرکع رفع یدیہ واذا رفع رأسہ من الرکوع رفع یدیہ وحدث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صنع ھکذا (صحیح بخاری ص ۱۰۲/۱ وغیرہ)

ابو قلابہؒ کہتے ہیں کہ میں نے مالکؓ بن حویرث کو دیکھا جب نماز پڑھتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور حدیث سناتے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ایسا کرتے تھے۔

جواب :۔ اگر اس روایت سے رفع الیدین ثابت کرنے پر آپ کا اصرار ہے تو ہم کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے یہ حدیث پوری نقل نہیں کی کیونکہ پوری حدیث میں رفع یدین عند السجود و بعد السجود کا بھی ذکر ہے (دیکھیے سنن نسائی ص ۱۶۵/۱ و ص ۱۷۲/۱ مسند احمد ص ۴۳۶/۳ و ص ۴۳۷/۳۔ نیز امام ابوعوانہؒ نے جو کتاب بطور تخریج کے صحیحین پہ لکھی ہے۔

جس میں صحیحین کی کمی بیشی کا ذکر ہے اس میں بھی پوری حدیث اس طرح ہے۔
حدثنا الصائغ بمكة قال حدثنا عفان قال ثنا همام قال انبأنا قتادة باسناد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ حیال اذنیہ فی الرکوع والسجود
صحیح ابوعوانہ ص ۹۵ ج ۲۔ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری ص ۱۸۲ ج ۲ میں لکھتے ہیں۔

واصح ما وقفت علیہ من الحدیث فی الرفع فی السجود مارواہ النسائی۔ (الی ان قال) ولم ینفرد بہ سعید بن ابی عروبۃ فقد تابعہ همام عن قتادة رواہ ابوعوانۃ فی صحیحہ	سب زیادہ صحیح روایت جس پر میں مطلع ہوا ہوں وہ روایت ہے جس پر میں مطلع ہوا ہوں وہ روایت ہے جو نسائیؒ نے روایت کی ہے جس میں رفع یدین فی السجود کا ذکر ہے (الی) اور سعید ابن عروبۃؒ اس کے روایت کرنے میں منفرد نہیں بلکہ ہمامؒ عن قتادہؒ اس کے متابع ہیں روایت کیا ہے اسکو ابوعوانہؒ نے اپنی صحیح میں۔

قارئین کرام معلوم ہوا کہ اس روایت کو ادھورا نقل کرنے میں امام بخاریؒ وغیرہ نے غلطی کی ہے (تنبیہ) حافظ ابن حجرؒ کا اس روایت کے بارے وقوف کمزور ہے۔ کیونکہ سعید بن ابی عروبہ کی روایت سے بھی زیادہ مضبوط روایت خود نسائی ص ۱۶۵ ج ۱ طبع مجتبائی میں شعبہؒ عن قتادہؒ کے طریق سے مروی ہے۔ البتہ علامہ سید محمد انور شاہؒ نیل الفرقدین ص ۳۲ میں لکھتے ہیں کہ شعبہ کا نسائی کے اندر موجود ہونا غلط ہے جیسا کہ فتح الباری کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے آپ کی اصل عبارت ملاحظہ ہو۔ فی شعبۃ فی النسخۃ غلط یعلم ذالك من الفتح وقال فیہ وھو اصح ما وقفت علیہ فیہ وفیہ الرفع بین السجدتین ایضا لیکن علامہ کشمیریؒ کا حافظ ابن حجرؒ کے بارے یہ حسن ظن صحیح نہیں ہے کیونکہ جس طرح شعبہؒ نسائی میں موجود ہیں اس طرح صحیح ابوعوانہ میں بھی موجود ہیں معلوم ہوا کہ شعبہؒ کا ذکر نہ تو نسائی میں غلط ہے اور نہ صحیح ابوعوانہ میں بلکہ یہ حافظ ابن حجرؒ کا وہم ہے اور علامہ سید کشمیریؒ کا نرا حسن ظن ہے
(فائدہ) علوم دینیہؒ کے بارے علم محیط کلی نہ تو امام بخاریؒ کا ہے نہ حافظ ابن حجرؒ کا نہ

علامہ سید کشمیریؒ وغیرہ کا اگر کسی مسئلہ کے متعلق ان حضرات کو علم نہ ہو سکے اور دوسرے دلائل سے وہ مسئلہ ثابت ہو جائے تو اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا مثلاً اذان کی مشہور دعاء اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ الایں والدرجۃ الرفیعۃ کے جملہ کے بارے علامہ احمد محمد شاکرؒ شرح ترمذی ص۱۴ج۱ میں لکھتے ہیں وقد نقل المبارکفوری فی شرح الترمذی (ص۱۸۵ج۱) عن ملا علی القاری فی المرقاۃ قال اما زیادۃ الدرجۃ الرفیعۃ المشہورۃ علی الالسنۃ فقال البخاری لم ارہ فی شئ من الروایات وکذالک قال الحافظ فی التلخیص (ص۷۸) لیس فی شئ من طرقہ ذکر الدرجۃ الرفیعۃ آہ بلفظہ۔ امام بخاریؒ اور حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ والدرجۃ الرفیعۃ کا ذکر کسی روایت میں نہیں ہے۔ علامہ سخاویؒ بھی مقاصد حسنہ میں فرماتے ہیں کہ حدیث کی کتابوں میں اس کا کوئی وجود اور ثبوت نہیں ہے علامہ سید محمد انور شاہ صاحب بھی فیض الباری ص۱۶۸ج۲ میں فرماتے ہیں زیادۃ والدرجۃ الرفیعہ فلم یثبت عندی فی حدیث۔ لیکن زبردست دلائل سے کتب حدیث میں والدرجۃ الرفیعۃ کا ثبوت موجود ہے ملاحظہ ہو۔ امام غزالیؒ اذان کی دعاء میں والدرجۃ الرفیعۃ کا ذکر کرتے ہیں (دیکھئے احیاء العلوم مع شرح ص۱۳۰ج۱ - امام ابن سنیؒ جو امام نسائیؒ کے شاگرد ہیں اور موجودہ سنن نسائی جو صحاح ستہ میں شمار کی جاتی ہے کے ملخص ہیں وہ اپنی مشہور کتاب عمل الیوم واللیلۃ ص۳۳ طبع حیدر آباد دکن میں فرماتے ہیں۔

حدثنا ابو عبدالرحمن (امام نسائیؒ) اخبرنا عمرو بن منصور حدثنا علی بن عیاش حدثنا شعیب بن حمزۃ عن محمد بن المنکدر عن جابر بن عبداللہؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال حین یسمع النداء اللّٰھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ آت محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ وابعثہ مقاما محمودا الذی وعدتہ، حلت لہ الشفاعۃ یوم

نقیامسۃ :۔ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اور یہ اول درجہ کی صحیح حدیث ہے علامہ نیموی تعلیق حسن ص۵۴ ج۲ طبع ہند باب التراویح میں لکھتے ہیں واما احمد بن محمد اسحق المعروف بابن سنی هو صاحب کتاب عمل الیوم واللیلۃ وروی سنن النسائی قال الذهبی فی الطبقات الحفاظ (تذکرۃ الحفاظ ص۲۴۲ ج۳) کان دیناً خیراً صدوقاً اختصر السنن وسماه المجتبی آه بلفظہ۔ مولانا عطاء اللہ صاحب غیر مقلد امام ابن سنی کے بارے میں لکھتے ہیں کان اماماً فاضلاً ثقۃ صدوقاً ورعاً زاهداً مکثراً من الحدیث الخ بلفظہ نواب صدیق حسن خان غیر مقلد نزل الابرار ص۶ میں مجمع الزوائد کے حوالے سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں جس میں ایک جملہ ایسا آتا ہے جو والدرجۃ الرفیعۃ کے ہم معنی ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو وعن ابن مسعودؓ مرفوعاً مامن مسلم یسمع النداء (الی) اعط محمدن الوسیلۃ و الفضیلۃ واجعلہ فی الاعلیین درجۃ وفی المصطفین محبۃ (الی) اخرجہ الطبرانی معجمہ الکبیر قال الهیثمی فی مجمع الزوائد ورجالہ موثقون آه بلفظہ۔ چنانچہ مجمع الزوائد ص۳۳۳ ج۱ میں یہ حدیث موجود ہے تارکین رفع الیدین بین السجدتین نے حضرت مالکؓ بن حویرث کی حدیث کے کئی جواب دیے ہیں الاول۔ مولوی عبدالتواب ملتانی غیر مقلد حاشیہ مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۸۴ ج۱ میں وعلامہ شوکانی غیر مقلد نیل الاوطار میں یہ جواب دیتے ہیں کہ رفع الیدین بین السجدتین کرنے اور نہ کرنے کا تعارض ہوگیا ہے اور اصل بات ہے کہ رفع الیدین نہ کیا جائے جب غیر مقلدین حضرات کے ہاں اصل بات یہ ہے کہ رفع الیدین نہ کیا جائے تو سارا اختلاف اور جھگڑا ہی ختم ہوگیا ہے کیونکہ رفع الیدین عند الرکوع کرنے اور نہ کرنے کا تعارض آگیا ہے اور اصل بات یہ ہے کہ رفع الیدین نہ کیا جائے الجواب الثانی:۔ مبارکپوری غیر مقلد تحفۃ الاحوذی میں اس حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اس میں قتادہؒ مدلس ہے اور اس نے یہ روایت عنعنہ سے روایت کی ہے فلہذا یہ روایت صحیح نہیں ہے مگر مبارکپوری غیر مقلد کی یہ

بات منطقی نہیں ہے بلکہ مَن تُجّی ہے کیونکہ وہ اپنے فرمان کی نافرمانی کر رہے ہیں وہ اس ضابطہ کو خود تسلیم کرتے ہیں کہ اگر قتادہؓ سے شعبہؒ روایت کرنے والے ہوں تو وہ معنعن روایت بھی صحیح شمار کی جائے گی چنانچہ ان کے اصل الفاظ ملاحظہ ہوں۔ قال الحافظ ابن حجر فی طبقات المدلسین (ص۲۱) قال البیهقی وروینا عن شعبة انه قال کفیتکم تدلیس ثلثة الاعمش وابی اسحٰق وقتادہ قال الحافظ فهذہ قاعدۃ جیدۃ فی احادیث هؤلاء الثلاثة انها اذا جاءت من طریق شعبة دلت علی السماع ولو کانت معنعنة انتهٰی بلفظہ (تحفۃ الاحوذی ص۱۵۸ ج۲)۔ بہرحال غیر مقلدین حضرات جو جواب رفع الیدین بین السجدتین کی روایت کا دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے رفع الیدین عند الرکوع کا سمجھ لیں۔

دلیل ۱۵: حضرت وائلؓ بن حجر حضرمیؓ سے روایت آتی ہے قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ مع التکبیر مسند احمد ص۳۱۶ ج۴۔

حضرت وائلؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے آپ ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے اور ابو داؤد ص۱۰۵ ج۱ و دارقطنی ص۱۰۹ ج۱ میں بھی حضرت وائلؓ بن حجرؓ سے رفع الیدین کی روایت آتی ہے جس میں رفع الیدین بین السجدتین کا بھی ذکر ہے۔

الجواب الاول: غیر مقلدین حضرات کے لیے یہ روایت دلیل نہیں بن سکتی بلکہ یہ اُن پر حجت ہے کیونکہ وہ رفع الیدین مع التکبیر کے قائل نہیں ہیں فلہذا جو جواب وہ اس روایت کا دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے رفع الیدین عند الرکوع کا سمجھ لیں۔

الجواب الثانی: حضرت امام ابراہیم نخعیؒ التابعی الکبیر نے اس روایت کو مجروح قرار دیا ہے آپ کا کہنا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ و دیگر صحابہ کرامؓ کو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع الیدین کا پتہ نہ چل سکا اور وائلؓ بن حجرؓ بن حجر (دیہاتی) جس کی دربار نبویؐ میں دو بار حاضری ہوئی رفع الیدین کا پتہ چل گیا ہے (بحوالہ فتح القدیر وغیرہ)

رفع الیدین بین السجدتین اور فی کل تکبیرۃ کے منکرین کی طرف سے اس کے کئی جواب دیئے گئے ہیں جن میں سے پہلا یہ ہے امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ وائلؓ بن حجر کی روایت میں ہمامؒ نے رفع الیدین بین السجدتین کا ذکر نہیں کیا اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ہمامؒ نے ذکر نہیں کیا تو عبدالوارث بن سعیدؒ نے ذکر کیا ہے (ابوداؤد ص ۱۰۵ ج ۱) جو اعلیٰ درجہ کا ثقہ ہے دیکھئے تذکرۃ الحفاظ ص ۲۳۶ ج ۱ وتہذیب التہذیب ص ۴۴۲ ج ۶ تا ص ۴۴۳ نیز عبدالوارثؒ کے علاوہ حضرت وائلؓ بن حجر کی روایت میں رفع الیدین مع کل تکبیر کا ذکر بھی آتا ہے دیکھئے مسند احمد ص ۳۱۶ ج ۴ اس روایت کا دوسرا جواب علامہ نورالدین ہیثمیؒ مجمع الزوائد ص ۱۳۵ ج ۲ میں یہ دیتے ہیں رواہ البزار وفیہ محمد بن حجر قال البخاری فیہ بعض النظر وقال الذہبی لہ مناکیر:۔ لیکن مسند احمد ونسائی کی روایت میں محمد بن حجر نہیں ہے ۔ غیر مقلدین حضرات وغیرہ جو اس روایت کا جواب دیں گے وہی جواب رفع الیدین عند الرکوع کا سمجھ لیں امام بخاریؒ نے تو جان چھڑاتے ہوئے صحیح بخاری میں اس روایت کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے مولوی نور حسین گرجاکھی غیر مقلد قرۃ العینین ص ۲۵ میں اس روایت کو اپنے دلائل میں ذکر کرتے ہوئے ابوداؤد کا حوالہ دیتے ہیں اور رفع الیدین بین السجدتین کو شیر مادر سمجھ کر ہضم کر جاتے ہیں۔

دلیل ۱۶ :۔ حضرت ابوموسی اشعریؓ سے بھی دارقطنی وغیرہ کے حوالہ سے رفع الیدین کی روایت کی جاتی ہے ۔

جواب :۔ اس روایت کے مرفوع اور موقوف ہونے میں خاصہ اختلاف ہے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اس کو حمادؒ بن سلمہ سے موقوف بیان کرتے ہیں (بیہقی) جب کہ نضرؒ بن شمیل اور زیدؒ بن الحباب اس کو حمادؒ سے مرفوع بیان کرتے ہیں (دارقطنی) امام دارقطنیؒ نے بھی اس اختلاف کیطرف اشارہ ان الفاظ سے کیا ہے رفعہ ھذان (ای نضر بن شمیل وزید بن الحباب) عن حماد ووقفہ غیرھما عنہ : اور علامہ ابن حزم ظاہریؒ غیر مقلد محلی میں اس کو موقوف بیان کرتے ہیں بحوالہ نیل الفرقدین)

اور نیل الفرقدین ص۶۸ میں ہے والصواب انہ موقوف

جواب ۲: پھر اس کے موقوف ہونے کے علاوہ اس حدیث کا دارومدار حمادؒ بن سلمہ پر ہے جو آخر عمر میں متغیر الحافظ ہو گئے تھے اور غلطی اور خطا کر جاتے تھے اور مولانا عبدالرحمن صاحب مبارکپوریؒ غیر مقلد نے تحقیق الکلام ص۱۰۳ ج۱ میں اس کی تصریح کی ہے (بحوالہ احسن الکلام ص۱۳۲ ج۲) حافظ ابن حجرؒ بلوغ المرام میں حماد بن سلمہؒ کی ایک روایت کے بارے امام ابوداؤدؒ سے تضعیف نقل کرتے ہیں اور علامہ امیر یمانیؒ غیر مقلد اس کی شرح میں بہت سے محدثین کرامؒ سے حماد بن سلمہ کی روایت کے غیر محفوظ اور خطاء ہونے کے فتوے نقل کرتے ہیں انکی اصل عبارت اس طرح ہے ہذا حدیث لم یروہ عن ایوب الا حماد بن سلمۃ وقال المنذری قال الترمذی ہذا حدیث غیر محفوظ وقال علی بن المدینی حدیث حماد بن سلمۃ ہو غیر محفوظ واخطأ فیہ حماد بن سلمۃ (سبل السلام ص۱۲۲ ج۱ باب الاذان حدیث ۱۵) اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ غیر مقلد اپنے رسالہ زاد المتقین ص۵ میں لکھتے ہیں بعض راوی ایسے ہیں جو اکابر محدثین مثل امام بخاریؒ وغیرہ کے نزدیک حجت نہیں ہے مثلاً حماد بن سلمہ الخ بلفظہ۔ قاضی شوکانیؒ غیر مقلد نیل الاوطار ص۲۴۷ ج۱ میں لکھتے ہیں کہ حماد بن سلمہ کے اوھام ہیں یعنی غلطیاں ہیں۔ اس لیے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے حماد بن سلمہ کا رفع الیدین بیان کرنا غلطی و خطاء ہے چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے حماد بن سلمہ کے سوا جو روایت بیان کی جاتی ہے اس میں تکبیر کے الفاظ ہیں رفع الیدین کا نام و نشان تک نہیں ہے اصل الفاظ ملاحظہ ہوں یکبر کلما رکع وکلما رفع وکلما سجد (الحدیث) مسند احمد ص۱۱۵ ج۴ و ص۳۹۳ ج۴ و ص۴۰۰ ج۴۔

جواب ۳: اگر حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے رفع الیدین کا ثبوت ہوتا تب بھی یہ روایت مرجوح شمار کی جاتی کیونکہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو اپنی ذات

پہ ترجیح دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جب تک وہ زبردست عالم تم میں زندہ رہیں مجھ سے مسائل پوچھا ہی نہ کرو (صحیح بخاری ص۹۹۷ ج۲ و مشکوٰۃ ص۲۶۴) نیز ایک موقعہ پر ایک مسئلہ پوچھنے والے شخص کو فرماتے ہیں سَلْ عبد اللّٰہ فانہ اقدمنا واعلمنا الخ محلی ابن حزم ص۸۳ ج۲۔ نیز ایک موقعہ پر نماز کا جب وقت ہوا تو حضرت ابوموسیٰؓ حضرت عبد اللہؓ بن مسعود کو فرماتے ہیں تقدم یا ابا عبد الرحمن فانک اقدمنا واعلمنا الخ مسند احمد ص۴۶۱ ج۱۔

اعرابی کی روایت رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو یصلّی فیرفع رواہ ابونعیم فی کتاب الصلوٰۃ جزء سبکی ص۷ تلخیص الحبیر ص۸۲ (بحوالہ قرۃ العینین ص۲۱) مگر اس روایت میں رفع الیدین کا کوئی ذکر نہیں ہے نیز یہ روایت بھی مجہول ہے علامہ ہیثمیؒ مجمع الزوائد ص۱۰۱ ج۲ میں فرماتے ہیں رواہ احمد وفیہ رجلٌ لم یسمّ نیز امام محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ حمید بن ہلال ان چار اشخاص میں سے ہیں جو بات بھی کسی شخص سے سن لیں اس کو پرکھے بغیر بیان کر دیتے ہیں (تہذیب التہذیب ص۵۲ ج۳) چنانچہ حمید بن ہلال سے یہ روایت یوں بیان کی گئی ہے عن حمید بن ھلال قال حدثنی من سمع الاعرابی الخ مجمع الزوائد ص۱۰۱ ج۲۔ حضرت براءؓ بن عازب کی روایت بھی حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی غیر مقلد نے اپنے رسالہ میں رفع الیدین کے دلائل میں ذکر کی ہے حالانکہ حضرت براءؓ بن عازب سے صحیح روایت کئی سندوں سے ترک رفع الیدین کے دلائل میں ہم ذکر کر چکے ہیں۔ حضرت براءؓ کی یہ روایت جو رفع الیدین میں پیش کی گئی ہے بالکل غلط ہے کیونکہ اس کی سند میں ابراہیم بن بشار رمادی ہے جو سخت قسم کا مجروح ہے اور سیدھی باتوں کو الٹا بیان کرنے کے ساتھ متہم ہے امام احمدؒ امام یحییٰ بن معینؒ امام نسائیؒ امام عقیلیؒ علامہ ذہبیؒ سب کے ہاں ضعیف ہے (دیکھئے تہذیب التہذیب ص۱۰۹ ج۱ ص۱۱۰ و میزان الاعتدال

ص۱۳۲ ج۱ حافظ ابن حجرؒ بھی اس کو صاحب اوھام قرار دیتے ہیں تقریب ص۱۲ طبع دہلی امام بخاریؒ نے بھی اس کی ایک روایت کو وہم قرار دیا ہے میزان الاعتدال ص۱۳ ج۱

قارئین کرام یہ ہے غیر مقلدین حضرت کے دلائل کی کائنات اور ان کا حشر جنہیں وہ غیر متزلزل پہاڑ سمجھ بیٹھے ہیں اللہ تعالیٰ انکو سمجھ نصیب فرمائے آمین ؎

یہ شکوہ بے وفائی کا یہ رونا کج ادائی کا
سزا ہے دل لگانے کی مزہ ہے آشنائی کا

غیر مقلدین حضرات بعض صحابہ کرامؓ سے چند آثار بھی نقل کرتے ہیں جو ضعیف ہونے کے علاوہ موقوفات صحابہؓ ہیں اور غیر مقلدین حضرات کے ہاں وہ حجت ہی نہیں ہیں اگرچہ صحیح سندوں سے مروی ہوں قرۃ العینین گھرجاکھی غیر مقلد ص۹۶ نواب صدیق حسن خانؒ غیر مقلد دلیل الطالب ص۱۶ میں لکھتے ہیں علامہ شوکانیؒ در مؤلفات خود ہزار بارے نولیسد کہ در موقوفات صحابہ حجت نیست (بحوالہ احسن الکلام ص۱۴۹ ج۱)

غیر مقلدین حضرات کا ایک غلط اور بے اصل دعویٰ

غیر مقلدین حضرات کا کہنا ہے کہ رفع الیدین عند الرکوع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک جاری رہا ہے۔

دلیل ۱: مولوی نور حسین صاحب گرجاکھی غیر مقلد اپنے رسالہ قرۃ العینین ص۱۹ میں لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرنے اور رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے ملنے دم تک آپ کی نماز اس طرح رہی یعنی اپنی عمر کی آخری نماز تک آپ رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین کرتے رہے دراسات اللبیب ص۱۷۰ تلخیص الحبیر ص۸۱ نیل الاوطار ص۱۴۹ ج۲ التعلیق الممجد ص۹۲ مسند امام احمد ص۱۶۶ جز امام تقی الدین سبکی ص۶ رواہ البیہقی تسہیل القاری شرح بخاری ص۸۶۲۔

الجواب: نصب الرایہ ص۴۰۹ ج۱ میں اس حدیث کی سند اس طرح ہے عن ابی

عبد اللہ الحافظ (امام حاکمؒ استاد امام بیہقیؒ) عن جعفر بن محمد بن نصر عن عبد الرحمن بن قریش بن خزیمۃ الھروی عن عبد اللہ بن احمد الدجی عن الحسن بن عبد اللہ بن حمدان الرقی ثنا عصمۃ بن محمد الانصاری ثنا موسیٰ بن عقبۃ عن نافع عن ابن عمرؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (الحدیث) اس حدیث کی سند میں دو راوی واقع ہیں جو وضاع اور کذاب ہیں۔ اول عبد الرحمن بن قریش ہے جس کے بارے علامہ ذہبیؒ میزان الاعتدال ص۱۱۴ ج۲ اور حافظ ابن حجرؒ لسان المیزان ص۴۲۵ ج۳ میں لکھتے ہیں اتھمہ السلیمانی بوضع الحدیث۔ کہ محدث سلیمانیؒ نے اس راوی کو موضوع حدیث بنانے کے ساتھ متہم کیا ہے۔ دوسرا راوی عصمۃ بن محمد الانصاری ہے علامہ ذہبیؒ میزان الاعتدال ص۱۹۶ ج۲ میں اور حافظ ابن حجرؒ لسان المیزان ص۱۷۰ ج۴ میں لکھتے ہیں واللفظ لمیزان الاعتدال۔ قال ابو حاتم لیس بالقوی وقال یحیٰ کذاب یضع الحدیث وقال العقیلی یحدث بالبواطیل عن الثقات وقال الدارقطنی وغیرہ متروک (الی) قال ابن عدی عصمۃ بن محمد بن فضالۃ بن عبید الانصاری مدنی کل احادیثہ غیر محفوظ اور حاشیہ نصب الرایہ ص۴۱ ج۱ میں بحوالہ تاریخ بغداد ص۲۸۶ ج۱۲ کے لکھا ہے کہ امام یحییٰ بن معین نے کہا ہے کان کذابا یروی الاحادیث کذبا نیز انہوں نے فرمایا من اکذب الناس نیز فرمایا ھذا کذاب یضع الحدیث۔ علامہ قاضی شوکانیؒ غیر مقلد الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ ص۹۷ طبع مصر ازہر میں لکھتے ہیں عصمۃ بن محمد الانصاری کذاب وضاع اور ص۱۸۱ میں لکھتے ہیں۔

عصمۃ بن محمد وھو کذاب۔ علامہ عطاء اللہ صاحب غیر مقلد تعلیقات سلفیہ ص۱۰۴ ج۱ میں لکھتے ہیں وحدیث البیہقی ما زالت آہ ضعیف جداً الخ بلفظہ۔ کہ سخت قسم کی ضعیف ہے حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی غیر مقلد رفع یدین اور آمین ص۵۴ میں اس روایت کو پیش کرنے کے بعد فرماتے ہیں حافظ ابن حجرؒ نے تلخیص الجبیر ص۸۱ اور درایہ فی تخریج احادیث الہدایہ کے ص۸۵ میں اس

حدیث کو ذکر کیا ہے اور اس پہ سکوت کیا ہے البتہ مجلس علماء دیوبند نے اس کا ضعف بیان کیا ہے چنانچہ حاشیہ نصب الرایہ میں اس کی اسناد میں دو راوی ضعیف بتلائے ہیں ایک عقیمہ (صحیح عصمہ ہے) بن محمد بن فضالہ انصاری اور دوسرا عبدالرحمٰن بن قریشی (صحیح قریش ہے) بن خزیمۃ الھروی مگر دعوی نسخ بھی تو ایک توہم ہے جس کی کوئی اصلیت نہیں اس کی تردید کے لیے ایسی حدیث کا پیش کرنا کوئی حرج نہیں آھ بلفظہ۔ روپڑی صاحب کی عبارت میں کئی غلطیاں ہیں اوّلاً تو ان کا حافظ ابن حجرؒ کا سکوت پیش کرنا سخت غلطی ہے کیونکہ جب حدیث ہی بناوٹی ہے تو حافظ ابن حجرؒ کا سکوت کیا فائدہ دے گا بلکہ ان کے سکوت سے یہی سمجھا جائے گا کہ چونکہ یہ جھوٹی روایت ان کے مذہب کے مطابق تھی تو وہ حق بات کہنے سے محروم رہے اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمادے وثانیاً روپڑی صاحب نے ان دو راویوں کے ناموں میں بھی غلطی کی ہے وثالثاً روپڑی صاحب کا یہ کہنا کہ ایسی حدیث کا پیش کرنا کوئی حرج نہیں ہے۔

غیر مقلدین حضرات کے ہاں ایسی جھوٹی روایات کا بیان کوئی حرج نہ ہو تو الگ بات ہے مگر احناف حضرات کے ہاں تو ایسی روایات کا پیش کرنا دوزخ میں ٹھکانہ تیار کرنا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے من کذب علیّ متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ علامہ سید محمد انور شاہؒ نیل الفرقدین ص۲۶ میں لکھتے ہیں کہ (بیہقی کی یہ روایت کہ آخری دم تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین کرتے رہے) کذب ہے۔ جھوٹ ہے علامہ نیمویؒ آثار السنن ص۱۰۱ ج۱ میں لکھتے ہیں وھو حدیث ضعیف بل موضوع اور علامہ نیموی رح تعلیق حسن ص۱۰۱ ج۱ میں لکھتے ہیں قلت العجب منہم کیف اوردوہ فی تصانیفہم وسکتوا عنہ مع ان بعض رجالہ اتہم بوضع الحدیث آھ بلفظہ۔

لطیفہ :۔ علامہ قاضی شوکانی تنیل الاوطار ص ۱۸۴/ج۲ میں اس جھوٹی روایت کے بارے لکھتے ہیں قد ثبت من حدیث ابن عمر عند البیهقی۔ لا کر یہ حدیث ثابت ہے حالانکہ خود اس کی سند کے ایک راوی عصمہ بن محمد انصاری کو وضّاع اور کذّاب بھی قرار دیتے ہیں (الفوائد المجموعہ ص ۲۶ و ص ۱۸ للشوکانی) مولانا عبدالحی لکھنویؒ پر بھی افسوس آتا ہے کہ وہ اس موضوع حدیث اور معاذ بن جبل کی موضوع حدیث کو رفع الیدین کے دلائل میں بھرتی کرتے ہوئے رفع الیدین کی روایات کو اکثر واقوی قرار دیتے ہیں (التعلیق الممجد)۔ فالی اللہ المشتکی۔

دلیل ۲ :۔ حافظ عبداللہ صاحب روپڑی غیر مقلد رفع یدین اور آمین ص ۵۵ میں لکھتے ہیں کہ مالک بن حویرثؓ اور وائل بن حجرؓ کا اخیر میں اسلام لانا بھی اس کے دوام وبقاء کی دلیل ہے)۔

الجواب :۔ حضرت مالکؓ بن حویرث اور حضرت وائلؓ بن حُجر کی روایتوں میں رفع یدین بین السجدتین اور عند کل تکبیر بھی موجود ہے مگر غیر مقلدین حضرات اس کے منکر ہیں۔

دلیل ۳ :۔ کانَ جب مضارع میں داخل ہو جائے تو دوام اور استمرار کا فائدہ دیتا ہے اور رفع الیدین کی بعض روایات میں کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ کے الفاظ آتے ہیں۔

الجواب :۔ امام نوویؒ شرح مسلم ص ۲۵۴/ج۱ میں اور قاضی شوکانیؒ غیر مقلد نیل الاوطار ص ۱۴۱/ج۲ میں لکھتے ہیں کہ کان کے مضارع پر داخل ہونے سے دوام اور استمرار کا ہونا لازمی نہیں ہے چنانچہ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔ فان المختار الذی علیہ الاکثرون والمحققون من الاصولیین ان لفظۃ کان لا یلزم منھا الدوام ولا التکرار وانما ھی فعل ماض یدل علی وقوعہ مرۃ فان دل دلیل علی التکرار عمل بہ والّا فلا تقتضیہ بوضعھا الخ اور امام ابو اسحٰق ابراہیم بن موسیٰ الشاطبیؒ المتوفی ۷۹۰ھ الاعتصام ص ۲۹۰/ج۱ میں اس ضابطہ

پر بحث کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں بل قد یأتی فی بعض الاحادیث کان یفعل فیما لم یفعلہ الا مرۃ واحدۃ نص علیہ اھل الحدیث بلکہ بعض حدیثوں میں کان یفعل (یعنی مضارع پہ واقع ہے) ایک مرتبہ کام ہوجانے کے لیے آیا ہے محدثین حضرات نے اس کی تصریح کی ہے۔

حدیث شریف سے اسکی بعض مثالیں

مثال ۱:۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یطوف علی نسائہ بغسل واحد صحیح بخاری ص۴۱/۱ و ص۴۲/۱ و ص۷۵۸/۲ و ص۷۸۵/۲ وسنن ترمذی ص۲۰/۱ ابوداؤد ص۲۹/۱ مشکوۃ ص۴۹ مصنف ابن ابی شیبہ ص۹۸/۱ ابن ماجہ ص۴۲ مسند احمد ص۹۹/۳ و ص۱۱۱/۳ و ص۱۶۶/۳ و ص۲۲۵/۳ و ص۲۹۱/۳۔ یہاں کان مضارع پر داخل ہے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی کا ایسا یہ ایک واقعہ ہے دوسرا واقعہ اس کے خلاف بھی مروی ہے ملاحظہ ہو ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم طاف علی نسائہ فی لیلۃ وکان یغتسل عند کل واحدۃ منہن فقیل لہ یارسول اللہ الا تجعلہ غسلا واحدا فقال ھو ازکیٰ واطیب واطھر (ابوداؤد ص۲۹/۱ ابن ماجہ ص۴۲)۔ کان یہاں بھی مضارع پر داخل ہے مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی کا ایسا یہ بھی ایک ہی واقعہ ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرات ازواج مطہرات کے لیے باری مقرر کیا کرتے تھے (دیکھئے نیل الاوطار ص۱۵۱/۱)۔

مثال ۲:۔ وعن علیؓ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج من الخلاء فیقرئنا القرآن ویأکل معنا اللحم الحدیث مشکوٰۃ ص۴۹ حالانکہ یہ بھی ایک دو دفعہ کا واقعہ ہے۔

مثال ۳:۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کنت اطیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحلہ قبل ان یطوف صحیح بخاری ص۲۱۰/۱ و ص۲۰۸/۱

ص۸۴۴ ج۲ و ص۸۴۸ ج۲ مسند حمیدی ص۱۰۶ ج۱ مسلم ص۳۴۸ ج۱ ۔ یہ صرف حجۃ الوداع کا واقعہ ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ نے آپ کا صرف یہی حج پایا ہے ۔

مثال ۴ :- عن عائشۃؓ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینام وھو جنب ولا یمس ماءً مشکوٰۃ ترمذی وغیرہ حالانکہ یہ بھی ہمیشہ کا معمول نہ تھا کیونکہ حضرت عائشہؓ سے بھی مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے وضو کر لیا کرتے تھے ۔

مثال ۵ :- عن عائشۃؓ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقبل بعض ازواجہ ثم یصلی ولا یتوضأ ابو داؤد ص۲۲ ج۱ وقال صحیح یہ بھی بعض اوقات کا واقعہ ہے نہ کہ ہمیشہ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے یہ فریضہ سر انجام دیتے تھے پھر نماز پڑھتے تھے ۔ اور بھی حدیث پاک سے بہت سی مثالیں موجود ہیں مگر ان پر اکتفا کرتا ہوں ۔

علامہ مجد الدین فیروز آبادیؒ لغوی صاحب قاموس کی ایک گپ ملاحظہ ہو | وہ اپنے رسالہ سفر السعادۃ ص۱۴۲ میں لکھتے ہیں ۔

وقد ثبت رفع الیدین فی ھذہ المواضع الثلاثۃ ولکثرۃ رواتہ شابہ المتواتر فقد صح فی ھذا الباب اربعمائۃ خبر واثر ورواہ العشرۃ المبشرۃ بالجنۃ ولم یزل علی ھذہ الکیفیۃ حتی رحل عن ھذا العالم ولم یثبت شئ غیرھا آھ بلفظہٖ	رفع الیدین ان تین مقامات میں ثابت ہو چکا ہے اور اس کے راویوں کی کثرۃ کے باعث یہ متواتر روایت کے مشابہ ہو گیا ہے اور رفع الیدین کے باب میں چار سو حدیثیں مرفوع وموقوف صحیح ثابت ہو چکی ہیں اور حضرات عشرہ مبشرہؓ نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور رفع الیدین کی یہ کیفیت قائم رہی حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس عالم فانی سے کوچ کر گئے اور رفع الیدین کے خلاف کوئی روایت بھی ثابت نہیں ہے ۔

قارئین کرام فیروز آبادیؒ صاحب کی تمام باتیں غلط و بے بنیاد ہیں اولاً تو ان تین مقامات میں رفع الیدین کی روایات پھر ان کا مفصل جواب آپ پڑھ چکے ہیں و ثانیاً فیروز آبادیؒ کے ہاں چار سَو حدیثیں صحیح ثابت ہو جانے کے باوجود رفع یدین کی روایت پھر بھی متواتر نہیں ہے بلکہ مشابہ متواتر ہے خدا معلوم ان کے ہاں تواتر کی حد کیا ہے؟ الحاصل ان کا چار سَو صحیح حدیث کا رفع الیدین کے بارے میں دعوے کرنا بالکل بے بنیاد ہے علامہ سید محمد انور شاہ صاحبؒ فیض الباری ص۲۵۹ ج۲ میں فرماتے ہیں فباطلٌ لا اصل له اصلاً علامہ نیمویؒ تعلیق حسن ص۱۰۱ ج۱ میں اور علامہ سید محمد انور شاہ صاحبؒ نیل الفرقدین ص۲۷ میں لکھتے ہیں کہ رفع الیدین کے بارے میں فلم یصحّ فیہ حدیث ایک حدیث بھی صحیح ثابت نہیں ہوئی ۔ و ثالثاً حضرات عشرہ مبشرہؓ سے رفع الیدین بیان کرنا صحیح نہیں ہے امام ابن دقیق العیدؒ فرماتے ہیں لیس عندی بجید (نصب الرایہ ص۴۱۸ ج۱) بلکہ حضرات عشرہ مبشرہؓ سے رفع الیدین صرف عند الافتتاح مروی ہے (دیکھئے سبل السلام ص۱۰۱ ج۱ ونیل الاوطار ص۱۸۲ ج۲) علامہ چلپیؒ شرح شرح وقایہ ص۲۹ میں فرماتے ہیں ان العشرۃ الذین بشّر لھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالجنّۃ لم یکونوا یرفعون ایدیھم الا عند الافتتاح ۔ حضرات عشرہ مبشرہؓ افتتاح کے سوا رفع الیدین نہ کرتے تھے و رابعاً فیروز آبادیؒ کا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آخری عمر تک رفع الیدین بیان کرنا بے بنیاد ہے کیونکہ ابھی گذر چکا ہے کہ وہ حدیث موضوع ہے اس میں دو راوی جھوٹے واقع ہیں و خامساً فیروز آبادیؒ کا یہ کہنا کہ رفع الیدین کے خلاف کوئی روایت ثابت نہیں ہے محض تعصب و سینہ زوری ہے ورنہ دلائل سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو چکی ہے کہ ترک رفع الیدین کے دلائل زبردست مضبوط ہیں خود غیر مقلدین حضرات کے بزرگوں نے بھی ان کا مضبوط ہونا تسلیم کیا ہے چنانچہ اس کتاب کے مقدمہ میں علامہ ابن حزمؒ علامہ احمد محمد شاکرؒ علامہ عطاء اللہ

علامہ محمد خلیل ہراس علامہ شعیب الارناؤوط علامہ محمد زہیر الشاویش جناب مرزا حیرت صاحب دہلوی کا حوالہ ملاحظہ فرماویں۔

لطیفہ:۔ حضرت انسؓ سے موقوف روایت آتی ہے

من رفع یدیہ فی الرکوع فلا صلوٰۃ لہ
جس نے رکوع میں رفع الیدین کیا اس کی نماز نہ ہوئی۔

لیکن اس کی سند میں محمد بن اسحق عکاشی واقع ہے جو کہ کذاب ہے غیر مقلدین حضرات کا بھی ایک محمد بن اسحق راوی ہے جو فاتحہ خلف الامام نہ پڑھنے سے نماز کا باطل ہونا روایت کرتا ہے یہ دونوں ہم نام ہوگئے ہیں یہ بھی کذاب ہے اور وہ بھی کذاب ہے مگر غیر مقلدین حضرات اُس کی روایت سے تو احتجاج کرتے ہیں اور اس کی روایت پر بدکتے ہیں اللہ تعالیٰ انکو ہدایت نصیب کرے آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

خط و کتابت کا پتہ

حافظ محمد حبیب اللہ

جامعہ اسلامیہ حبیب العلوم بلال آباد (ملتان روڈ) ڈیرہ اسماعیل خان

کوڈ نمبر ۰۹۶۱ - فون: 711364

مقدمہ طبع دوم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

برادران اسلام

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے راقم الحروف کی تصنیف "نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح" بے حد مقبول ہوئی اور غیر مقلدین حضرات اس کی مقبولیت سے گھبرا اُٹھے۔ غیر مقلدین حضرات کی پریشانی کا ذکر تو بعد میں کیا جائے گا۔ اس سے پہلے راقم الحروف یہ بیان کرنا چاہتا ہے کہ حنفی حضرات نے اس کتاب مستطاب کو کس حد تک پسند کیا ہے۔ بڑی خوشی وسعادت کی بات یہ ہے کہ اس کتاب مستطاب کا پیش لفظ استاد مکرم محدث اعظم حضرت مولانا ابو الزاہد محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم نے لکھا ہے۔ دوسری خوشی کی بات یہ ہے کہ محقق العصر استاذ العلماء حضرت مولانا عبد الرشید صاحب نعمانی مدظلہ اپنے مکتوب میں جو استاد مکرم حضرت مولانا عبد الحمید صاحب سواتی دامت برکاتہم کی طرف بھیجا ہے، اس میں لکھتے ہیں "ہدیہ سنیہ یعنی کتاب مستطاب نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح، وصول ہوئی ممنون فرمایا جزاکم اللہ تعالیٰ عنی وعن سائر اھل العلم خیرا مطالعہ کرکے مسرت ہوئی کہ آپ کے مدرسہ نصرت العلوم، سے ایسے فضلاء نکلے

جو اس طرح داد تحقیق دیتے ہیں کثر اللہ امثالہم، حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، اذا رکع واذا رفع رأسہ من الرکوع لا یرفعہما، سب سے پہلے تو مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی مدظلہ نے تعلیقات مسند حمیدی میں تنبیہ کی تھی۔ اب ڈیروی صاحب نے اس پر مزید روشنی ڈالی حضرت امام کشمیری سے فاضل ڈیروی نے جو صفحہ ۲۴۰ میں اختلاف کیا ہے وہ ان کی بالغ نظری کی دلیل ہے۔ یاد پڑتا ہے احمد شاکر نے بھی ترمذی کی تعلیقات میں وہی بات کہی ہے جو حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمائی ہے (پھر مولانا النعمانی نے چند اغلاط کی نشاندہی فرمائی جن کی طبع دوم میں اصلاح کر دی گئی ہے) حضرت مولانا ابو الزاہد صاحب اور مولانا ڈیروی صاحب کی خدمات میں سلام مسنون! بہر حال اس کتاب کی اشاعت آپ حضرات اور مصنف سب کے لیے قابل مبارکباد ہے۔

محمد عبد الرشید نعمانی

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

مجلس دعوت تحقیق اسلامی کراچی

ماہنامہ بینات کراچی ۱۴۰۰ھ ص ۵۸ تا ۵۹ میں نور الصباح پر بہترین تبصرہ موجود ہے۔ اس کے آخر میں لکھا "حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ العالی نے اپنے پیش لفظ میں اس موضوع پر جو مختصر اور جامع کلام فرمایا وہ بجائے خود ایک وقیع مقالہ ہے مولانا مدظلہ نے اس رسالہ کے بارے میں صحیح لکھا ہے کہ، یہ کہنا تو مشکل ہے کہ یہ کتاب اس مسئلہ پر حرف آخر ہے

لیکن بلا خوف تردید یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ یہ کتاب خالص علمی معلومات اور پُر مغز حوالوں سے لبریز ہے (ص۱۴)"۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۲۴ جمادی الاول ۱۴۰۰ھ / ۱۱ اپریل ۱۹۸۰ء ص ۳۰

میں نور الصباح پر بہت بہترین تبصرہ کیا گیا ہے۔ تبصرہ نگار نے آخر میں لکھا "اللہ بھلا کرے فاضل دوست مولانا حبیب اللہ ڈیروی فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کا جنہوں نے اس مسئلہ پر قلم اٹھایا اور اس کے مالہٗ وما علیہ پر خوب خوب روشنی ڈالی، مدرسہ نصرۃ العلوم کے شیخ الحدیث استاذنا المکرم مولانا محمد سرفراز خاں صفدر علم و تحقیق کی دنیا میں جو معیار قائم کیا ہے اور ان کی کتابوں نے اہل حق کے مخالفین کی جس طرح ناکہ بندی کی ہے اس سے ایک زمانہ آگاہ ہے" نور الصباح کے مصنف نے اپنے استاد اور شیخ کے ذوق تحقیق کو سامنے رکھتے ہوئے بے پناہ محنت سے کام لیکر یہ کتاب مرتّب کی ہے۔ جس کا مقدمہ حضرت الشیخ صفدر نے لکھا ہے، اور اپنے عزیز ترین شاگرد کو، "فاضل نوجوان عالم اجل، نکتہ رس، ذہین و فطین وسیع النظر اور کثیر المطالعہ" جیسے الفاظ سے یاد کیا ہے جو میرے خیال میں ایک استاد کی طرف سے اپنے شاگرد کے لیے بڑا اعزاز ہے۔"

غیر مقلدین حضرات کی صفوں میں تو اس کتاب نے کھلبلی مچا دی ہے۔

چنانچہ اس کا اعتراف غیر مقلد عالم محمد سلیمان صاحب انصاری یوں کرتے ہیں اس اکتشاف سے کچھ کھلبلی سی مچانے کی کوشش کی گئی ہے (گذارش احوال واقعی) مسئلہ رفع الیدین پر ایک نئی کاوش کا تحقیقی جائزہ ص۳

نور الصباح کے جواب میں ایک غیر مقلد عالم ارشاد الحق صاحب اثری نے ایک چھوٹا سا رسالہ تحریر کیا جس کا نام ہے، "التحقیق والایضاح (للبس) مافی نور الصباح یعنی مسئلہ رفع الیدین پر ایک نئی کاوش کا تحقیقی جائزہ، اس کا پیش لفظ محمد سلیمان صاحب انصاری ناظم نشر واشاعت دار الدعوۃ السلفیہ لاہور نے گذارش احوال واقعی کے عنوان سے لکھا ہے۔ جس کو خود غیر مقلدین حضرات نے نظرِ حقارت سے دیکھا یہی وجہ ہے کہ وہ مقبول نہ ہو سکا، اس لیے گوجرانوالہ کے ایک غیر مقلد عالم خالد گھرجاکھی کو جزء رفع الیدین کے نام سے ایک کتاب لکھنا پڑی جس کے اندر مولانا ارشاد الحق صاحب اثری کے مذکورہ بالا رسالہ کا اکثر حصہ درج ہے۔ (دیکھیے جزء رفع الیدین خالد گھرجاکھی ص۴۲ تا ص۵۵) خالد صاحب وارشاد الحق صاحب نے ان میں خیانت اور بددیانتی سے کام لیا ہے (جس کی کچھ تفصیل بعد میں آرہی ہے) اس لیے خود غیر مقلدین حضرات نے ان دونوں حضرات کی تصنیف کو پسند نہیں کیا جس کی وجہ سے درجہ قبولیت سے گر گئیں۔ پھر غیر مقلدین حضرات کی ایک جماعت نے جناب عبدالرشید صاحب انصاری کی توجہ نور الصباح کی طرف مبذول کرادی جناب عبدالرشید صاحب انصاری نے سائل بن کر سوالات کرنے شروع کر دیے راقم الحروف نے سمجھایا کہ کتاب نور الصباح کو بنظر انصاف پورا پڑھ لو ان شاء اللہ تعالیٰ تسلی ہو جائے گی۔ مگر جناب عبدالرشید انصاری نے میرے ناصحانہ مشورہ کو قبول نہ کیا اور مزید سوالات شروع کر دیے۔ سوالات کا یہ سلسلہ بالآخر چھ تک پہنچ گیا جو کہ سب کے سب نور الصباح کی عبارتوں پر تھے راقم الحروف نے اس میں قدرے خاموشی اختیار کی تو جناب عبدالرشید صاحب نے ایک رجسٹری ادارہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ اور ایک رجسٹری ہمارے

استاد محترم حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہ کے نام روانہ کی۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کی طرف سے جواب ۲۲ شوال ۱۴۰۴ھ ۲۱ جولائی ۱۹۸۴ء کو لکھا گیا جس میں حضرت الشیخ نے فرمایا "مولانا (حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی) چونکہ وسیع المطالعہ اور مدرس عالم ہیں۔ اس لیے علمی سوال کا جواب انشاء اللہ العزیز ضرور دیں گے۔ اور محض الجھاؤ دین کی کسی خدمت کا نام نہیں ہے۔ آپ (عبدالرشید انصاری) کو کم حوصلہ نہیں ہونا چاہیے الخ۔

اس کے بعد جناب عبدالرشید انصاری نے ۲۲ اگست ۱۹۸۴ء کو پھر ایک رجسٹری (یہ پانچویں رجسٹری تھی) راقم الحروف کی طرف روانہ کی جس کے پہلے ابتدائی صفحہ پر لکھا، سوالات کی تعداد چھ ہے ہر سوال کے جواب پر سو روپیہ ادا کیا جائے گا۔ لہٰذا آپ سے التماس ہے کہ غور و فکر کے بعد جواب روانہ کریں جواب کے لیے ساتھ ہی لفافہ بھیج دیا ہے جواب پندرہ ۱۵ دن کے اندر اندر آنا چاہیے الخ راقم الحروف نے اس کا جواب یہ دیا کہ آپ کے سوالات کا جواب نور الصباح طبع دوم میں آپ کے نام سے دیا جائے گا۔ جناب عبدالرشید صاحب نے رجسٹری ۶ بھیجی اور اس کے ابتدائی صفحہ پر لکھا۔ جواب کتابت و طباعت ہوتی رہے گی اور اپنے وقت پر وہ شائع ہو جائیگی جو آپ نے جواب لکھا ہے وہ بغیر طباعت کے ہی بھیج دیں کیونکہ اسکی پڑتال ہونی ہے۔ اس کے بعد انعام دیا جائے گا کیا جوابات درست ہیں یا نہیں، پھر عبدالرشید صاحب نے اسی رجسٹری کے صہ ۳ پر لکھا، سائل نے آپ کو لکھا تھا کہ ہر سوال کے صحیح جواب پر ایک سو روپیہ پیش کروں گا جو آپ اپنی ذات پر یا اپنی صوابدید پر جہاں

چاہیں خرچ کریں۔ مگر سائل اب بات عام لوگوں کے سامنے لے آیا ہے۔ جو کوئی ان چھ سوالوں کا جواب دیگا۔ ہم اس کو ہر سوال کے صحیح حل پہ تین سو روپیہ ادا کریں گے یعنی چھ سوالوں کے حل پہ اٹھارہ سو روپیہ دیا جائے گا۔ (الی ان قال) سائل نے جو انعام مقرر کیا ہے ظاہری اسباب کے مطابق کیا ہے کیونکہ ایک دوسرے کی مدد کرنا ضروری ہے، پھر اسی رجسٹری کے صفحہ ۴ پر کہا ہے۔ سائل نے جو انعام مقرر کیا ہے ۔۔ پھر صـ۵ پر لکھا ،، سائل نے جو انعام مقرر کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کا دیا ہوا مال ہے (الی ان قال) سائل نے جو انعام مقرر کیا ہے وہ اپنی طاقت کے مطابق کیا ہے، پھر صـ۶ پر لکھا، سائل کے انعام مقرر کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ حق بات ظاہر ہو جائے اور باطل مٹ جائے۔ پھر آخری صفحہ یعنی صـ۷ پر خلاصہ کلام کے عنوان کے تحت لکھا، سائل نے ہر سوال کے صحیح حل کے لیے تین سو روپیہ انعام مقرر کیا ہے۔ چھ سوالوں پر اٹھارہ سو روپیہ انعام دیا جائے گا ہے کوئی عالم دین جو اشکالات کو حل کر کے انعام کا حقدار بنے اور شکریہ کا موقعہ دیکھ ثواب دارین حاصل کرے۔ عبد الرشید انصاری ۱۵/۱۰/۸۴۔

راقم الحروف نے اس کے جواب میں لکھا ہے کہ راقم الحروف اگر تمام سوالات کے جوابات دفعۃً واحدۃً روانہ کر دے تو آپ نے انعام نہیں بھیجنا فلہذا جواب بھی قسط وار آئیگا اور انعام بھی قسط وار آنا چاہیئے۔ پہلے سوال کے جواب کا انعام تو عبد الرشید صاحب انصاری نے بہت جلد روانہ کر دیا مگر بعد میں سستی کرتے تھے اور راقم الحروف کے جواب کا جواب الجواب تیار کرتے تھے راقم الحروف کو تاخیر پہ تنبیہ کرنی پڑتی تھی بالآخر ان تمام سوالات

کا جواب ۲ر جمادی الاخریٰ ۱۴۰۶ھ / ۱۲ر فروری ۱۹۸۶ء کو مکمل ہو کر جناب عبدالرشید صاحب انصاری کے پاس پہنچ گیا اور انعام کی (آخری) قسط تین صد روپیہ بذریعہ منی آرڈر (بھی) اسی ماہ کے آخر میں آگیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اٹھارہ صد روپیہ انعام وصول ہو گیا حق ظاہر ہو گیا باطل مٹ گیا (والحمد للہ علی ذالک حمداً کثیرا)

ان چھ سوالات لکھے جواب کے درمیان جناب عبدالرشید صاحب انصاری نے اپنے مختلف علماء کرام (غیر مقلدین) کا راقم الحروف سے تحریری مناظرہ بھی کرا دیا یہ مناظرہ رفع یدین کی بعض خاص شقوں کے بارے میں تھا۔ غیر مقلدین حضرات کے علماء کرام میں سے براہ راست اس مناظرہ میں حصہ لینے والوں کا نام درج کیا جاتا ہے

(۱) استاذ العلماء حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب لاہور (۲) ان کے فرزند ارجمند مولانا احمد شاکر صاحب لاہور (۳) اور مولانا حافظ صلاح الدین یوسف صاحب ایڈیٹر الاعتصام لاہور (۴) مولانا محمد صدیق صاحب سرگودھا (۵) مولانا ارشاد الحق صاحب اثری فیصل آباد (۶) مولانا خالد گھر جاکھی صاحب گوجرانوالہ (۷) مولانا حکیم محمود صاحب ابن مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب مرحوم گوجرانوالہ۔ اول الذکر چھ حضرات سے باقاعدہ تحریری مناظرہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ مولانا عطاء اللہ حنیف، مولانا احمد شاکر مولانا صلاح الدین یوسف اور مولانا ارشاد الحق اثری۔ ان سب حضرات نے جواب دینے سے انکار کر دیا اور لاجواب ہو کر خاموش ہو گئے (جناب عبدالرشید صاحب انصاری کی تحریر ہمارے پاس موجود ہے) مولانا محمد صدیق سرگودھوی نے جناب عبدالرشید صاحب انصاری کو مشورہ دیا کہ ڈیروی صاحب کے ساتھ گفتگو کا سلسلہ منقطع کر دو کیونکہ ڈیروی صاحب جاہل و متعصب حنفی ہے

مگر مولانا محمد صدیق صاحب کا مقصد اپنی جان چھڑانی تھی کیونکہ مولانا موصوف نے جزء رفع الیدین (المنسوب) للبخاری کے ترجمہ اور فوائد میں خیانت اور جھوٹ سے کام لیا ہے مگر عبدالرشید صاحب نے اس کو معاف نہ کیا اور اس کی تحریر پھر میرے پاس بھیج دی۔ سوال و جواب کا سلسلہ ابھی مولانا موصوف سے منقطع نہیں ہوا۔ مولانا خالد گھرجاکھی صاحب کے ساتھ بھی تحریری مناظرہ چلتا رہا ہے۔ لیکن مولانا موصوف نے تقریباً چھ ماہ سے راقم الحروف کی تحریر کا جواب عنایت نہیں فرمایا ہماری خواہش ہے کہ وہ جواب عنایت فرمائیں تاکہ مزید اس کے جھوٹ اور خیانتیں لوگوں کے سامنے لائی جا سکیں (۷) مولانا عبدالسلام بھٹوی گوجرانوالہ کی ایک ـــــ ـــــ تحریر جو ایک دین اور چار مذہب نامی رسالہ جو مولانا قاضی حمید اللہ صاحب مدظلہ کے خلاف لکھا گیا ہے) میں بھی جناب عبدالرشید نے وہ تحریر راقم الحروف کی طرف روانہ کی کہ اس کا جواب دو۔ راقم الحروف نے اس کا جواب ۳۶ صفحات میں روانہ کیا۔ یہ ایسا دندان شکن جواب تھا کہ مولانا عبدالسلام بھٹوی کے ہوش و حواس کے طوطے اڑ گئے نہ پائے ماندن نہ جائے رفتن، والا معاملہ ہوا۔ محترم عبدالرشید صاحب انصاری بار بار یاد دھانی کروا رہے ہیں مگر مولانا بالکل خاموش ہیں اس جواب کو جو راقم الحروف کی طرف سے مولانا کو پہنچا ہوا ہے تقریباً سات ماہ کا عرصہ ہو گیا ہے۔ مولانا حکیم محمود صاحب کی ایک تحریر آئی ہے جو پہلی تحریر ہے۔ اور راقم الحروف کی ایک تحریر کے جواب میں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا عنقریب جواب تیار ہو کر مولانا موصوف کو پہنچ جائے گا، جناب عبدالرشید صاحب انصاری نے ایک کتاب مرتب فرمائی ہے جس کا نام ہے الرسائل فی تحقیق المسائل" اس

کتاب کی جمع و ترتیب میں چودہ غیر مقلدین حضرات کا تعاون حاصل ہے جن میں شیخ الحدیث مدرس، خطیب، مفتی، حافظ، قاری، ڈاکٹر، وکیل سب شامل ہیں، یہ کتاب در اصل جواب ہے۔ تحقیق مسئلہ رفع یدین مؤلفہ مولانا ابو معاویہ صفدر جالندھری کا۔ اس کتاب میں جناب عبدالرشید انصاری اور اس کے معاونین و مجاہدین نے خیانت۔ دھوکہ و فریب سے کام لیا ہے اور بعض جھوٹی حدیثیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی ہیں، مثلاً (۱) الرسائل صـ۲۹۶ تا صـ۲۹۷ طبع اول اور الرسائل صـ۲۹۹ تا صـ۳۰۰ طبع دوم میں ہے، علی بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۃ انا اعطینک الکوثر نازل ہوئی تو آپ نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ نحیرہ کیا چیز ہے جس کا مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ نحیرہ (قربانی کر لے کا آپ کو حکم) نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ جب تکبیر تحریمہ کہہ لیں تو رفع یدین کریں اور اس طرح رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کریں۔ کیونکہ یہی ہماری نماز اور دیگر فرشتوں کی نماز ہے جو ساتوں آسمانوں پر پڑھتے ہیں الخ

محترم عبدالرشید انصاری اور ان کے معاونین و مجاہدین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک جھوٹی اور من گھڑت روایت کی نسبت کر دی ہے۔ اور متواتر حدیث (مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ) کی صراحتہً خلاف ورزی کی ہے۔

اس روایت کی سند میں ایک راوی **الاصبغ بن نباتۃ الکوفی** واقع ہے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں، **متروک رُمِیَ بِالرَّفْضِ (التقریب صـ۳۸)**

اس کی حدیث محدثین کرامؒ کے ہاں قابل ترک ہے قابل عمل نہیں اور یہ رافضی (شیعہ خبیث ہے) محدث ابوالحسن علی بن محمد بن عراق الکنانیؒ لکھتے ہیں (ص۲۱۱)

اصبغ بن نباتۃ التمیمی الحنظلی الکوفی کذاب قال ابو بکر بن عیاش کذاب وقال ابن حبان فتن بحب علیؓ فاتی بالطامات (تنزیہ الشریعہ ص۴۰/۱) کہ اصبغ بن نباتہ بہت بڑا جھوٹا ہے اور امام ابو بکر بن عیاشؒ نے فرمایا بہت بڑا جھوٹا ہے اور امام ابن حبانؒ نے کہا کہ حضرت علیؓ کے ساتھ غلو کے درجے کی محبت کرنے کی وجہ سے جھوٹی روایتیں بیان کرتا ہے، اصبغ پر بقیہ جرح وقدح. راقم الحروف کی کتاب مسئلہ رفع الیدین پر انعام یافتہ تحریری مناظرہ، میں ملاحظہ کریں۔ (۲) اصبغ بن نباتہ کا شاگرد مقاتل بن حیان بھی متکلم فیہ ہے (دیکھئے میزان الاعتدال) ۳۔ مقاتل بن حیان کا شاگرد اسرائیل بن حاتم المروزی ہے جو کہ چور ہے۔ ابن حبانؒ فرماتے ہیں کہ اس راوی نے اپنے استاد مقاتل سے جھوٹی اور من گھڑت روایتیں کی ہیں ان جھوٹی اور من گھڑت روایتوں میں سے ایک روایت وہ ہے جس کو عمر بن صبیح۔ مقاتل سے روایت کرتا تھا تو اسرائیل اس جھوٹی ومن گھڑت روایت کے حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا اور یہ روایت اس نے اپنے استاد مقاتل عن الاصبغ سے بیان کر ڈالی (میزان الاعتدال ص۹۷/۱ ولسان المیزان ص۲۸۵/۱)

قارئین کرام۔ عمر بن صبیح ایک بہت بڑا جھوٹا اور جھوٹی روایتیں بنانے والا شخص ہے (دیکھئے تہذیب التہذیب ص۴۶۳/۷ تا ص۴۶۴ تقریب ص۲۷۹) یہ من گھڑت روایت دراصل اسی خبیث کی تھی جس کو اسرائیل بن حاتم نے مقاتل

سے روایت کر دیا۔ (لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ) راقم الحروف نے عبدالرشید انصاری کو اس جھوٹی روایت کے بارے میں تنبیہ کی تھی مگر وہ ظالم حق کے سامنے اکڑ گیا اور اس روایت کو اپنی کتاب الرسائل طبع دوم میں دوبارہ ذکر کر دیا، ایک اور بہت بڑے ظالم نے تو کمال ہی کر دیا۔ اس جھوٹی و من گھڑت روایت کے اوپر عنوان قائم کیا ہے۔ قرآن پاک سے رفع الیدین کرنا ثابت ہے، پھر اس جھوٹی اور من گھڑت روایت کو ذکر کیا ہے (دیکھیے رسالہ رفع الیدین مرتبہ حضرت مولانا عبدالغفار سلفی مکتبہ الیو بیہ حدیث محل اے ایم ۱۷ کراچی ۱ ص۱۶) پھر اس اَظْلَم (بہت بڑے ظالم) نے اسی رسالہ کے ص۳۸ میں دوبارہ قرآن سے رفع یدین کے ثبوت کا ذکر کیا ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)۔ یہ عبدالغفار، مفتی عبدالستار (فتاویٰ ستاریہ والا) امام غرباء اہلحدیث کراچی کا لڑکا ہے، غیر مقلدین حضرات کے بزرگ اور خالد گھرجاکھی کے والد محترم مولانا نور حسین گھرجاکھی فرماتے ہیں ما اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن متابعۃً و تائیداً لکھنے میں کچھ حرج نہیں ہے (قرۃ العینین ص۱۶)۔ مولانا خالد گھرجاکھی سے سوال کیا جاتا ہے کہ کیا یہ روایت صرف ضعیف ہی ہے یا موضوع بھی۔ اگر موضوع نہیں تو موضوع حدیث کی تعریف بیان کریں، اگر موضوع ہو تو پھر متابعۃً و تائیداً پیش کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ اگر جائز ہے تو پھر فقہ حنفی کی بعض کتابوں میں اس قسم کی روایت کو تائید میں پیش کرنا جائز ہو گا یا نہ۔ اگر ناجائز ہو تو پھر آپ کے والد محترم کے لیے کس طرح جائز بن جائے گا یا اس بات کی تصریح کریں کہ آپ کے والد نے ایک ناجائز بات لکھی ہے (وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ)

تھے یعنی خانہ کعبہ کی توہین کی تھی اور حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ کو شہید کیا تھا۔

قارئین کرام، اس روایت کے بیان کرنے میں بھی یہ مشرح اکیلا ہے۔ کسی دوسرے راوی نے حضرت عقبہؓ سے ایسی روایت نقل نہیں کی۔ امام ترمذیؒ اس قسم کی ایک سند کی حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں ولیس اسنادہ بالقوی (ترمذی ص۲۲۴ ج۲)۔ جواب ع۴ اس سند میں ایک راوی عبداللہ بن لھیعہ ہے جس کو غیر مقلدین حضرات بھی ضعیف لکھتے ہیں جن میں امیر یمانیؒ، قاضی شوکانیؒ، عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ شامل ہیں (نور الصبح ص۲۱۱)

لطیفہ :- عبدالرشید انصاری اور اس کے شیوخ حدیث نے ابن لھیعہ کی ایک روایت جو رفع یدین بین السجدتین میں مروی ہے کہ بارے میں فیصلہ کیا ہے کہ۔ یہ حدیث ضعیف اور ناقابلِ حجت بھی ہے (الی) اس حدیث کی سند میں ابن لھیعہ ہے اور اس کے متعلق اماموں کی جرح ہے (پھر اماموں کی جرح ذکر کی۔ ڈبروی) آخر میں پھر لکھا۔ الغرض حدیث ضعیف اور ناقابلِ اعتبار ہے (رسائل ص۲۷۱ تا ص۲۷۲) بہت افسوس کی بات ہے کہ ابن لھیعہ کی روایت اگر تمہارے خلاف ہو تو ضعیف اور ناقابل اعتبار ہے اگر ابن لھیعہ کی روایت کو موافق بنایا جائے تو حجت بن جاتی ہے اور اس سے رفع یدین عند الرکوع کشید کر کے رفع یدین کا ثواب بیان کیا جا رہا ہے یہ ہے غیر مقلدین حضرات کی دیانت اور امانت کا اصول (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔ دھوکہ۔ دجل وفریب سے کام لینا ان حضرات کا معمول بن چکا ہے۔

چیلنج - ہمارا غیر مقلدین حضرات کو چیلنج ہے (۱) کہ کسی صحیح یا ضعیف

حدیث سے دکھا دیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے صحابہ کرامؓ کو فرمایا ہو کہ رفع یدین کیا کرو (۲) کسی صحیح یا ضعیف حدیث سے دکھا دیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین کی فضیلہ و ثواب کا بیان کیا ہو (۳) کسی صحیح یا ضعیف حدیث سے (بشرطیکہ موضوع نہ ہو) دکھا دیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے آخری عمر تک رفع یدین کیا ہو

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

(۴) الرسائل ص۲۸۲ میں دوسرے نمبر پر حضرت معاذؓ بن جبل کا ذکر رفع یدین کے راویوں میں کیا گیا ہے۔ راقم الحروف نے اس پر تنبیہ کی تھی کہ اس کی سند میں خصیب بن جحدر ہے جو کہ کذاب ہے اور یہ نسبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی طرف جھوٹی ہے۔ جناب عبدالرشید صاحب انصاری کا جواب آیا کہ اب الرسائل طبع دوم میں کاٹ دیا گیا ہے (جزاہ اللہ احسن الجزاء)

جناب عبدالرشید صاحب انصاری نے الرسائل طبع اوّل ص۳ میں لکھا تھا، ہم نے سندوں کے اعتبار سے ۲۵۵ حدیثوں سے مسئلہ رفع یدین ثابت کیا ہے۔ اور اب طبع دوم ص۳ میں ہے، ہم نے سندوں کے اعتبار سے ۲۴۵ حدیثوں سے مسئلہ رفع یدین ثابت کیا ہے، جناب انصاری صاحب نے دس سندوں کو کاٹ دیا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انصاری اور اس کی جماعت نے ۱۰ دس ضعیف سندوں سے رفع یدین کی نسبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی طرف کر دی تھی۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) لیکن الرسائل طبع دوم ص۱۱۸ میں پھر بھی لکھا ہوا ہے، "۲۵۵ حدیثوں سے مسئلہ رفع یدین ثابت کیا ہے،" ع

دروغ گو را حافظ نباشد

عبدالرشید انصاری ایسی ایک سند سے بھی حدیث پیش نہیں کر سکے جس پر کسی محدث کا اعتراض وکلام نہ ہو۔ راقم الحروف نے تحریری مناظرہ میں اس کی تفصیل کر دی ہے (۴) الرسائل ص۲۶۵ میں ہے، حضرت علیؓ اور آپ کے تمام اصحاب رفع یدین کیا کرتے تھے۔ عبدالرشید انصاری اور آپ کے معاونین نے یہ بالکل جھوٹی اور بے سند بات کی ہے۔ حضرت علیؓ کا رفع الیدین کرنا ثابت ہے۔ (نورالصباح ص۱۷۴ تا ص۱۷۵ ملاحظہ ہو) حضرت علیؓ سے ایک مرفوع روایت میں رفع یدین کا ذکر آتا ہے۔ مگر اس کی سند میں عبدالرحمن بن ابی الزناد ایک راوی واقع ہے جو کہ ضعیف اور مختلط الحدیث ہے (یعنی آخری عمر میں اس کا حافظہ (یادداشت) کی خرابی ہوگئی تھی) دیکھئے نورالصباح ص۱۹۹ تا ص۲۰۱) جب ثقہ راوی اس حدیث کو بیان کرتے ہیں تو وہ رفع یدین کا ذکر نہیں کرتے (سنن دارقطنی ص۲۹۶ ج۱ ابوداود ج۱ ص۱۱۷ صحیح مسلم ص۲۶۳ ج۱) اس پر مکمل بحث راقم الحروف نے تحریری مناظرہ میں کر دی ہے۔ عبدالرشید صاحب انصاری اور آپ کے معاونین نے دھوکہ سے کام لیا ہے اور اس عبدالرحمن بن ابی الزناد راوی کا ضعف بیان کیے بغیر بار بار الرسائل میں اس کی روایت کو ذکر کر دیا ہے۔ مثلاً الرسائل ص۲۴۲ و ص۲۵۶ و ص۲۶۱ و ص۲۶۲ و ص۲۹۲ ص۳۰۵ و ص۲۲۶ و ص۲۴۰ و ص۲۷۳ اس ضعیف وخراب یادداشت والے راوی کی روایت کو بار بار ذکر کرنا مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے ہے کہ رفع یدین میں اتنی حدیثیں مروی ہیں اور الرسائل ص۴۳۹ میں اس غلط وضعیف روایت کے بارے میں یوں لکھ دیا ہے، حضرت علیؓ کی صحیح روایت (الی) صحیح روایت یہ ہے۔ پھر عبدالرحمن بن ابی الزناد کی سند سے اس کو ذکر کیا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم) (۵) الرسائل ص۴۳۸ میں عاصم بن کلیب پر جرح کی ہے لیکن اس کے باوجود

رفع یدین کی روایت جو عاصم بن کلیب سے مروی ہے اس کو بار بار الرسائل میں بھرتی کر دیا ہے مثلاً دیکھئے الرسائل ص۲۳۹ و ص۲۴۲ و ص۲۴۵ و ص۲۴۹ و ص۲۵۰ و ص۲۵۲ و ص۲۵۷ و ص۲۶۰ و ص۲۷۰ و ص۲۷۳ و ص۲۷۷ و ص۲۸۵ و ص۳۰۱ و ص۳۰۲ ص۳۰۶ و ص۳۱۶ و ص۳۱۷ و ص۳۱۸ و ص۳۲۴ و ص۳۳۳ و ص۳۳۵ و ص۳۳۹ و ص۳۴۷ ، ص۳۴۸ و ص۳۵۷ و ص۳۶۳ و ص۳۶۶ و ص۳۶۷ و ص۳۶۸ و ص۳۷۰ و ص۳۷۱ و ص۳۷۵ و ص۳۷۹ ان سب صفحات میں عاصم بن کلیب کی روایت کو بار بار ذکر کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ وہ سمجھیں کہ رفع یدین کی حدیثیں کثرت سے مروی ہیں تعجب کی بات ہے کہ عاصم بن کلیب ان حضرات کے ہاں ضعیف بھی ہے اور اسکی روایت رفع یدین والی کو بار بار ذکر کر کے مسلمانوں کو دھوکہ بھی دے رہے ہیں۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

(۶) الرسائل ص۴۶۴ میں عبدالحمید بن جعفر نامی راوی کو کمزور تسلیم کیا ہے۔ مگر رفع یدین کی روایت جسکو عبدالحمید بن جعفر روایت کرتا ہے اس کو بار بار الرسائل میں لکھ کر مسلمانوں کو دھوکہ دیا ہے دیکھئے الرسائل ص۲۴۰ و ص۲۵۱ و ص۲۵۴ و ص۲۶۳ و ص۲۶۶ و ص۲۶۸ و ص۲۷۲ و ص۲۸۶ و ص۳۰۳ و ص۳۰۴ و ص۳۱۲ و ص۳۲۳ و ص۳۳۶ ، ص۳۴۱ و ص۳۴۲ و ص۳۷۱ و ص۳۷۷ ، اس روایت کو بار بار پڑھ کر مسلمانوں کو دھوکہ ہوتا ہے کہ یہ سب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ہیں حالانکہ یہ عبدالحمید بن جعفر بدعتی تقدیر کے منکر کی ضعیف و غلط قسم کی روایت ہے۔ (۷) الرسائل ص۲۴۹ میں قتادہ راوی کو مدلس قرار دیا ہے اور اس کی روایت کو غلط قرار دیا ہے۔ مگر رفع یدین کی روایت جو قتادہ سے مروی ہے اس کو الرسائل میں بار بار لکھ کر

مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے بھرتی کر دیا ہے۔ دیکھئے الرسائل ص۲۳۶ و ص۲۴۵ و ص۲۴۶ و ص۲۴۷ و ص۲۵۴ و ص۲۷۴ و ص۲۸۴ و ص۳۰۹ و ص۳۱۰ و ص۳۲۲ و ص۳۴۳ و ص۲۵۹ وغیرہ۔ (۸) حمید الطویل کو الرسائل ص۴۸۵ میں مدلس قرار دیکر اس کی روایت کو رد کر دیا ہے مگر رفع یدین میں اس کو روایت کو الرسائل کے کئی مقامات پہ بیان کیا ہے مثلاً۔ الرسائل ص۲۵۷ و ص۲۵۵ وغیرہ۔ یہ ہے غیر مقلدین حضرات کی دیانت امانت شرافت صداقت، (۹) عمیر لیثیؓ کی روایت کو ضعیف ناقابل عمل اور منقطع قرار دیا ہے (دیکھئے الرسائل ص۴۶۶ تا ص۴۶۷) مگر خود جناب انصاری صاحب اور اُن کی جماعت کے معتبر اہل علم حضرات نے حضرت عمیر لیثیؓ کو رفع یدین کے راویوں میں شمار کر دیا دیکھئے الرسائل ص۲۸۲ (ر۲۶)۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) (۱۰) ابن جریج ایک راوی ہے جس نے نوے عورتوں سے متعہ و زنا کیا تھا (تذکرۃ الحفاظ للذہبیؒ وغیرہ) ایسے راوی کی روایت کو عبدالرشید انصاری نے الرسائل میں بار بار لکھ کر مسلمانوں کو دھوکہ دیا ہے کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ دیکھئے الرسائل ص۲۳۶ و ص۲۵۹ ص۲۶۸ و ص۲۶۹ و ص۲۷۶ و ص۲۹۱ و ص۳۰۸ و ص۳۱۹ و ص۳۲۱ و ص۳۲۶۔

(۱۱) الرسائل ص۴۷۳ میں لکھا کہ، حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے مگر خود جناب انصاری نے اس حجاج کی روایت کو رفع یدین میں چپ چاپ نہایت خاموشی سے لکھ دیا ہے (دیکھئے الرسائل ص۳۲۸) (۱۲) الرسائل ص۴۳۰ میں حصین بن عبدالرحمٰن پر جرح کی ہے، اور پھر خود جناب انصاری نے اس راوی کی روایت کو رفع یدین کے دلائل میں بھرتی بھی کر دیا ہے دیکھئے الرسائل ص۲۴۶ (بے حیا باش ہر چہ خواہی کن)

(۱۳) جابر بن یزید جعفی بہت جھوٹا اور شیعہ خبیث ہے۔ مگر انصاری صاحب نے اس بہت بڑے جھوٹے سے بھی رفع یدین کی روایت الرسائل ص۲۶۲ و ص۲۶۴ وغیرہ میں درج کر دی ہے کیونکہ مسلمانوں کو دھوکا دینا مقصود ہے۔

(۱۴) محمد بن سنان القزاز کے متعلق ابن حجر لکھتے ہیں کہ ضعیف ہے (تقریب ص۳۰) علامہ ذہبی میزان ص۵۷۵ ج۲ میں لکھتے ہیں کہ امام ابو داؤدؒ نے اس کو کذاب قرار دیا ہے لیکن عبدالرشید انصاری صاحب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی نسبت کرنی ہے مسلمانوں کو دھوکا دینا ہے۔ اس لیے اس راوی سے بھی الرسائل ص۲۷۲ و ص۳۰۴ میں رفع یدین کی روایت ذکر کر دی ہے۔

(۱۵) عثمان بن الحکم الجذامی ضعیف ہے۔ ابن حجرؒ فرماتے ہیں له اوھام (تقریب) اس کی روایتوں میں غلطیاں ہیں اور علامہ ذہبیؒ میزان ص۳۲ ج۳ میں فرماتے ہیں لیس بالقوی۔ کہ یہ راوی قوی نہیں ہے، عبدالرشید انصاری نے چونکہ مسلمانوں کو دھوکہ دینا تھا اس لیے ہر قسم کی رطب و یابس روایات اکٹھی کر کے دعوے کر دیا کہ ہم نے سندوں کے اعتبار سے ۲۴۵ حدیثوں سے مسئلہ رفع الیدین ثابت کیا ہے (الرسائل ص۲ طبع دوم) مسلمان بے چارے سادہ ہوتے ہیں تو ان روایات کی بھرمار سے مرعوب ہو کر رفع یدین کے دلائل کو قوی سمجھنے لگ جاتے ہیں حالانکہ یہ محض دھوکہ فریب ہے۔

(۱۶) الرسائل ص۲۶۹ میں وَاِذَا سَجَدَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ کا ترجمہ بالکل چھوڑ دیا ہے۔ چونکہ یہ عبدالرشید انصاری کے مذہب کے خلاف تھا اس لیے خیانت سے کام لیا ہے۔ اور اب الرسائل طبع دوم ص۲۷۴ میں

اس حدیث ۱۲ اور اس کے بعد ۱۳ والی دونوں کو سرے سے حذف ہی کر دیا ہے (۱۷) الرسائل ص۲۸۲ میں قتادہ کو صحابی بنا دیا اور اسی طرح سلیمان بن لیسار کو ص۲۸۲ میں صحابی بنا دیا ہے راقم الحروف نے تنبیہ کی تو اب طبع دوم میں ان دونوں کا نام کاٹ دیا ہے (۱۸) الرسائل ص۲۸۴ میں عنوان قائم کیا ہے، "رفع یدین کرنے والے تابعین و تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین" پھر ۱۹ پر اسحق بن راہویہ کا ذکر کیا پھر ۲۲ کے تحت اسحق بن ابراہیم کا ذکر کیا ہے۔ حالانکہ یہ وہی اسحق بن راہویہ ہے پھر ۲۶ پر حمیدی کا ذکر کر دیا اور ص۲۸۵ ۲۸ میں عبداللہ بن زبیر کا ذکر کر دیا حالانکہ یہ حمیدیؒ کا نام ہے پھر ۲۵ پر علی بن عبداللہ کا ذکر کیا اور ۲۹ میں علی بن مدینی کہدیا حالانکہ یہ ایک آدمی ہے۔ اسی طرح ۲۳ میں ابن معین کا ذکر کیا پھر ۲۶ میں یحییٰ بن معین لکھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عبدالرشید انصاری کی کتاب الرسائل دھوکہ دجل و فریب سے پُر ہے۔ اگر عبدالرشید انصاری سے مطالبہ کیا جائے کہ ان حضرات سے صحیح سند سے رفع یدین ثابت کرو تو اکثر کی صحیح سند نہیں لا سکیں گے (۱۹) عبداللہؓ بن عمرؓ کی روایت رفع یدین کے بعد، عبدالرشید صاحب انصاری لکھتے ہیں۔

امام علی بن مدینیؒ فرماتے ہیں، وَهٰذَا الْحَدِيْثُ عِنْدِيْ حُجَّةٌ عَلَى الْخَلْقِ كُلُّ مَنْ سَمِعَ فَعَلَيْهِ اَنْ يَّعْمَلَ بِهٖ لِاَنَّهٗ لَيْسَ فِيْ اِسْنَادِهٖ شَيْئٌ (تلخیص الحبیر ص ص۸۱) کہ عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث میرے نزدیک تمام مخلوق پر حجت ہے کیونکہ اس میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فوت ہونے تک رفع یدین کرنا ثابت ہے۔ پس جو مسلمان اس حدیث کو پڑھے یا سنے اس پہ رفع یدین کرنا لازم ہے کیونکہ اس کی سند میں کسی کو

کلام نہیں، الرسائل صـ۲۳۲ طبع اول۔

قارئین کرام یہ بہت بڑا جھوٹ تھا جس پر راقم الحروف نے تنبیہ کی عبدالرشید انصاری نے معذرت کی اور اب طبع دوم صـ۲۳۳ میں اس ساری عبارت کو حذف کر دیا (جزاہ اللہ احسن الجزاء) مگر جن اہل علم غیر مقلدین نے انصاری صاحب سے تعاون کیا تھا اور ایسی جھوٹی باتیں لکھوائی تھیں انہوں نے نہ تو معذرت کی ہے اور نہ جھوٹ بولنے سے توبہ کی ہے۔ (۲۰) جناب عبدالرشید انصاری نے الرسائل صـ۲۸۲ طبع اوّل و صـ۲۸۱ طبع دوم میں حضرت ام الدرداء رحمہا اللہ کو صحابہ کرامؓ کی فہرست میں لکھا ہے جو کہ رفع یدین کے راوی ہیں۔ راقم الحروف نے اس پر بھی تنبیہ کی تھی ام الدرداء کبریٰ رضی صحابیہ تھیں جن کی وفات ۳۰ھ میں ہوئی ہے وہ رفع یدین کی راویہ نہیں ہیں۔ جناب عبدالرشید صاحب نے بھی الرسائل طبع اوّل صـ۲۸۲ میں حضرت ام الدرداءؓ کا سنِ وفات ۳۰ھ ہی لکھا ہے مگر طبع دوم میں سب صحابہ کرامؓ کے سن وفات ختم کر دیے ہیں کیونکہ بعض صحابہ کرامؓ کے سن وفات غلط لکھے تھے راقم الحروف نے اعتراض کیا تھا۔ حضرت ام الدرداء صغریٰ صحابیہ نہیں ہیں تابعیہ ہیں ان سے رفع یدین کی ایک روایت مروی ہے۔ جزء رفع یدین بخاری صـ۱۳ میں ام الدرداءؓ کو صحابہ کرامؓ کی فہرست میں شمار کیا ہے۔ صحیح نہیں ہے۔

جزء رفع یدین اور جزء القراءۃ یہ دو رسالے امام بخاریؒ سے روایت کرنے والا ایک مجہول شخص ہے۔ جس کا نام ہے محمود بن اسحٰق الخزاعی اس شخص کا سن ولادت و وفات کا کوئی علم نہیں ہے اور نہ ہی اس کے حالات معلوم ہوئے ہیں اس شخص سے روایت کرنے والا صرف ایک راوی محمد بن احمد ابو نصر الملاحمی ہے

جو کہ ثقہ تھے۔ مولانا محمد صدیق سرگودھوی غیر مقلد نے اسوۃ الکونین ترجمہ جزء رفع یدین کے صـ۱۲ میں لکھا ہے کہ یہ دونوں بزرگ اپنے دور کے اعیان اہلحدیث سے تھے (تاریخ بغداد صـ۳۵ ج۱)۔ مگر مولانا محمد صدیق نے یہ خالص جھوٹ بولا ہے تاریخ بغداد کے اس صفحہ میں صرف ابونصر الملاحمی کے بارے میں لکھا ہے وکان من اعیان اهل الحدیث وحفاظهم۔ محمود بن اسحٰق الخزاعی کے بارے میں نہیں کہا، مولانا محمد صدیق غیر مقلد جھوٹ بولنے کے عادی ہیں اسوۃ الکونین کے صـ۵ میں لکھتے ہیں، امام احمد نے فرمایا وشیخہ، یحیی بن آدم وھو ضعیف یعنی یحیٰی بن آدم راوی ضعیف ہے، حالانکہ یہ بھی خالص جھوٹ بولا ہے نہ تو امام احمدؒ نے ایسا فرمایا ہے اور نہ یحیٰی بن آدم راوی ضعیف ہے۔ اس طرح مولانا محمد صدیق نے اسوۃ الکونین کے صـ۲۸ میں لکھا ہے۔ سلیمان بن عمیرؒ نے بیان کیا کہ میں نے ام الدرداء کو دیکھا ہے، حالانکہ یہ بھی بالکل جھوٹ ہے صحیح یوں ہے کہ عبدربہ بن سلیمان الخ مولانا محمد صدیق سے راقم الحروف کی تحریری گفتگو چل رہی ہے راقم نے اس انعام یافتہ تحریری مناظرہ میں مولانا موصوف کی خیانتوں اور غلط بیانیوں کا کچھ تذکرہ کر دیا ہے مولانا موصوف نے اس کے جواب میں عبدالرشید انصاری کو لکھا کہ مولوی حبیب اللہ جاہل ہے اس سے گفتگو کا سلسلہ منقطع کر دو۔ لیکن اس گفتگو کا سلسلہ نہ تو انصاری صاحب ختم کرنے کے حق میں ہیں اور نہ ہی راقم الحروف اس کے حق میں ہے۔ جب تک کہ مولانا موصوف خود ہی لاجواب نہیں ہو جاتے (انشاء اللہ تعالیٰ) محمود بن اسحٰق الخزاعی ام الدرداء کبری کو اگر رفع یدین کے راویوں میں شمار کرتے ہیں تو کسی سند سے بھی ان

ان سے رفع یدین مروی نہیں ہے اگر ام الدرداءؓ صغریٰ کو صحابیہ بنانا چاہتے ہیں تو یہ محمود بن اسحٰق الخزاعی کی جہالت ہے، بالاتفاق ام الدرداء صغریٰ صحابیہ نہیں ہیں۔ محمود بن اسحٰق الخزاعی نے امام بخاریؒ کا نام استعمال کر کے امام بخاریؒ پر افتراء باندھا ہے۔ محترم عبدالرشید انصاری نے اپنی ایک تحریر میں یہ جواب دیا تھا کہ ام الدرداء سے مراد کبریٰ صحابیہؓ ہے اور ان کا نام خیرہ ہے اور امام بخاریؒ نے دو سندوں سے التاریخ الکبیر میں عبد ربہ کے ترجمہ میں ام الدرداء سے رفع یدین بیان کیا ہے اور مولانا بدیع الدین شاہ نے جلاء العینین فی تخریج احادیث جزء رفع الیدین میں بھی ام الدرداء کبریٰ مراد لی ہے، راقم الحروف نے اس کا جواب لکھ دیا تھا۔ اب دوبارہ ملاحظہ کر لیں۔ امام بخاریؒ نے التاریخ الکبیر ص۸۷ ق ۲ ج ۳ المجلد السادس (۱۷۶۵ع) میں عبد ربہ کے ترجمہ میں دو سندوں سے ام الدرداءؓ سے رفع یدین بیان کیا ہے۔ دونوں سندوں کا دار و مدار اسمٰعیل بن عیاش عن عبد ربہ بن سلیمان پر ہے امام بخاریؒ نے اس مقام پر ہرگز نہیں فرمایا کہ اس ام الدرداءؓ سے مراد کبریٰ ہے آپ لوگ امام بخاریؒ پر بہتان لگاتے ہیں۔ بلکہ امام بخاریؒ کی کلام سے واضح ہوتا ہے کہ اس ام الدرداء سے مراد صغریٰ ہی ہے چنانچہ التاریخ الصغیر ص۹۰ میں ہے حدثنی احمد بن محمد قال اخبرنا عبداللہ قال اخبرنا اسمعیل بن عیاش قال حدثنی عبد ربہ بن سلیمان قال حججت مع ام الدرداء سنۃ احدی وثمانین، کہ اسمٰعیل بن عیاش نے کہا کہ مجھے عبد ربہ بن سلیمان نے بتایا کہ مجھے حضرت ام الدرداء کے ساتھ ۸۱ھ میں حج کی سعادت نصیب ہوئی۔

قارئین کرام اس عبارت سے صاف واضح ہوگیا کہ عبدربہ بن سلیمان ام الدرداء صغری کا شاگرد ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ عبدربہ بن سلیمان نابالغ تھا کہ حضرت ام الدرداء ساتھ لے گئیں ورنہ بالغ ہونے کی صورت میں وہ نامحرم کو ساتھ نہ لے جاتیں، نیز اس کلام سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ عبدربہ بن سلیمان ام الدرداء کبری ؓ کے دور حیات میں پیدا نہ ہوا تھا۔ (حق کا بول بالا جھوٹ کا منہ کالا) فلہذا ثابت ہوا کہ محمود بن اسحٰق الخزاعی نے جزء رفع یدین میں جو امام بخاری کی طرف نسبت کر کے ام الدرداء کو صحابیہ بنایا ہے۔ امام بخاریؒ اس جھوٹ سے بری ہیں اور یہ محض محمود بن اسحٰق نے جھوٹ بولا ہے اور امام بخاریؒ پر بہتان لگایا ہے۔ مزید تفصیل راقم الحروف نے انعام یافتہ تحریری مناظرہ میں کر دی ہے، اور جناب عبدالرشید صاحب انصاری کی بہت سی غلط بیانیوں کا ذکر بھی تحریری مناظرہ میں آچکا ہے اکثر سے تو انصاری صاحب نے رجوع بھی کر لیا ہے اور بقایا اغلاط کے بارے میں راقم الحروف نے انصاری سے دریافت کیا تھا کہ آپ کی خواہش ہو تو بتاؤ کہ بقایا اغلاط کی نشاندہی بھی کر دوں تو انصاری صاحب نے اس کا جواب نہیں دیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس تحریری مناظرہ کے مقدمہ میں اس پر سیر حاصل بحث کر دی جائیگی۔ سید بدیع الدین شاہ کی چند غلط بیانیوں کی نشاندھی کر کے راقم الحروف نے عبدالرشید انصاری کو بھیج دی تھیں کہ ان کی اطلاع شاہ صاحب کو کر دو مگر انصاری صاحب نے یہ زحمت گوارا نہ کی حالانکہ انصاری صاحب کا فرض تھا کہ شاہ صاحب کو ضرور مطلع کرتے بہرحال انصاری صاحب نے اپنی غلطیوں سے توبہ بھی کی ہے اور اپنے مجاہدین کو بھی توبہ کرنے کا پیغام راقم الحروف کی طرف سے پہنچا

دیا ہے، جزاہ اللہ احسن الجزاء)

اب آخر میں حضرت مولانا نور حسین مرحوم گوجرانوالہ اور ان کے صاحبزادہ مولانا خالد صاحب گھرجاکھی مدظلہ کی چند غلط بیانیوں اور خیانتوں کا پردہ چاک کر دیا جائے فلہذا ملاحظہ ہو۔

(۱) مولانا نور حسین نے قرۃ العینین ص۱۶ میں فرشتوں کے رفع یدین کرنے کی ایک جھوٹی و من گھڑت روایت نقل کر کے چند کتابوں کا حوالہ دیا ہے۔ جن میں جزء سبکی ص۱ کا حوالہ بھی دیا ہے مگر راقم الحروف کو جزء سبکی میں یہ روایت نہیں ملی پس ثابت ہوا کہ یہ محض غلط ہے، حضرت علامہ خالد گھرجاکھی صاحب نے بھی اپنے باپ کی تقلید کرتے ہوئے یہ جھوٹی و من گھڑت روایت اپنے جزء رفع الیدین ص۱۷۵ تا ص۱۷۶ میں ذکر کر دی ہے اور ۲۶۲ بنا کر یوں فرمایا، امام بخاری نے جزء میں سورۃ کوثر والی حدیث نقل فرمائی ہے، حالانکہ یہ جھوٹی و من گھڑت روایت۔ جزء بخاری میں نہیں ہے۔ خالد صاحب نے اپنی جوابی تحریر میں تسلیم کیا ہے۔ واقعی جزء بخاری میں یہ روایت نہیں، بہرحال جھوٹی من گھڑت روایتیں پیش کرنا باپ بیٹے کا معمول ہے اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے۔

(۲) مولانا نور حسین صاحب نے قرۃ العینین ص۱۸ و ص۱۹ میں حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت نقل کی ہے اور مختلف کتابوں کے حوالے نقل کیے ہیں اور پھر ص۱۹ پر عنوان قائم کیا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وفات تک رفع یدین کرنا، پھر اس جھوٹی و من گھڑت روایت کے بعد چند کتابوں سے

حوالے نقل کر کے پھر ۴۶ لگا کر فرمایا، سبحان اللہ، یہ کیسی پیاری اور عمدہ حدیث جس کو چھیالیس ۴۶ ائمہ نے نقل کر کے پھر ۴۶ لگا کر فرمایا، سبحان اللہ، یہ کیسی پیاری اور عمدہ حدیث جس کو چھیالیس ۴۶ ائمہ نے نقل کیا ہے اور اس کا استناد کتنا عمدہ ہے (قرۃ العینین ص۲۰)

قارئین کرام مثل مشہور ہے چوری پھر سینہ زوری، جھوٹی و من گھڑت روایت کو عمدہ کہا۔ توبہ توبہ، خدا کی پناہ، ان لوگوں کے دلوں میں خدا کا خوف نہیں ہوتا۔ ورنہ تو یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان نہ باندھتے، اس جھوٹی و من گھڑت روایت کی سند میں دو ۲ راوی بہت بڑے جھوٹے اور من گھڑت روایتیں بنا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے والے موجود ہیں (دیکھئے نور الصباح ص۲۳۸) اور اس سند میں بعض مجہول قسم کے راوی بھی موجود ہیں۔ اس لیے علامہ زیلعی نے ساری سند نقل کر دی ہے تاکہ سند کی پڑتال کی جائے۔ لیکن علامہ خالد گھر جاکھی یہ جھوٹ بولتے ہیں کہ علامہ زیلعی اسے صحیح تسلیم کر رہے ہیں (موضوع حدیث اور اس کا حکم ماہ جنوری فروری مارچ ۱۹۸۵ء ص۳) مولانا نور حسین نے اس جھوٹی و من گھڑت (روایت) کا حوالہ مسند امام احمد ص۱۹۶ سے بھی نقل کیا ہے۔ (قرۃ العینین ص۲۰) حالانکہ یہ بھی خالص غلط بیانی ہے۔ مسند احمد میں یہ جھوٹی و من گھڑت روایت نہیں ہے، پھر مولانا نور حسین صاحب نے جو چند کتب کا حوالہ دے کر لکھا ہے، جس کو چھیالیس آئمہ نے نقل کیا ہے، خالد صاحب سے گذارش ہے کہ وہ ان کتابوں کے مصنفین کی گنتی ۴۶ پوری کریں جن کا ان کے والد صاحب نے حوالہ دیا ہے اور کیا یہ سب امام تھے جیسا کہ ان کے والد صاحب نے فرمایا ہے یا نہ۔

(۳) خالد صاحب نے جزء رفع الیدین ص۲۷ تا ص۷۵ میں اس جھوٹی و من گھڑت روایت کو لا کر بحث کی ہے حالانکہ عبدالرشید انصاری بھی خدا تعالیٰ سے ڈر گیا ہے اور اس نے اس جھوٹی و من گھڑت روایت کو اپنی کتاب الرسائل میں ذکر نہیں کیا۔ لیکن جناب خالد اس پر مُصر ہیں کہ یہ حدیث ہے (معاذ اللہ) اس لیے خالد صاحب نے اپنی ایک جوابی تحریر میں لکھا، محترم عبدالرشید انصاری ڈیروی کو سمجھا دو کہ ہمیں گالی گلوچ نکال لے مگر حدیث کو جھوٹا نہ کہے یہ حدیث کی توہین ہے۔ راقم الحروف نے اس کے جواب میں لکھا کہ جھوٹی و من گھڑت روایت کو حدیث کہنا ہی گناہ ہے اور اس کو صحیح کہنا ڈبل گناہ ہے۔

(۴) خالد صاحب لکھتے ہیں۔ اسی طرح صاحب آثار السنن نے بھی اس حدیث پر تعاقب نہیں کیا گویا کہ اسے درست تسلیم کیا ہے (جزء خالد ص۴۳) راقم الحروف نے اس کا جواب لکھا کہ نیموی نے آثار السنن ص۱۰۱ میں اس کو موضوع (من گھڑت) لکھا ہے۔ خالد صاحب نے اسکا جواب نہیں دیا۔ (۵) خالد صاحب نے جزء رفع یدین ص۹ میں ابن ہمام و علامہ عینی کو امام طحاوی کے مسلک کا مخالف لکھا ہے۔ راقم الحروف نے اس پر گرفت کی کہ وہ مخالف نہیں بلکہ موافق ہیں۔ اس کا بھی خالد صاحب کوئی جواب نہ دے سکے۔

(۶) خالد صاحب جزء رفع الیدین ص۱۶ میں حضرت عطاء کی مرسل حدیث کا حوالہ مولانا عبدالحیؒ کی التعلیق الممجد سے دیا ہے، راقم الحروف نے اس پر گرفت کی کہ التعلیق الممجد میں حضرت عطاءؒ کی مرسل حدیث نہیں۔ خالد صاحب نے جواب دیا کہ حضرت عطاء کی مرسل روایت التعلیق الممجد ص۹۴ حاشیہ کالم ۲ میں موجود ہے راقم الحروف نے خالد صاحب کو دوبارہ جواب دیا محترم اس صفحہ

پر مرسل روایت نہیں ہے بلکہ حضرت عطاء کا اپنا عمل نقل کیا ہے۔ مرسل حدیث وہ ہوتی ہے جس میں تابعی صحابیؓ کا واسطہ چھوڑ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بات کو منسوب کرے۔ لیکن خالد صاحب اب خاموش ہیں جواب ہی نہیں دیتے (۷) خالد صاحب کے والد محترم قرۃ العینین صـ۴۷ میں لکھتے ہیں (۱۲۴) سلیمان بن عمیرؒ فرماتے ہیں۔ رأیت ام درداء الخ پھر سلیمانؒ پر حاشیہ لگاتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اور ابن ابی شیبہ صـ۱۶۱ میں عبد اللہ بن زیتون سے بھی مروی ہے کہ رأیت ام الدرداء الخ۔ مولانا کی یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ صحیح یوں ہے کہ عبد ربہ بن سلیمان بن عمیر بن زیتون نے ام الدرداء کو دیکھا، سلسلہ نسب نامہ (تہذیب التہذیب صـ۱۲۷/۶ میں ملاحظہ کریں۔

(۸) چودہ سو صحابہؓ کی شہادۃ کا عنوان قائم کر کے مولانا نور حسین صاحب مجمع الزوائد سے حوالہ نقل کرتے ہیں (قرۃ العینین صـ۴۱) علامہ ہیثمیؒ نے اس روایت کے بعد جو اس کے راوی حجاج بن ارطاۃ پہ جرح کی ہے اس کو نقل ہی نہیں کیا اور یہ بہت بڑی خیانت ہے۔ نیز اس روایت کی سند میں ایک راوی نصر بن باب ابو سہل الخراسانی ہے ابو خیثمہؒ فرماتے ہیں کہ نصر بن باب کذاب (بہت بڑا جھوٹا ہے) امام یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں کذاب خبیث عدو اللہ (یعنی بہت بڑا جھوٹا خبیث اور اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ محدثین اسے جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ امام ابو زرعہؒ امام ابو داؤدؒ، امام نسائیؒ سب اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ (تاریخ بغداد صـ۲۷۹/۱۳ تا صـ۲۸۰) ایسی جھوٹی دمن گھڑت روایتوں پہ باپ بیٹے کا عمل ہے (لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم)

آخر میں غیر مقلدین حضرات کے چند بے بنیاد و بے سند دعوے بھی ملاحظہ کر لیں

(۱) غیر مقلدین اور ان کے ہمنوا کہتے ہیں کہ رفع یدین عند الرکوع کو پچاس ۵۰ صحابہ کرامؓ نے روایت کیا ہے، غیر مقلدین حضرات کا یہ دعویٰ بے بنیاد ہے بے سند ہے اور محض سستی شہرت ہے۔ قاضی شوکانی غیر مقلد نے نیل الاوطار ص ۱۸۴ ج ۲ میں اور علامہ امیر یمانی غیر مقلد نے سبل السلام ص ۲۵۰ ج ۱ میں صاف لکھ دیا ہے کہ پچاس صحابہ کرام رفع یدین عند الافتتاح کی روایت کرتے ہیں۔ اور غیر مقلدین حضرات کے مذہب کے مجدد جناب نواب صدیق حسن خانؒ لکھتے ہیں۔ واما عند التبکیر فقد روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحو خمسین رجلاً من الصحابۃ منھم العشرۃ المبشرۃ بالجنۃ ورواہ کثیر من الائمۃ عن جمیع الصحابۃ من غیر استثناء (الی ان قال) واما الرفع عند الرکوع وعند الاعتدال منہ فقد رواہ زیادۃ علی عشرین رجلا من الصحابۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم (الروضۃ الندیہ فی شرح الدرر البھیۃ ص ۴۳) تکبیر تحریمہ کے وقت بیشک پچاس ۵۰ صحابہ کرامؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع یدین روایت کیا ہے ان صحابہ کرامؓ میں عشرہ مبشرہؓ بھی ہیں اور بہت سے آئمہ کرامؒ نے تمام صحابہ کرامؓ سے بغیر کسی استثناء کے رفع یدین روایت کیا ہے' (الی ان قال) اور رکوع کے وقت رفع یدین کو بیس ۲۰ سے زیادہ صحابہ کرامؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے" پس غیر مقلدین حضرات کے بزرگوں سے ثابت ہوا کہ رفع یدین عند الرکوع کے پچاس صحابہؓ راوی ہرگز نہیں ہیں، اور جن حضرات سے رفع یدین عند الرکوع مروی ہے صحیح نہیں ان کی سندوں پہ کلام ہے جیسا کہ

نور الصباح اور مسئلہ رفع الیدین پر انعام یافتہ تحریری مناظرہ میں اسکی وضاحت کر دی گئی ہے

۲- اسی طرح غیر مقلدین حضرات کا یہ بے بنیاد جھوٹا دعویٰ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری عمر تک نماز میں رفع یدین کیا ہے۔ اس دعوے کی دو دلیلیں پیش کرتے ہیں۔ ایک بیہقی کی ایک جھوٹی و من گھڑت و مجہول روایت۔ جس کو عبد الرشید انصاری و آپ کے معاونین و مجاہدین نے اپنی کتاب الرسائل میں ذکر تک نہیں کیا اور بالکل نظر انداز کر دیا ہے اور اس جھوٹی روایت کا نام لینا بھی پسند نہ کیا (جزاہم اللہ احسن الجزاء) دوسری دلیل۔ کان یرفع کہ کان مضارع پر داخل ہے تو اس سے استمرار و دوام ثابت ہوتا ہے۔ اس دلیل کو عبد الرشید صاحب انصاری نے اپنی کتاب الرسائل طبع اول ص۲۳۲ و ص۲۴۳ میں بیان کیا تھا مگر راقم الحروف کے تسلی بخش جواب نے جناب انصاری کو اس دلیل (کان یرفع) کے غلط ہونے کا یقین دلا دیا فلہذا انصاری صاحب نے اب الرسائل ص۲۳۲ و ص۲۴۳ طبع دوم میں اس دلیل کو کاٹ دیا ہے اور عبارت کو حذف کر دیا ہے (جزاہ اللہ احسن الجزاء) انصاری صاحب لکھتے ہیں تمام صحابہؓ کا (کان یصلی) کہنا اس امر کی بین دلیل ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ ہمیشہ ہی نماز میں رفع یدین کیا کرتے تھے (الرسائل طبع اول ص۳۸۳ تا ص۳۸۴، اب طبع دوم ص۳۸۴ میں ہمیشہ ہی، کے الفاظ حذف کر دیے ہیں۔

پس غیر مقلدین حضرات کے ہاں رفع یدین کے دوام کی کوئی دلیل باقی نہ رہی (و للہ الحمد)۔ لیکن عبد الرشید انصاری کو غیر مقلدین کے اہل علم لوگوں نے دھوکا دیا ہے وہ بے چارہ ان لوگوں کے دھوکہ میں آگیا ہے۔ چنانچہ چند

انسانوں کے اقوال کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بنایا گیا ہے۔ الرسائل طبع اوّل

ص ۲۹۵ ، ۳۴/۱۰۱ ۔ وطبع دوم ص ۲۹۸ ۔ ۳۲/۹۵ ۔ اور الرسائل طبع اول ص ۲۹۴ ، ۳۳/۱۰۰ و

طبع دوم ص ۲۹۸ ، ۳۱/۹۴ اور الرسائل طبع اوّل ص ۲۹۳ ، ۳۲/۹۹ وطبع دوم ص ۲۹۶ ، ۳۰/۹۲

یہ تینوں نمبر ۲ دو محدثین کے اقوال پر مشتمل ہیں اور سند بھی صحیح نہیں ہے مگر عبدالرشید انصاری سے ان ظالموں نے اعلان کرایا کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، چنانچہ پہلے اعلان کیا کہ۔ ہم نے سندوں کے اعتبار سے ۲۵۵ حدیثوں سے مسئلہ رفع یدین ثابت کیا ہے اور پھر ۲۴۵ حدیثوں کا اعلان کرایا (الرسائل ص ۳) تو ان گذشتہ تین نمبروں کو بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بتایا گیا ہے اور یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت بڑا بہتان ہے (خدا تعالٰے ہدایت دے) اس طرح اور بھی بہت سے محدثین کے اقوال ہیں جن پر نمبر لگا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ظاہر کی گئی ہے" مولانا ارشاد الحق اثری نے جو نور الصباح کے جواب میں رسالہ لکھا ہے اس کا مکمل جواب راقم الحروف کی طرف سے مولانا موصوف کو پہنچ گیا ہے مگر مولانا نے عدم فرصت کا بہانہ بنا کر جواب دینے سے گریز کیا ہے۔ اس رسالہ تنکر رفع یدین کے ص ۷ میں جو قاضی ابوبکر ابن العربیؒ کے شیخ کا واقعہ نقل کیا گیا ہے۔ مولانا موصوف نے ۲ دو خیانتیں کی ہیں۔ (۱) ایک خیانت یہ ہے کہ ابن العربیؒ کے شیخ کے قتل کے منصوبہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ شیعہ رفع یدین کرتے ہیں، مولانا موصوف نے اس عبارت کو اڑا دیا ہے (۲) دوسری خیانت یہ ہے کہ ابن العربیؒ نے اپنے شیخ کو کہا کہ وَلَا یَحِلُّ لَکَ (آپ کے لیے رفع الیدین کرنا حلال نہیں) یعنی رفع یدین اس حالت میں حرام ہے۔ مگر مولانا موصوف نے

اس کو ہلکے سے الفاظ میں یوں بیان کر دیا ہے۔ یہ انداز آپ کے لیے صحیح نہیں، مولانا موصوف نے اس کا جواب دیا تھا مگر اس میں پھنس گئے اس لیے مولانا موصوف اب جواب دینے کی زحمت گوارا نہیں کرتے، محترم عبدالرشید انصاری کی تحریر ہمارے پاس محفوظ ہے جس میں انصاری نے لکھا ہے کہ مولانا موصوف فرماتے ہیں۔ جواب دینے کی میرے پاس فرصت نہیں ہے،

(نوٹ) ابھی ابھی ایک تازہ اطلاع کے مطابق محترم مولانا خالد صاحب نے جزء رفع الیدین کا دوسرا ایڈیشن بھی شائع کر دیا ہے راقم الحروف نے اغلاط کی نشاندھی کی تھی ان میں سے خالد صاحب نے دو ۲ غلطیوں کی اصلاح کر دی ہے۔

(۱) نیموی کے آثار السنن والے حوالہ کو کاٹ دیا ہے جس میں خالد نے لکھا تھا " اس طرح صاحب آثار السنن نے بھی اس حدیث پر تعاقب نہیں کیا گویا کہ اُسے درست تسلیم کیا ہے (جزء رفع الیدین طبع اوّل ص۴۲) اب خالد نے جزء رفع یدین طبع دوم ص۴۸ میں مذکورہ بالا عبارت کے عوض میں یوں لکھا ہے، اس طرح صاحب دراسات نے بھی اس حدیث پر تعاقب نہیں کیا گویا کہ الخ صاحب دراسات اللبیب حنفی نہیں بلکہ رافضی غیر مقلد ہے۔ (۲) جزء رفع الیدین طبع اوّل ص۱۷۶ میں یوں تھا امام بخاری نے جزء میں سورۃ کوثر والی حدیث نقل فرمائی ہے۔ اب طبع دوم ص۲۰۷ میں یہ عبارت بالکل محذوف ہے، لیکن خالد صاحب نے لتابا اغلاط کی اصلاح نہیں کی بلکہ مزید ترقی کرتے ہوئے ہر قسم کی رطب ویابس روایات سے جزء رفع الیدین طبع دوم کو بھر دیا ہے، مثلاً (۱) معاذ بن جبل کی رفع یدین کی روایت ص۲۰۲ میں پیش کی ہے اور لکھا، نیز یہ مجمع الزوائد ص۱۰۲/۲ میں بھی آتی

یہ عبارت تحفۃ الاحوذی ص۱۳۲ سے نقل کی گئی ہے۔ خالد صاحب نے اس روایت کے پیش کرنے میں کئی خیانتوں کا مظاہرہ کیا ہے (۱) مجمع الزوائد کا حوالہ تحفۃ الاحوذی میں نہیں ہے (۲) مجمع الزوائد کے اسی صفحہ میں اس روایت کے بعد علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں، رواہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ الخصیب بن جحدر وھو کذاب۔ امام طبرانیؒ نے اس روایت کو اپنی کتاب معجم کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں خصیب بن جحدر راوی بہت بڑا جھوٹا ہے خالد صاحب نے خود جزء رفع الیدین طبع دوم ص۶ میں معاذ بن جبل کی اس روایت کا حوالہ طبرانی سے دیا ہے۔

قارئین کرام آپ اندازہ کر لیں کہ یہ لوگ خیانت کرنے میں کتنے خوگر ہیں۔

(۳) جب یہ جھوٹی روایت ہے تو اس کی نسبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا بہت بڑی بے دینی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ تلخیص الحبیر ص۸۴ میں اس روایت کے ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں اس کی سند میں خصیب بن جحدر راوی واقع ہے جس کو امام شعبہؒ و امام یحییٰ القطانؒ نے کذاب کہا ہے، امام بخاریؒ فرماتے ہیں خصیب بن جحدر بہت بڑا جھوٹا ہے (التاریخ الصغیر ص۱۹۲)۔ محترم خالد صاحب نے جزء رفع الیدین طبع دوم ص۲۲۲ میں ایک ارشاد فرمایا ہے قارئین کرام کی دلچسپی کے لیے اس کو نقل کیا جاتا ہے، اس حدیث کے بیان کرنے سے پہلے آنحضرت کا ایک ارشاد گرامی سن لینا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ کہ جو شخص میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے وہ جہنمی ہے یعنی آنحضرت نے فرمایا نہ ہو اور کہنے والا کہدے کہ یہ حدیث نبوی ہے

اور اسے علم بھی ہو کر یہ حدیث آپ کی طرف صرف منسوب ہے آپ کا فرمان نہیں ہے تو اس کے جہنمی ہونے میں شبہ بھی نہیں ہے، (۲) محترم خالد صاحب نے جزء رفع الیدین طبع دوم ص۲۰ میں چودہ سو صحابہ کی شہادۃ - مجمع الزوائد ص ۱۰۱/۲ کے حوالے سے نقل کی ہے مگر خود علامہ ہیثمیؒ نے جو اس روایت کے بعد اس پر جرح کی ہے اس کو خالد صاحب نے اپنے والد محترم کی طرح خیانت کا ارتکاب کرتے ہوئے نقل ہی نہیں کیا، - اِذَا لَمْ تَسْتَحِیْ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ - امام بخاریؒ نے اسی روایت کو نصر بن باب کے ترجمہ میں نقل کر کے فرمایا کہ نصر بن باب نیسابور میں رہتا تھا محدثین کرامؒ نے اُسے جھوٹا قرار دیا ہے (دیکھئے التاریخ الکبیر ص۱۰۵/۴ تا ص۱۰۶ قسم ۲ (المجلد الثامن ۲۲۵۷) - فلہٰذا امام بخاریؒ کے نزدیک بھی یہ روایت جھوٹی ومن گھڑت ہے (۳) جزء رفع الیدین ص۲۰۸ طبع دوم میں ہے عبدالرحمٰن بن مہدی کی مرسل حدیث، فرماتے ہیں۔ ھذا من السنۃ (ترجمہ بخاری ص۲۲): کہ رفع یدین سنت نبوی ہے۔

محترم خالد صاحب کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ مرسل وہ حدیث ہوتی ہے۔ جس کو تابعی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرے جب کہ عبدالرحمٰن بن مہدیؒ تابعی نہیں ہیں۔ اور غیر تابعی کی بات اس طرح کہنے سے مرسل حدیث بن جاتی ہے تو پھر تو خالد صاحب کی بھی مرسل حدیثیں ہو سکتی ہیں (وَالْجَهْلُ لَيْسَ بِشَيْءٍ) خالد صاحب نے بہت سے غیر تابعین کو آثار التابعین کے تحت درج کر دیا ہے دیکھئے جزء رفع یدین طبع دوم ص۲۱۴ و ص۲۱۷ و ص۲۱۹ و طبع اوّل ص۱۸۰ و ص۱۸۳ و ص۱۸۵ - خالد صاحب نے اب تو حضرت ابن مسعودؓ کو بھی رفع یدین عند الرکوع کے

راویوں میں شمار کیا ہے۔ جب کہ ان کے والد محترم نے لکھا ہے کہ ابن مسعودؓ تازندگی ترک رفع الیدین عندالرکوع پر عامل رہے اور دوسروں کو بھی یہی تعلیم دیتے تھے (قرۃ العینین ص ۸۹ ملخصاً) اب خالد صاحب ہی فیصلہ کرلیں کہ وہ سچے ہیں یا ان کے والد محترم۔ باتیں تو بہت ہیں مگر یہ اوراق اس کی گنجائش نہیں رکھتے۔ انشاء اللہ تحریری مناظرہ کے مقدمہ میں سیر حاصل بحث ہوگی۔

حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی

۲۵ ذوالقعدہ ۱۴۰۶ھ